۷۸۶

یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا

اے نبی ہم نے تم کو (لوگوں کا) اور (نیکوں کو بہشت کی) خوشخبری دینے والا اور (بدوں کو) عذاب سے ڈرانے والا اور خدا کی طرف اسی کے حکم سے بلانیوالا اور (ایمان و ہدایت کا) روشن چراغ بنا کر بھیجا (احزاب آیت ۴۵-۴۶)

نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

اور نوع نبی و امام

مذہب شیعہ کے ایک بنیادی عقیدہ پر کامل ریسرچ اور تحقیق انیق و تفتیش دقیق اور اس مسئلہ میں شیعہ و شیخی عقیدہ میں فرق کا بیان

مؤلف

فاتح شیخیت قاطع بدعت مبلغ شیعیت مجاہد ملت مولانا سید محمد حسین زیدی برستی

ناشر: ادارہ انتشارات حقائق الشیعہ لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھدیۃً منجانب الشیخ مولانا حامد علی [illegible]

الاکستان - ھیول سرگودھا

مؤلف سیّد محمد حسین زیدی برستی

فہرست

فہرست

شمار نمبر	فہرست	صفحہ نمبر
۴۲	نور ہفتم نور جمادات۔	۸۴
۴۳	آیت اللہ آقائے شہرستانی کا طنزیہ جواب۔	۸۵
۴۴	مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کے سربراہ مرزا موسیٰ اسکوئی اور شیخ احمد احسائی کا نور کے آٹھوں طبقات کی تخلیق کے بارے میں بیان۔	۸۶
۴۵	مرزا موسیٰ اسکوئی کی احقاق الحق کا بیان۔	۸۷
۴۶	افلاطون یونانی کیا کہتا ہے۔	۹۷
۴۷	نور کا تیسرا تصوّر۔ شیعہ عقیدہ۔ ایمان نور ہے۔ عرفان نور ہے۔ ہدایت نور ہے۔ نبوت نور ہے۔ رسالت نور ہے۔ امامت نور ہے۔ توریت نور ہے انجیل نور ہے۔ قران نور ہے۔	۱۰۰
۴۸	تحقیق در معنی نور۔	۱۰۱
۴۹	چہاردہ معصومین علیہم السلام پر اطلاق نور کی توجیہات۔	۱۰۵
۵۰	تبصرہ بر کلام مجلسی۔	۱۰۸
۵۱	مؤیدات احتمال اوّل۔	۱۱۱
۵۲	مؤیدات احتمال دوم۔	۱۱۳
۵۳	مثل نور آئمہ کی شان میں مجازاً استعمال ہونے والے دیگر الفاظ۔	۱۱۴
۵۴	نمبر۱ اسد اللہ۔	۱۱۴
۵۵	نمبر۲ یعسوب الدین۔	۱۱۵
۵۶	نمبر۳ مدینۃ العلم و باب المدینہ۔	۱۱۵
۵۷	نمبر۴ دار الحکمۃ و بابھا	۱۱۶
۵۸	اطلاق نور بر قران۔	۱۱۷
۵۹	نورانیت توریت۔	۱۲۱
۶۰	نورانیت انجیل۔	۱۲۲
۶۱	ایمان و عرفان بھی "نور ہے، اور کفر و شرک اور ضلالت و فسق۔ "ظلمات"	۱۲۴

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر

فہرست

نام کتاب ______ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ اور نورِ نبی و امام

نام مؤلف ______ سیّد محمد حسین زیدی برستی

تعداد ______ ایک ہزار

ناشر ______ ادارہ انتشارات حقائق الشیعہ
لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ پاکستان

قیمت ______ ۲۰ روپے

اشاعت ______ ۱۹۸۶ء

سرورق ______ استاد محترم قبلہ محمد یونس صاحب

کتابت ______ محمد اسلم زاہد

پیش لفظ

قارئین محترم! شیعہ اثنا عشری کا ایک بچہ بھی اس بات سے اچھی طرح واقف ہے کہ اصول دین وایمان پانچ ہیں:۔ اوّل توحید، دوسرے عدل، تیسرے نبوت، چوتھے امامت، پانچویں معاد یا قیامت۔ ان میں سے تین یعنی توحید و نبوت و معاد تو اصول اسلام ہیں، اور عدل و امامت اصول مذہب شیعہ سے ہیں۔ یعنی جو شخص توحید و نبوت و معاد کا قائل نہیں وہ مسلمان نہیں۔ اور جو شخص توحید و نبوت و معاد کے ساتھ عدل الٰہی اور امامت کا قائل نہیں ہے وہ شیعہ نہیں ہے۔ ان پانچوں عقائد میں سے توحید اصل الاصول اور سب عقائد کی بنیاد ہے۔ اس طور پر کہ عدل الٰہی تو، توحید پر متفرع ہے اور نبوت و امامت و معاد عدل الٰہی پر متفرع ہیں۔ بایں معنی کہ اگر وہ واجب الوجود ہستی عادل نہ ہو تو نہ نبوت کی ضرورت ہے نہ امامت کی ضرورت ہے اور نہ ہی معاد کی ضرورت ہے عقائد اسلام و ایمان میں سب سے زیادہ اہمیت عقیدہ توحید کو ہی حاصل ہے اور باقی کے تمام عقائد کا تعلق بنیادی طور پر اسی عقیدہ سے ہے۔

لیکن بنیاد گزار شیخیت اور رؤسائے شیخیہ نے سب سے زیادہ کلہاڑا اس بنیادی عقیدہ یعنی توحید پر ہی چلایا ہے۔ اور عقیدہ توحید کو بیخ و بن سے اکھاڑنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ ہم نے اپنی کتاب "الفرق بین الشیعہ والشیخیہ المنحرفۃ الضالۃ المضلۃ" میں تفصیل کے ساتھ ان انحرافات کا ردّ و ابطال کیا ہے جو شیخ احمد احسائی اور رؤسائے شیخیہ نے دین مبین اسلام میں رخنہ ڈالنے کیلئے توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد میں رائج کئے ہیں۔

لیکن اس موضوع (یعنی محمدؐ و آل محمدؐ کی جداگانہ نوع) کے لئے ہم نے ایک علیحدہ کتاب کو اس لئے مخصوص کیا ہے کیونکہ جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے ماننے والے سب سے زیادہ زور اس بات پر دیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں اور یہ سارا زور اس لئے دیا جاتا ہے تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود بنایا جا سکے، اور چونکہ اُن کے مذہب کے دوسرے جتنے بھی مخصوص مسائل ہیں تقریباً ان سب کا تعلق بنیادی طور پر اسی مسئلہ سے ہے۔ لہٰذا وہ سب سے زیادہ زور عیسیٰ مسیح کی موت پر ہی دیتے ہیں۔

اسی طرح رؤسائے شیخیہ اور تمام پیروان شیخ احمد احسائی یعنی شیخی حضرات سب سے

زیادہ زور محمد و آل محمد کی جداگانہ نوع پر دیتے ہیں اور اس کو ہی باقی تمام عقائد کی بنیاد گردانتے ہیں۔ جیسا کہ علی حسنین صاحب شیفتہ نے اپنی کتاب تائید حق کے پہلے باب کے شروع میں ہی جداگانہ نوع کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ:۔

"واضح ہو کہ یہ مسئلہ عقائد و نظریات کی موجودہ بحث میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ دوسرے جتنے مسائل ہیں تقریباً ان سب کا تعلق بنیادی طور پر اسی مسئلہ سے ہے"

اور کسی بھی مسلمان سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ ہر مسلمان کے نزدیک، خواہ وہ شیعہ ہو یا سُنی، عقائد اسلام و ایمان میں سب سے زیادہ اہمیت عقیدہ توحید کو حاصل ہے، اور باقی کے تمام عقائد کا تعلق بنیادی طور پر اسی عقیدہ سے ہے۔

چنانچہ ہم نے یہ بات کہ بنیاد گزار شیخیت اور رؤسائے شیخیہ نے دین مبین اسلام میں کس کس طرح رخنہ ڈالا اور اصول خمسۂ اسلام و ایمان میں کیا کیا انحرافات کئے وہ تو اپنی کتاب "الفرق بین الشیعہ و الشیخیہ" میں تفصیل کے ساتھ ہدیہ قارئین کر دیئے ہیں، لیکن اس کتاب میں صرف یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بیروانِ شیخ احمد احسائی یعنی شیخی حضرات محمد و آل محمد کی جداگانہ نوع کس طرح بتاتے ہیں؟ اور اس عقیدہ کو اصل الاصل اور بنیادی عقیدہ کیوں کہتے ہیں۔ اور پھر ہماری کتاب "الفرق بین الشیعہ و الشیخیہ" پڑھ کر یہ سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی کہ واقعاً شیخیوں کے باقی عقائد کا تعلق بنیادی طور پر اسی مسئلہ سے ہے۔

احقر:۔ سیّد محمد حسین زیدی برستی

مقدمہ

۱۔ اس کتاب کے لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟

بعض حضرات کہتے ہیں کہ موضوع کے اعتبار سے یہ موضوع ایک بالکل فرسودہ موضوع ہے پاکستان میں اس موضوع پر آج تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، لہٰذا اس موضوع پر مزید لکھنے کی کیا ضرورت؟

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ بحث ہی فضول ہے ہم کو نبی و امام کا تجزیہ کرنے کی کیا ضرورت ہے بس وہ رسول ہیں اور معصوم ہیں ہم اس بات پر ایمان لے آئے ہیں کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ اب ہمیں چاہئے کہ ہم انکی اطاعت کریں اور انکی اتباع کریں نجات کا بس یہی راستہ ہے اور اس بات کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور اس بحث سے کچھ حاصل نہیں ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ بحث اس لئے غیر ضروری ہے کہ اس بحث نے قوم کو متفرق کر دیا ہے۔ قوم میں تفرقہ ڈال دیا ہے، پہلے قوم متحد تھی، ممبروں پر وعظ ہو رہے تھے، مومنین متفقہ طور پر سن رہے تھے، کوئی تفرقہ نہیں تھا، اس بحث سے قوم میں تفرقہ پڑ گیا، قوم میں پھوٹ پڑ گئی، لہٰذا یہ بحث بے فائدہ ہی نہیں بلکہ نقصان دہ بھی ہے۔!

پہلے طبقہ سے متعلق حضرات کے لئے ہمارا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ممبروں پر مجالس میں اور زبانی طور پر اس موضوع پر بحث ہوتی رہی ہے لیکن زبانی باتیں تحریروں کی جگہ نہیں لے سکتیں زبانی باتیں یاد رہا کرتی ہیں اور تحریریں سند کے طور پر پیش کی جاتی ہیں، یہ صحیح ہے کہ بہت سی کتابوں میں جو بہت سے عنوانات پر مشتمل ہیں ایک عنوان کے طور پر یہ موضوع بھی زیر بحث لایا گیا ہے لیکن مخصوص اسی موضوع پر مفصل طور پر اور سیر حاصل طریقے سے پاکستان میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ صرف دو ہیں۔ ایک مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کی کتاب "حقائق الوسائط جلد دوم" ہے جس کے بارے میں موصوف خود اس کتاب کے صفحہ ۳ پر یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

> "بعد حمد و صلوٰۃ بندہ حقیر غریق تقصیر محمد بشیر انصاری بن مولوی امام علی انصاری مرحوم عرض کرتا ہے کہ حقائق الوسائط جلد دوم جو اس وقت پیش نگاہ ہے اس میں زیادہ تر ان ذوات مقدسہ کی تخلیق نوری اور جداگانہ نوع کے ثبوت میں دلائل عقلیہ اور براہین قرآنیہ و حدیثیہ پیش کئے جا رہے ہیں۔"

اور دوسری کتاب سید المحققین، رئیس المدققین استاذ العلماء عمدۃ الصلحا حضرت العلامہ السید

گلاب علی شاہ ناظم اعلیٰ الجامعۃ العربیہ مخزن العلوم الجعفریہ شیعہ میانی ملتان کی کتاب "نوری الانسان" ہے موصوف خود اس کتاب کے صفحہ ا ب پر یوں تحریر فرماتے ہیں :۔

"رسالہ ہذا میں چونکہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ کے مسلم اور بنیادی اس عقیدہ کی مخالفت کی گئی تھی کہ ہر نبی یا امام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب ہو کر ہدایت خلق کے لیے مامور ہوتا ہے وہ نوعِ انسان کا ہی ایک کامل و اکمل فرد ہوتا ہے۔ لہٰذا بندۂ ناچیز نے مذہب شیعہ کے اس مسلم عقیدہ کے متعلق ایک حد تک تفصیل کے ساتھ قرآن کریم، ارشادات معصومین اور عقل سلیم کی روشنی میں دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ پیش کر دیئے ہیں اور ادارۂ الانوار کی طرف سے قائم کردہ بودے دلائل کے تار و پود کو بھی بکھیر دیا ہے۔"

اب رہا یہ سوال کہ جب دونوں طرف کی جامع کتابیں اس موضوع پر موجود ہیں تو اس موضوع پر میری کتاب کی تصنیف کی کیا ضرورت ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ اس کتاب کی اس لئے ضرورت ہے کہ گو سرکار علامہ نے اپنی کتاب "نوری الانسان" میں بے شمار آیات و احادیث سے موضوع کو بہترین طریقہ سے ثابت فرمایا ہے مگر انکی اس کتاب میں وہ بات رہ گئی ہے جو خاص طور پر اس بحث میں کارفرما ہے اور حقائق الوسائط جلد دوم کے مصنف نے بھی جو کچھ لکھا ہے وہ اسوقت تک سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک کہ اسے پوری تشریح و تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جائے جو اس کتاب کے عنوانات اور مضامین کے دبیز پردوں میں چھپی ہوئی ہے اور جنکا ذکر انہوں نے اس کتاب کے کئی مقامات پر مجمل طور پر کیا ہے جیسا کہ حقائق الوسائط جلد دوم کے صفحہ ۱۱۲ پر تحریر کیا ہے کہ :۔

"اُن کو بشریت اس وقت دی جاتی ہے جب اُن کی اُمت بشر ہو۔"

اسی طرح انکا یہ فقرہ بھی جو حقائق الوسائط جلد دوم کے صفحہ ۱۴۶ پر تحریر ہے، تشریح طلب ہے جس کو انہوں نے شاید مصلحتاً آگے نہیں بڑھایا، جو یہ ہے کہ :۔

"نبی و امام بشر بن کر ہدایت کرتا ہے۔ جب کہ اسکی اُمت بشر ہو۔"

اور حقائق الوسائط جلد دوم کے مصنف کی یہ بات بھی غور طلب ہے جو انہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱۰ پر لکھی ہے کہ :۔

"قائلین وحدت نوع کے عقائد انکے منشور سے ظاہر ہیں۔ اسوقت انکے ایک عقیدہ پر بحث و نظر مقصود ہے۔ جس پر سات افراد کے دستخط ثبت ہیں، ملاحظہ فرمائیے اصول الشریعہ کی اصل عبارت :۔

پیغمبر اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام نوع بشر کے اکمل افراد ہیں اور یہ کہنا کہ انکی نوع علیحدہ ہے صحیح نہیں ہے ، دستخط بعض اعلام :۔

عالیجناب مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ ، عالیجناب مولانا سید محمد یار شاہ صاحب قبلہ عالیجناب مولانا سید گلاب شاہ صاحب قبلہ ، عالیجناب مولانا حسین بخش صاحب قبلہ ، عالیجناب مولانا حافظ سیف اللہ صاحب جعفری قبلہ ، عالیجناب مولانا اختر عباس صاحب قبلہ

یہ راقم اثم احقر محمد حسین عفی عنہ (اصول الشریعہ ۲۲۲)

علماء وخطباء و ذاکرین اور شیعان علی علیہ السلام کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد وآل محمد علیہم السلام کی نوع تمام کائنات سے جداگانہ ہے جو کہ مذکورہ دستخط کنندگان کے بالکل متضاد بلکہ متناقض عقیدہ ہے"۔ حقائق الوسائط جلد دوم صفحہ ۱۱۰

حقائق الوسائط کے مصنف نے مذکورہ سطور میں جو کچھ لکھا ہے وہ اس بات کا متقضی ہے کہ اس بات کی تشریح کی جائے کہ وہ کونسے علماء وخطباء و ذاکرین و شیعہ ہیں کہ جو مذکورہ دستخط کنندگان کے عقیدے کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں ، حالانکہ مذکورہ دستخط کنندگان حضرات پاکستان میں آسمانِ شیعت کے مہر وماہ ہیں اور ملت شیعہ پاکستان کے حقیقی رہبر و رہنما ہیں ، لہٰذا ان امور کو عوام کے سامنے پیش کرنے اور تمام پوشیدہ باتوں سے پردہ اٹھانے کے لئے اس کتاب کے لکھنے کی اہم ضرورت ہے اور اس حقیقت کو روشنی میں لانے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ۔ لہٰذا پہلے طبقہ کے جواب کیلئے اتنا لکھنا ہی کافی ہے ۔!!

اب رہا دوسرا طبقہ جو یہ کہتا ہے کہ یہ بحث ہی فضول ہے ، ہمیں نبی وامام کا تجزیہ کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ بس وہ رسول ہیں اور معصوم ہیں ۔ ہم ان پر ایمان لے آئے ہیں کہ وہ خدا کے رسول ہیں اور امام ہیں ۔ اب ہمیں چاہیئے کہ ہم انکی اطاعت کریں اور انکی اتباع کریں نجات کا بس یہی راستہ ہے ۔

اس کے لئے ہمارا جواب یہ ہے کہ نجات کے لئے ضروری ہے کہ ایمان بھی صحیح ہو اور اسکے ساتھ عمل بھی صالح ہو یقیناً ہمارا فریضہ یہی ہے کہ ہم اطاعت محمد وآل محمد علیہم السلام کریں اور ان ذوات مقدسہ کی اتباع کریں لیکن ایمان کی صحت بھی ضروری شرط ہے ۔

اگر کوئی یہ کہے کہ ہم نے خدا کو مان لیا ہے ۔ ہمارا اس پر ایمان ہے بس اب ہمیں اسکی عبادت کرنی چاہیئے اور بس یہی نجات کا واحد راستہ ہے ، یہ کیا بحث چھیڑ رکھی ہے کہ کوئی کہتا ہے خدا کا قیامت کے دن دیدار ہوگا اور دوسرا بحث کر رہا ہے کہ اسکی رویت بصریہ نا ممکن ہے لہٰذا اس قسم کی تمام بحثیں

... علیہم السلام نوع بشر کے اکمل افراد ہیں اور یہ کہنا کہ انکی نوع علیحدہ ہے صحیح نہیں ہے۔ دستخط بعض اعلام :-

عالیجناب مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ، عالیجناب مولانا سید محمد یار شاہ صاحب قبلہ عالیجناب مولانا سید گلاب شاہ صاحب قبلہ، عالیجناب مولانا حسین بخش صاحب قبلہ، عالیجناب مولانا حافظ سیف اللہ صاحب جعفری قبلہ، عالیجناب مولانا اختر عباس صاحب قبلہ

یہ راقم اثم احقر محمد حسین عفی عنہ (اصول الشریعہ ۲۲۲)

علماء وخطبا و ذاکرین اور شیعان علی علیہ السلام کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد وآل محمد علیہم السلام کی نوع تمام کائنات سے جداگانہ ہے جو کہ مذکورہ دستخط کنندگان کے بالکل متضاد بلکہ متناقض عقیدہ ہے۔" حقائق الوسائط جلد دوم صفحہ ۱۰۰!!

حقائق الوسائط کے مصنف نے مذکورہ سطور میں جو کچھ لکھا ہے وہ اس بات کا متقضی ہے کہ اس بات کی تشریح کی جائے کہ وہ کونسے علماء وخطباء و ذاکرین و شیعہ ہیں کہ جو مذکورہ دستخط کنندگان کے عقیدے کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں، حالانکہ مذکورہ دستخط کنندگان حضرات پاکستان میں آسمانِ شیعت کے مہر و ماہ ہیں اور ملت شیعہ پاکستان کے حقیقی رہبر و رہنما ہیں، لہٰذا ان امور کو عوام کے سامنے پیش کرنے اور تمام پوشیدہ باتوں سے پردہ اٹھانے کے لئے اس کتاب کے لکھنے کی اہم ضرورت ہے اور اس حقیقت کو روشنی میں لانے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا پہلے طبقہ کے جواب کیلئے اتنا لکھنا ہی کافی ہے۔!!

اب رہا دوسرا طبقہ جو یہ کہتا ہے کہ یہ بحث ہی فضول ہے، ہمیں نبی و امام کا تجزیہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بس وہ رسول ہیں اور معصوم ہیں۔ ہم ان پر ایمان لے آئے ہیں کہ وہ خدا کے رسول ہیں اور امام ہیں۔ اب ہمیں چاہیئے کہ ہم انکی اطاعت کریں اور انکی اتباع کریں نجات کا بس یہی راستہ ہے۔

اس کے لئے ہمارا جواب یہ ہے کہ نجات کے لئے ضروری ہے کہ ایمان بھی صحیح ہو اور اسکے ساتھ عمل بھی صالح ہو یقیناً ہمارا فریضہ یہی ہے کہ ہم اطاعت محمد وآل محمد علیہم السلام کریں اور ان ذوات مقدسہ کی اتباع کریں لیکن ایمان کی صحت بھی ضروری شرط ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ ہم نے خدا کو مان لیا ہے۔ ہمارا اس پر ایمان ہے بس اب ہمیں اسکی عبادت کرنی چاہیئے اور بس یہی نجات کا واحد راستہ ہے، یہ کیا بحث چھیڑ رکھی ہے کہ کوئی کہتا ہے خدا کا قیامت کے دن دیدار ہوگا اور دوسرا بحث کر رہا ہے کہ اسکی رویت بصریہ ناممکن ہے لہٰذا اس قسم کی تمام بحثیں

حلول ہیں کہ وہ مرکب نہیں ہے، وہ جسم نہیں رکھتا، نہ وہ عرض ہے نہ وہ جوہر ہے، نہ وہ محل حوادث ہے اسکے احوال و معانی نہیں ہیں اسکے لئے لذت والم نہیں ہے وہ اپنے غیر کے ساتھ متحد نہیں ہے اسکی رویت بصریہ نہیں ہوسکتی اسکا کوئی شریک نہیں ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔

جب ہم نے خدا کو مان لیا ہے تو بس مان لیا ہے ہمارا ایمان ہے کہ وہ واجب الوجود موجود ہے اب ہمیں اسکی عبادت کرنی چاہیئے اور اسکے احکام کی اطاعت کرنی چاہیئے بس نجات کا یہی راستہ ہے ان بحثوں میں کیا رکھا ہے لیکن چونکہ یہ باتیں خدا میں پائی نہیں جاتیں اور خدا کو خدا ماننے والوں میں سے بھی بعض لوگ ان مذکورہ باتوں کے قائل ہو گئے تھے اور ہیں، اور بعض کے نزدیک یہ باتیں صحیح نہیں ہیں لہذا بحث کا دروازہ کھلا اور ان باتوں کو صفات سلبیہ باری تعالی کے نام سے عقائد میں شمار کیا گیا۔ جس طرح توحید اصول دین میں سے ایک اصل ہے اسی طرح نبوت بھی اصول دین میں سے ایک اصل ہے۔ تو جس طرح توحید پر ایمان لانے کے باوجود ان باتوں پر بحث لازم ہے جو منافی توحید ہیں اسی طرح نبوت پر ایمان لانے کے باوجود ان باتوں پر بھی بحث لازم ہے جو منافی نبوت ہیں۔ چنانچہ علامہ حلی نے باب حادی عشر میں جس کی شرح فاضل مقداد نے فرمائی ہے اور جسکا ترجمہ اردو زبان میں احسن العقائد کے نام سے مولانا سید محمد قاسم صاحب زیدی نے کیا ہے۔ باب نبوت میں صفحہ نمبر ۱۵۰ پر یوں تحریر فرمایا ہے:۔

"قال العلامہؒ (حلی) پانچویں فصل نبوت کے بیان میں:۔

نبی وہ انسان ہے جو باری تعالی کی طرف سے بلا واسطہ انسان خبر پہنچانیوالا ہو،

قال الشارحؒ (فاضل مقداد) مصنف علیہ الرحمہ مباحث عدل باری تعالی سے فارغ ہو گئے تو مباحث نبوت کو شروع کیا اس لئے کہ نبوت عدل باری تعالی پر متفرع ہے۔

نبی کی تعریف علیہ الرحمہ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ نبی اُس انسان کو کہتے ہیں کہ جو بلا واسطہ بشر اللہ کی جانب سے خبر پہنچانیوالا ہو۔

انسان کی تعریف سے فرشتہ کو تعریف سے خارج کیا ہے۔ فرشتہ بھی مخبر عن اللہ ہے لیکن اس کو نبی نہ کہا جائیگا۔ عن اللہ کی قید اُن خبر دینے والوں کو تعریف سے خارج کیا جو اللہ کی جانب سے خبر دینے والے نہ ہوں۔ بلا واسطہ بشر کی قید سے۔ امام و عالم تعریف نبوت سے خارج ہو گئے۔ اس لئے کہ امام و عالم بھی اللہ کی جانب سے خبر دینے والے ہیں لیکن بلا واسطہ بشر نہیں بلکہ بواسطہ نبی اللہ کی جانب سے خبریں پہنچانے والے ہیں"

علامہ حلی کے مذکورہ بیان سے ثابت ہو گیا کہ یہ مسئلہ اصول دین کا ہے اور صحت ایمان اور صحت اعتقاد کا مسئلہ ہے لہٰذا اس پر بحث ضروری ہے کہ آیا نبی فی الواقع بشر ہوتا ہے اور حقیقتاً انسان و نبی آدم ہی ہوتا ہے یا اس کی کوئی اور نوع ہوتی ہے اور وہ بشر کے لباس میں صرف اسوقت آتا ہے جبکہ اسکی اُمت بشر ہو اور اگر اس نبی کی امت بشر نہ ہو تو جس نوع کی امت ہو گی وہ نبی پھر اُس نوع کے لباس میں آئیگا لہٰذا اب اس گروہ کے نزدیک جتنی اُمتیں ہیں انکا ذکر بھی ضروری ہو گا تاکہ ان کے لباس میں آنے سے ثابت ہو کہ واقعاً اُسکی نوع جدا تھی جب بشر اُمت تھی تو وہ بشر کی شکل میں تھا اور جب بشر اُمت نہ تھی تو پھر وہ اس دوسری صورت اور لباس میں تھا جس میں اسکی وہ دوسری اُمت تھی اور چونکہ اس موضوع پر پاکستان میں آجتک کوئی مستند و مفصل کتاب شائع نہیں ہوئی، لہٰذا اس کتاب کی ضرورت واضح ہے اور چونکہ یہ مسئلہ اصول دین کا اور صحت اعتقاد و صحت ایمان کا ہے لہٰذا اس کتاب کا لکھا جانا اور اس بحث کا فائدہ ظاہر ہے۔!!

اب رہا تیسرا طبقہ جو یہ کہتا ہے کہ یہ بحث اسلئے غیر ضروری ہے کہ اس بحث سے قوم متفرق ہو گئی ہے اس بحث سے پہلے کوئی تفرقہ نہیں تھا کوئی اختلاف نہیں تھا لہٰذا یہ بحث بے فائدہ ہے:۔

اس طبقہ کے لئے میرا جواب یہ ہے کہ اگر بے خبری میں لوگوں کو غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہو اور پوشیدہ طور پر اور خفیہ طریقہ سے صحیح راستے سے ہٹا کر کسی دوسری منزل کی طرف لیجایا جارہا ہو اور کوئی مرد حق پرست اس حقیقت کو سمجھ جائے کہ انکو بتدریج اور آہستہ آہستہ کس طرف لے جایا جارہا ہے اور وہ انکو اس بات سے آگاہ کر دے اور اُن میں سے بعض انصاف پسند اس بات سے آگاہ ہو کر اُدھر جانے سے رُک جائیں اور صحیح راستے پر آجائیں تو کیا اسکو پھوٹ ڈالنا کہا جائیگا۔ کیا اس کو تفرقہ پردازی کہا جائیگا۔ اگر غلط راستے پر چلنے والوں کو صحیح راستہ بتانے پر باطل پر چلنے والے یہ کہیں کہ اس شخص نے ہم میں تفرقہ ڈال دیا ہے تو اسکا یہ کہنا بالکل غلط ہو گا اور یہ بات نہیں کہہ سکتا کوئی مگر وہی جو خود باطل پر ہو اور وہ یہ چاہتا ہو کہ لوگ باطل پر ہی جمے رہیں اور انکو کچھ پتہ نہ چلے، لیکن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنیوالے اس بات کی پروا نہیں کر سکتے، کیونکہ ان کے سامنے وہ منظر ہے جب کہ قوم قریش ۳۶۰ بتوں کو پوجنے پر متفق تھی، لیکن سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متفقہ طور پر بتوں کو پوجنے والوں کے درمیان قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا کی صدا بلند کی، یعنی اُن کے بتوں کی پوجا کے اتفاق پر حملہ کیا۔ ان میں سے چند سمجھدار اور انصاف دوست پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس صدا پر لبیک کہتے ہوئے قوم کا ساتھ چھوڑ کر لا الہ الا اللہ کے پرچم تلے جمع ہو گئے

ور اپنے قبیلہ اور اپنی قوم کا ساتھ چھوڑ دیا۔ کیا کہے گا یہ طبقہ، کیا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بت پر متفق اور جمی ہوئی قوم میں یہ تفرقہ ڈالا تھا یا باطل سے ہٹا کر حق پر چلنے کی دعوت دی تھی پس اس سے ثابت ہوا کہ اگر باطل پر چلنے والوں کو حق بات کی دعوت دی جائے تو اس کو تفرقہ ڈالنا نہیں کہا جاتا بلکہ باطل پر چلنے والوں کو حق کی دعوت دینا کہا جاتا ہے۔ جب تک تھوڑے تھوڑے سے افراد حق کی طرف آئیں گے تو بظاہر یہ پھوٹ نظر آئے گی مگر یہ باطل میں پھوٹ ہوگی، مگر جب باطل پر چلنے والی ساری قوم باطل کو چھوڑ کر حق کی طرف آجائیگی تو وہ اتحاد باطل سے ہٹ کر حق پر مرتکز ہو جائیگا اور یہ متبرک اور مقدس اتحاد ہوگا۔

اگرچہ یہ مثال کلی طور پر یہاں صادق نہیں آتی، کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت تو تقریباً سب کے سب بتوں کی پوجا کرتے تھے اور سب کا بتوں کی پرستش پر اتفاق تھا۔ الا ماشاءاللہ مگر شیعان پاکستان سب کے سب وہ اعتقاد رکھنے والے نہیں ہیں جن کی پاکستان میں مذہب شیخیہ کے پیروکار نشر واشاعت کر رہے ہیں۔

البتہ بعض بے خبر شیعہ عوام کو جس وقت یہ علم ہوا کہ یہ نظریات تو شیخ احمد احسائی کے خود ساختہ ہیں اور فرقہ شیخیہ انکی نشر واشاعت کر رہا ہے۔ تو جن لوگوں نے بے خبری میں بعض شیخی عقائد کو شیعہ عقائد سمجھ کر اپنا لیا تھا اُن میں سے بہت سوں نے اُن شیخی عقائد کو ترک کر دیا جس پر وہ طبقہ جو خفیہ طور پر شیخیت کی تبلیغ کر رہا تھا تلملا اٹھا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ فلاں نے قوم میں تفرقہ ڈال دیا ہے حالانکہ یہ قوم میں تفرقہ نہیں تھا بلکہ وہ لوگ جو شیخی مبلغین کے دھوکے میں آکر اُنکے ساتھ لگے ہوئے تھے انکا ساتھ چھوڑ کر حق کی طرف آنا شروع ہو گئے اور شیخی مبلغین کو یہ دکھائی دے گیا کہ انکے ماننے والے کم ہوتے جا رہے ہیں لہٰذا انہوں نے قوم شیعہ کو دھوکہ دینے کیلئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ فلاں شخص نے پھوٹ ڈال دی ہے۔ اب اگر اس کو پھوٹ کہا جائے تو یہ صرف اُن لوگوں میں پڑی ہے جو بے خبری میں شیخی مبلغین سے دھوکہ کھا کر انکے افکار کے معتقد ہو گئے تھے اور اب خدا نے جس کو توفیق ہدایت دی وہ شیخی افکار و نظریات کو ترک کر کے حق کی طرف آگیا ہے۔

جہاں تک شیعان حقہ جعفریہ اثناعشریہ پاکستان کا تعلق ہے ماشاءاللہ ان میں کوئی پھوٹ نہیں پڑی ہے، انکی قوت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور غلط افکار و نظریات کو ترک کر کر کے لوگ اہل حق کے ساتھ آ آ کر مل رہے ہیں اور باطل میں پھوٹ جس سے لوگ نکل نکل کر حق کی طرف آ رہے ہیں، بہت ہی اچھی بات ہے لہٰذا اس طبقہ کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ اس موضوع سے

قوم میں تفرقہ پڑ گیا ہے ۔ بلکہ جس طرح اصول دین میں توحید کے ساتھ صفات سلبیہ خاص طور پر زیر بحث لائی جاتی ہیں کیونکہ بعض لوگ مسلمانوں میں سے اُن باتوں کے قائل ہو گئے تھے جن کا ذکر صفات سلبیہ میں کیا جاتا ہے لہٰذا اُن پر بحث اور اُن پر اعتقاد لازم ٹھہرایا گیا تاکہ اُن باطل گروہوں سے تفریق ہو سکے ۔ اسی طرح اب بشریت نبی و امام کا مسئلہ ایسا بن گیا ہے کہ نبی و امام کے بشر اور انسان ہونے کو نبی و امام کی ایک صفت کے طور پر اعتقاد میں داخل سمجھا جائے اور دلائل معقول و منقول کے ذریعے یہ ثابت کیا جائے کہ نبی و امام واقعاً و حقیقتاً و اصلاً بشر اور انسان ہوتے ہیں اور وہ بشر و انسان کے علاوہ کوئی اور ایسی نوع نہیں ہوتے جو اپنی شکل بدل بدل کر جس نوع کی اُمت ہو اُس نوع کی شکل میں جلتے رہتے ہوں ۔ جیسا کہ مؤلف حقائق الوسائط نے جلد دوم کے صفحہ ۲۴۶ پر تحریر کیا ہے کہ :۔

"نبی و امام بشر بن کر ہدایت کرتا ہے جب کہ اس کی اُمت بشر ہو"

اور یہی بات حقائق الوسائط جلد دوم کے صفحہ ۱۱۲ پر اِن الفاظ کے ساتھ بیان کی گئی ہے :۔

"اُن کو بشریت اس وقت دی جاتی ہے جب اُن کی اُمت بشر ہو"

اور چونکہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے یہ تمام نظریات شیخ احمد احسائی اور رد رسائے شیخیہ کی کتابوں سے اخذ کر کے تحریر کئے ہیں ۔ جیسا کہ خود مؤلف حقائق الوسائط نے اپنے مکتوب میں جو گلدستہ مودت نامی رسالہ میں شائع ہو چکا ہے اور جس کو ہم نے بھی اپنی کتاب "ایک پر اسرار جاسوسی کردار" میں شائع کر دیا ہے ، اس حقیقت کو تحریری طور پر لکھا ہے ۔ لہٰذا ہماری یہ کتاب نہ صرف حقائق الوسائط کا جواب ہے بلکہ اس موضوع پر شیخ احمد احسائی اور دیگر تمام رد رسائے شیخیہ و پیروان شیخیہ نے جو کچھ لکھا ہے اس کا جواب بھی ہے ۔

۲۔ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نوع نبی و امام کے موضوع کی اہمیت

اگرچہ پیروان شیخ احمد احسائی اور شیعان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کے درمیان عقائد میں سے کوئی عقیدہ ایسا نہیں ہے جس میں شیخ احمد احسائی نے تحریف کر کے اختلاف نہ ڈال دیا ہو لیکن پاکستان میں شیخیت کی تبلیغ کرنے والے مبلغین چونکہ بے خبر اور کم علم شیعہ عوام کے ذہنوں میں رفتہ رفتہ اور آہستہ آہستہ شیخی عقائد و نظریات و افکار بٹھا رہے ہیں لہٰذا ابھی تمام و کمال شیخی خرافات کو پھیلانے نہ پائے تھے کہ نجف اشرف اور قم مقدس سے صحیح شیعہ عقائد کی تعلیم پاکر آنیوالوں

نے انکی تبلیغ کی چلتی ہوئی گاڑی میں بریک لگا دیا۔

بہر حال پاکستان میں شیخیت کی تبلیغ کرنیوالے مبلغین نے جتنے عقائد پھیلا دیئے تھے اُن میں سے ایک عقیدہ نبی و امام یا محمد و آل محمد علیہم السلام کی جداگانہ نوع کا عقیدہ ہے یہ عقیدہ اتنی اہمیت اختیار کر چکا ہے کہ شیخی مبلغین کی کوئی مجلس اس عقیدے کے بیان کے بغیر انہیں ایسی لگتی ہے جیسے کہ اُن سے کوئی اہم بات چھوٹ گئی ہو، کھل کر نہ سہی اشاروں کنایوں میں ہی سہی، اس عقیدہ کا اعلان ضرور ہوگا۔ اور اس موضوع پر نہ صرف زبانی تبلیغ ہو رہی ہے بلکہ پاکستان کی پیدائش کے وقت سے ہی پاکستان میں شیخیت کی تبلیغ کرنیوالے مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے تو اس موضوع پر ایک علیحدہ جامع کتاب "حقائق الوسائط جلد دوم" تالیف کی ہے اور انکی پیروی کرنے والے علماء و خطباء میں سے علی حسنین شیفتہ صاحب اور تصدق حسین صاحب نے بھی اس موضوع پر "تحقیق حق" اور "تائید حق" وغیرہ تالیف کی ہیں لہٰذا ہم نے بھی اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس موضوع پر ایک ایسی علیحدہ اور جامع کتاب لکھنا ضروری سمجھا ہے جو سند کے اعتبار سے دستاویزی اہمیت کی حامل ہو اور جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ پیروان شیخ احمد احسائی اور شیعان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کے درمیان اختلافات عقائد میں سے ایک انتہائی اہم اختلاف نبی و امام یا محمد و آل محمد علیہم السلام کی نوع کے بارے میں عقیدے کا اختلاف ہے۔ رؤسائے شیخیہ کا اصل موقف کیا ہے اور علماء و مجتہدین شیعہ کا اصل موقف کیا ہے وہ ہم اس عنوان کے تحت اختصار کے ساتھ دونوں کی کتابوں سے ہدیۂ قارئین کرتے ہیں:۔

بنیاد گزار شیخیت شیخ احمد احسائی نے اپنی کتاب شرح زیارت جامع میں ۔ جس سے مولانا محمد بشیر انصاری نے پاکستان میں عقائد بیان کرنیکا خود اعتراف کیا ہے ۔ اور شیخ احمد احسائی کے جانشین اوّل سید کاظم رشتی نے اپنی کتاب اصول العقائد میں، اور مذہب شیخیہ کی کرمانی شاخ کے پہلے سربراہ و رئیس محمد کریم خان کرمانی نے اپنی کتاب ارشاد العوام میں، اور مذہب شیخیہ احقاقیہ کی شاخ کے پہلے سربراہ مرزا حسن قراچہ داغی نے اپنی کتاب شرح حیاۃ الارواح میں اس عقیدہ کو جس طرح بیان کیا ہے اس کو ہم اپنی قلم سے صفحۂ قرطاس پر لانا بھی مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ یہ عقیدہ اتنا فحش ہے کہ کوئی بھی صحیح الدماغ اور صحیح العقیدہ شیعہ اس کو برداشت نہیں کر سکتا مگر چونکہ شیخی مبلغین اس عقیدے کی بڑی سرگرمی کے ساتھ تبلیغ کر رہے ہیں اور اس کو فضائل کے عنوان سے بیان کر رہے ہیں لہٰذا ہم مجبور ہیں کہ ناپسند کرتے ہوئے بھی اس مکروہ صورت کے چہرے پر سے نقاب اٹھا کر دکھائیں اور اس عقیدے کی تشہیر کے پیچھے جو غرض پوشیدہ ہے اس کو بھی ظاہر کریں، رؤسائے شیخیہ جو کچھ کہتے ہیں

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی و امام اصلاً انسان نہیں ہوتے، بلکہ انکی ایک جداگانہ نوع ہوتی ہے جب وہ بشر کی ہدایت کے لئے آتے ہیں تو بشر کے لباس میں آتے ہیں اور جب وہ حیوانات کی ہدایت کے لئے مامور ہوتے ہیں تو بشریت کا لباس اتار کر اس حیوان کا لباس پہن لیتے ہیں، جس حیوان کو ہدایت کرنی ہو، اور قارئین سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حیوانات میں گائے، بھینس، بیل، اونٹ، بھیڑ، بکری گھوڑا، گدھا اور خچر وغیرہ ہی نہیں ہوتے بلکہ ریچھ، لومڑی، خرگوش، بجو حتیٰ کہ سوٗر اور کتا بھی شامل ہیں۔ وہ اس حیوان کی شکل میں اسی کی نوع میں اُسی کی جنس میں جاکر اسی کی زبان میں اسکو ہدایت کرتے ہیں، مثلاً گدھے کو ہدایت کرنی ہو تو گدھے کی نوع میں اسی کی جنس میں اسی کی صورت میں جاکر اسی کی زبان میں ہیچوں ہیچوں کر کے اس سے بات کریں گے اور کتے کو ہدایت کرنی ہو تو بھوں بھوں کر کے ہی اس سے گفتگو فرمائیں گے۔ اسی طرح جب نباتات کی ہدایت کے لئے جاتے ہیں تو نباتات کے لباس میں جاکر انکی زبان میں اُن سے بات کرتے ہیں اور جب جمادات کو ہدایت کرنی ہو تو جمادات کے لباس میں جاکر جمادات کی زبان میں انکو ہدایت کرتے ہیں، لیکن انکی خود اپنی نوع کائنات کی تمام موجودات سے بالکل جداگانہ ہے، انہیں جس نوع اور جس جنس کو ہدایت کرنی ہوتی ہے وہ اسی نوع اور اسی جنس کے لباس میں چلے جاتے ہیں اور اسی کی زبان میں اس سے باتیں کرتے ہیں اور لباس بدلنے یا لباس آتارنے یا کسی لباس میں آنے کا مفہوم انکا یہی ہے اور اُن کے نزدیک ہر نوع کے لئے نبی کا آنا واجب ہے، جو اسی نوع کے لباس میں ہو اور اسی کی زبان میں ان کو تبلیغ ہدایت کرتا ہو۔

ہم ثبوت کے لئے بنیاد گزار شیخیت شیخ احمد احسائی کی کتاب شرح زیارت جامعہ اور مذہب شیخیہ کے رئیس و سربراہ اوّل سیّد کاظم رشتی کی کتاب اصول العقائد اور مذہب شیخیہ رکنیہ کی کرمانی شاخ کے پہلے رئیس و سربراہ محمد کریم خان کرمانی کی کتاب ارشاد العوام اور مذہب شیخیہ احقاقیہ کی کویتی شاخ کے پہلے رئیس و سربراہ مرزا حسن گوہر قراجہ داغی کی کتاب شرح حیاۃ الارواح کی عبارتوں کا ترجمہ معہ عکس عبارت ذیل میں ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

بنیاد گزار شیخیت شیخ احمد احسائی کی کتاب شرح زیارہ جامعہ اور ہر نوع کا نبی

شیخ احمد احسائی نے اگرچہ شرح زیارت جامعہ میں متعدد مقامات پر مختلف عنوانات سے جداگانہ

...بیان کیلئے لیکن ہم صرف ایک مقام سے بطور نمونہ اس عقیدہ کا بیان نقل کرتے ہیں۔ شیخ احسائی شرح زیارت جامعہ کے صفحہ ۶۰ سطر نمبر ۱ تا سطر نمبر ۱۳ پر لکھتا ہے :۔

"جیسا کہ ہم سابق میں بیان کر آئے ہیں، اور ہم نے صراحت کے ساتھ اپنے بہت سے رسالوں میں اسکو بیان کیا ہے اور اپنی بحثوں میں اسکی تصریح کی ہے کہ کل اشیاء (تمام چیزیں) تمہاری طرح سے ہی اور تمہارے ہی مانند اقیس ہیں، اور (خداوند تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ :) کوئی بھی امت ایسی نہیں ہے کہ جس میں کوئی نبی ڈرانیوالا نہ بھیجا ہو اور (خدا تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ :۔) ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اس قوم کی زبان میں ہی تبلیغ کرتا تھا جس کی طرف وہ بھیجا جاتا تھا تاکہ وہ انکی زبان میں وضاحت کے ساتھ کھول کر احکام خداوندی کو بیان کر سکے، پس کل اشیاء (تمام چیزیں) مخلوقات میں سے علل کاملہ اور امثال العلیا (یعنی محمد و آل محمد علیہم السلام) کی رعیت ہیں۔ پس اللہ کی جانب سے کل اشیاء (تمام چیزوں) کو تبلیغ کرنیوالے اُن (محمد و آل محمد علیہم السلام) میں سے ہی ہونگے اور انکی علو شان اور بلندی مرتبہ کے ساتھ انکی دو حالتیں ہونگی۔

الاولیٰ :۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ وہ اس مقام میں تنزل کرتے ہیں کہ جس میں اس امت کا وہ فرد ہے جس کو تبلیغ احکام کرتی ہے پس وہ اسکی صورت میں، اسکی شکل میں، اس کے لباس میں، اس کے مرتبہ میں پہنچ کر اسکی اپنی زبان میں اس سے خطاب کرتے ہیں اور تبلیغ کرتے ہیں اور اس بات میں سب برابر ہیں خواہ وہ امت جمادات ہو یا ــ امت نباتات ہو یا وہ امت حیوانات ہو ذات ہو یا صفت ہو، عیناً ہو یا معنی ہو۔

(یعنی جمادات کو جمادات کی صورت میں ان کے لباس میں جاکر انکی اپنی زبان میں تبلیغ کرتے ہیں، نباتات کو نباتات کی صورت میں ان کے لباس میں جاکر انکی اپنی زبان میں تبلیغ کرتے ہیں، حیوانات کو حیوانات کی صورت میں انکے لباس میں جاکر انکی اپنی زبان میں تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ اشیاء ذات ہوں یا صفت، عیناً ہوں یا معناً ہر ایک چیز کو اسی کی صورت میں اور اسی کے لباس میں جاکر انکی زبان میں اسکو تبلیغ کرتے ہیں)

الثانیہ :۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جس چیز کو دعوت دینی مقصود ہو اس چیز کو اس کے اپنے مقام سے بلند مرتبہ میں لاکر اور اس کو شکل انسانی اور

لباس انسانی میں لاکر مقام انسانی میں مجانست انسانی کے لحاظ سے اسکے ساتھ خطاب
کریں خواہ وہ چیز مخلوقات کی کسی بھی صنف سے تعلق کیوں نہ رکھتی ہو۔"
شیخ احمد احسائی کی شرح زیارت جامعہ کے صفحہ ۶۰ سطر ۱۰ تا سطر ۱۳ کا عکس حسب ذیل ہے

لنا انهم [illegible] الله [illegible] بهما وصرح في كثير من [illegible] بانهم
ما خلقنا ان كل شيء [illegible] امم امثالكم [illegible] وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم فكل شيء من الخلق بعثه [illegible] العلل الكاملة [illegible]
الي ان المبلغ عن الله منهم مع علوهم [illegible] الاولى [illegible] بلسانه [illegible]
ان جنسنا او صنفنا [illegible] الذي [illegible] مقام الانسان [illegible] صنف من الخلائق

شیخ احمد احسائی نے شرح زیارۃ جامعہ میں کئی مقامات پر محمد و آل محمد علیہم السلام کی اسی عنوان سے
جداگانہ نوع ہونے کا عقیدہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور جیسا کہ اس عبارت کے شروع میں اس نے
خود لکھا ہے اس نے اپنی دوسری کتابوں میں بھی اس عقیدہ کو اسی طرح پیش کیا ہے۔
اور چونکہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے شیخی مبلغ ڈاکٹر کاظم علی رسا کے نام اپنے مکتوبات
میں خود تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے ان ہی بزرگوں کے عقائد کی دلائل عقلی سے تائید و تسدید کی ہے لہٰذا
اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جداگانہ نوع کا عقیدہ جس کی وہ پاکستان میں تبلیغ کرتے رہے
ہیں شیخ کے مذکورہ عقیدہ کا ہی بیان ہے۔

شیخ احمد احسائی کے جانشین اوّل سیّد کاظم رشتی کی کتاب اصول العقائد اور ہر نوع کا نبی

چیونٹی کا نبی چیونٹا

مذہب شیخیہ کے سب سے پہلے رئیس و سربراہ یعنی شیخ احمد احسائی کے جانشین اوّل سید کاظم رشتی
نے اپنی کتاب اصول العقائد کے صفحہ ۹۱-۹۲ پر باب توحید میں یہ بات بیان کرنے کے بعد کہ
کوئی شخص اللہ کی صحیح معرفت نہیں رکھتا، اور کوئی بھی اللہ کے صحیح وصف سے واقف نہیں ہے حتیٰ کہ
اس کے مخلص بندے اہل تحکم مقربین، انبیاء مرسلین، محمد مصطفےٰ اور ان کے اوصیاء طاہرین صلوات
اللہ علیہم اجمعین بھی اس کی صحیح معرفت نہیں رکھتے اور اس کا صحیح وصف بیان نہیں کرتے اور تمام
مخلوق اس عدم معرفت میں مشترک ہیں کہ انکا خالق کیا ہے اور اس کے صحیح اوصاف کیا ہیں اور

مخلوق میں سے کوئی بھی، نہ خدا کے خود کے اپنا کوئی وصف اس کو بتانے پر بھی، جو اسکا وصف بیان کرتے ہیں وہ بھی فی الحقیقت اس کا صحیح وصف نہیں ہے، خود ہی ایک سوال کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ:۔

"اگر تم یہ کہو ان اللہ وصف نفسہ لنا وھو عالم بحقیقۃ نفسہ وذاتہ فیکون وصفہ لنا وصف النفس الامری، یعنی اللہ نے جو اپنا وصف خود بیان کیا ہے وہ تو اس کا اپنا وصف ہی ہے کیونکہ وہ خود تو اپنی حقیقت سے واقف ہے پس اس کا بیان کردہ وصف تو حقیقت میں اسی کا وصف ہے تو اس کے جواب میں وہ کہتا ہے:۔ قلنا۔۔۔۔ الخ یعنی بے شک اللہ سبحانہٗ اپنی ذات اور اپنی حقیقت سے واقف ہے اور اپنی ذات اور اپنی حقیقت اور اپنے نفس کا صحیح وصف بیان کرنے پر قدرت رکھتا ہے، لیکن وہ اپنی مخلوق کو ان کے فہم وادراک سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، اور وہ ذاتِ قدیم کا ادراک کیسے کر سکتے ہیں، اس لئے تو وہی سابقہ بیان کردہ مفاسد لازم آئیں گے، بہرحال اس نے اپنا وہی وصف اُن سے بیان کیا ہے جس کو وہ سمجھ لیں، اور جس بات کا وہ ادراک کر سکیں، اور جتنی انہیں عقل تھی اور جتنا وہ سمجھ سکتے تھے ویسا ہی وصف اپنا اس نے اُن کو بتا دیا، اور وہ انکی طرف سے اپنا وہی وصف بیان کرنے سے راضی ہو گیا جیسا کہ چیونٹی کا اللہ کی صفات کے بارے میں یہ سمجھنا کہ اللہ کے دو زبانیں ہیں اور ہم اس میں کوئی استبعاد نہیں سمجھتے۔ کیونکہ چیونٹی بھی ہماری طرح سے ایک اُمت ہے جس طرح ہمارے درمیان انبیاء آئے اور اُنکے اوصیاء آئے اور کتابیں آئیں اور جس طرح ہمارے درمیان مطیع بھی ہیں، عاصی بھی ہیں، مومن بھی ہیں، کافر بھی ہیں، اسی طرح چیونٹی اور دوسری مخلوق میں بھی انبیاء اور اوصیاء آئے اور کتابیں آئیں اور اُن کے درمیان بھی مطیع وعاصی اور کافر ومومن ہوتے ہیں، پس چیونٹی نے اللہ تعالیٰ کی جو توصیف کی ہے اور اس کا جو وصف بیان کیا ہے کہ، اس کی دو زبانیں ہیں یہ اللہ کا وصف اس نے اپنی طرف سے خود سے بیان نہیں کیا ہے بلکہ وہ وصف چیونٹے نبی نے اس کی قابلیت اور سمجھ کے مطابق اس سے بیان کیا ہے، اور اس چیونٹے نبی نے بھی اس سے جو وصف اللہ کا بیان کیا ہے وہ اس نے بھی خود اپنی طرف سے بیان نہیں کیا بلکہ اللہ نے اپنے اس وصف کی اس چیونٹے نبی کو خود خبر دی ہے اور اللہ کسی امت کو اپنا

وہ وصف نہیں بیان کرتا جس کی اس امت میں سمجھنے کی طاقت نہ ہو (یعنی اللہ نے اپنا یہ وصف کہ اللہ دو زبانوں والا ہے خود چیونٹے نبی کو تعلیم فرمایا ہے) کما قال تعالیٰ "وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ، یعنی ہم نے کوئی نبی و رسول نہیں بھیجا لیکن اس قوم کی زبان میں"۔

اللہ اللہ کیا توحید ہے اور فضائل کے بیان پر اترانے والوں کے کیسے کیسے بیانات فضائل ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارے قارئین کاظم رشتی کے اس بیان کو سنجیدگی سے پڑھیں گے یا نہیں رہے ہونگے یا خود ہم پر غصہ ہو رہے ہونگے کہ یہ باتیں کیوں لکھیں، لیکن مذہب شیخیہ کا عقیدہ یہی ہے اور سید کاظم رشتی کی اصل عبارت اصول العقائد صفحہ ۹۱-۹۲ کا عکس حسب ذیل ہے۔

في معرفة صفات الله جل وعلا

نزه نفسه عما وصفوه به ، قال تعالى شأنه : « سبحان الله عما يصفون الا عباد الله المخلصون » (۱) يعني : ان الله منزه ومبرء عما وصفه به المشركون والكفار ، اذ وصفهم لايليق بجناب قدسه وجلال عزه وعظمته ، الا وصف عباده المخلصين . لان وصفهم بطور الفطرة السليمة وغاية مبلغ الجهد في المعرفة ، وانا اجل واعظم من ان اكلف بما لايطاق . ولما نفي الله سبحانه : وصف المشركين واثبت وصف المخلصين ، توهم من ذلك ان نفيه ربما لكون وصف المشرك بخلاف الواقع ، واثباته لكونه موافقاً للواقع ونفس الامر والحقيقة .

ازال هذا التوهم بقوله : « سبحان ربك رب العزة عما يصفون » (۲) يعني : ان هذا التوهم فاسد ، وان ربك رب العزه والجلالة منزه ومبرء عن جميع ما يصفه عباده المخلصون وملائكته المقربون وانبيائه المرسلون ، حتى نبينا محمد المصطفى واوصيائه الطاهرين صلوات الله عليهم اجمعين ، لان جميع الخلق مشتركين في عدم معرفتهم بان صانعهم ماهو واي شيء ، انما

يرون الآثار ويستدلون بها على المؤثر ، فلا توصل الاثار الى حقيقته وكيفيته وكميته ابداً . ان قلت : ان الله وصف نفسه وهو عالم بحقيقة نفسه وذاته فيكون وصفه لنا وصف النفس الامري ، قلنا : ان الله سبحانه عالم بذاته وحقيقته وقادر على وصف نفسه وذاته ، لكن لايكلف الخلق الا بما يتمكنون من فهمه وادراكه وتعقله ، وكيف يتمكنون من ادراك القديم والا لزمت المفاسد السابقة ، لاجرم وصف نفسه بما يفهمونه وجعل ما يدركونه ويتعقلونه ويفهمونه وصفاً لنفسه ورضي بذلك كوصف النملة لله زبانتين ولا نستبعد ذلك ، اذ النملة امة مثلنا كما ان بيننا انبياء واوصياء وكتب ، ومتابع وعاصي ، وكافر ومؤمن كذلك النمله وغيرها ، فما وصفت به النملة صانعها هو ما اخبرها به النبي بقدر قابليتها وفهمها ، وما اخبر به النبي ليس من عند نفسه ، بل هو ما اخبره به الله عزوجل ، والله سبحانه لايخبر الا ما تطيق به تلك الامة وتفهمه ، كما قال تعالى « وما ارسلنا من رسول الابلسان قومه » (۹)

مذہب شیخیہ رکنیہ کی شاخ کے پہلے رئیس وسربراہ محمد کریم خان کرمانی کی کتاب ارشاد العوام اور ہر نوع کا نبی ،

مذہب شیخیہ رکنیہ کی شاخ کے پہلے رئیس وسربراہ محمد کریم خان کرمانی اپنی کتاب ارشاد العوام کے صفحہ نمبر ۲۴۶ تا ۲۴۸ پر لکھتے ہیں کہ :-

"معلوم ہونا چاہئے کہ چونکہ تمام ملک خداوند تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس نے تمام کو باشعور وبا اختیار خلق فرمایا ہے، اور خداوند تعالیٰ الحکیم ہے، وہ فضول کام نہیں کرتا، پس خدا نے اُن سب کو کسی فائدے کیلئے پیدا کیا ہے، جو انہیں کے لئے ہے کیونکہ خدا تو بے نیاز ہے، پس سب کیلئے ضروری ہے کہ وہ خدا کی بندگی کو اختیار کریں تاکہ

وہ اس مقصد کو پورا کر سکیں جس کے لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے اور وہ فائدہ ان کو حاصل ہو جائے گا اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ بندگی کا طریقہ خدا ہی تعلیم کر سکتا ہے اور اپنی رضا و غضب کے متعلق ان کو خبر دے سکتا ہے جیسا کہ بنی آدم کو علم نہیں ہے کہ خدا کی بندگی کا طریقہ کیا ہے اور ان کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ خداوند تعالیٰ ہی انہیں تعلیم دے پس تمام موجودات جو انسان سے پست تر ہیں وہ بھی خداوند تعالیٰ کی تعلیم کے بغیر طریقۂ بندگی کو نہیں جان سکتے۔

اب صورتِ حال دو قسم سے باہر نہیں ہے یا تو جماد و نبات و حیوان و جن خود بلا کسی واسطہ کے خداوند تعالیٰ سے اپنا طریقہ بندگی سیکھیں یا کسی دوسرے واسطے سے حاصل کریں جہاں تک بلا کسی واسطے کے خدا سے حاصل کرنے کا تعلق ہے تو یہ تو ممکن نہیں ہے چونکہ وہ سب کے سب خداوند تعالیٰ کی وحی و الہام کے قابل نہیں ہیں اور مقام رسالت کو نہیں پا سکتے، جیسا کہ تمام انسانوں کے لئے تمہیں معلوم ہو چکا۔

پس ضروری ہے کہ اُن تمام مخلوقات کے لئے بھی پیغمبر ہوں کہ جو اس مخلوق میں سے کامل تر ہو اور خدا تعالیٰ اس کو اپنے احکام بذریعہ وحی تعلیم کرے اور وہ دوسروں تک پہنچائے اور حجت کو اپنی رعیت پر تمام کرے اور خداوند تعالیٰ کی بندگی کا طریقہ ان کو سکھائے اور اسی طرح ضروری ہے کہ ہر جنس کا پیغمبر اسی جنس سے ہو تاکہ وہ اس کی لغت اور زبان کو سمجھ سکے اور اس کے معجزات ثابت اور ظاہر ہوں، جیسا کہ تمہیں پہلے معلوم ہو چکا ہے اور اسی طرح ہر جنس کا پیغمبر معصوم و مطہر و طاہر ہو اور اس نوع و جنس کو ہدایت کرے اور خدا کی رضا و غضب کو انہیں سکھائے اور اُن کے احکام کو اُن تک پہنچائے اور چونکہ اکثر علماء اس حقیقت سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ میں اس مطلب کو مشرح و لبسط کے ساتھ بیان کردوں، تاکہ ہر طالب انصاف پر یہ بات اس طرح ظاہر ہو جائے جیسے کہ آسمان پر آفتاب ظاہر ہے اگرچہ کتاب کی مناسبت سے عامیانہ انداز میں لکھوں گا لیکن یہ مطلب ایک بہت ہی بزرگ اور عالمانہ مطلب ہو گا۔"

رئیس مذہب شیخیہ محمد کریم خان کرمانی کی کتاب ارشاد العوام کے صفحہ ۲۴۶ آخر و صفحہ ۲۴۷ سالم و صفحہ ۲۴۸ تا ۲۴۱ کا عکس حسب ذیل ہے:۔

پس بدانکه چون همه ممالک بنده گان خداوند عالم می باشند و همه را

خلق کرده است با شعور و اختیار و خداوند هم حکیم است و هرزه کار نیست
پس آنها را بجهت فایده آفریده است که بخود ایشان برسد چرا که خدا
خودش بی نیاز است ۔ همه باید رویهٔ بنده گی را منظور دارند تا بآن غایتی
که از برای آن خلق شده اند برسند و آن فایده از برای ایشان حاصل شود
و شك نیست که رویهٔ بنده گی را خداوند باید تعلیم کند و رضا و غضب خود
را بیاموزد چنانکه بنی آدم نمیدانند رویهٔ بندگی را وخداوند عالم باید تعلیم
آنها کند پس سایر موجودات که از انسان پست ترند البته نمیدانند مگر
بتعلیم خداوند عالم حال از دو قسم بیرون نباشد یا باید که هریك از جماد و
نبات و حیوانات و جن خود از خداوند عالم بگیرند بدون واسطه یا آنکه
بواسطه باید بگیرند اما بدون واسطه که ممکن نباشد چرا که آنها همه
قابل وحی والهام خداوندی نیستند و مقام رسالت را ندارند چنانکه در انسان
یافتی پس بایستی که از برای آنها هم پیغمبری باشد که او کامل ترین انها
باشد و خداوند احکام خود را باو بیاموزد و او بسایرین برساند و حجت را بر
رعیت خود تمام کند و رویهٔ بنده گی را بایشان بیاموزد و همچنین باید پیغمبر
از جنس هریك از آن طایفها باشد تا لغت او را بفهمند و معجزات او ثابت
شود و ظاهر گردد چنانکه پیش دانستی و همچنین در آن رتبه معصوم و مطهر
و طاهر باشد و آراسته جمیع صفات نبوت لایق بآن رتبه باشد تا قابل وحی
و الهام باشد و اهل آن رتبه را هدایت کند و رضا و غضب خدا را بایشان
بیاموزد و احکام ایشان را بایشان برساند و چون این معنی بر اکثر علما
پوشیده وپنهان است لابد است که قدری آنرا شرح دهم تا برهر طالب منصفی

ظاهر گردد مثل آفتاب در میان آسمان و اگرچه بمناسبت کتاب عامیانه
خواهم نوشت ولی مطلب مطلبی عظیم و بزرگ است بدانکه خداوند عالم

کویت کے شیخیہ احقاقیہ کی شاخ کے پہلے سربراہ مرزا حسن قراچہ داغی کی کتاب شرح حیاۃ الارواح اور ہر نوع کا نبی ،

کویت کے شیخیہ احقاقیہ کی شاخ کے پہلے سربراہ مرزا حسن قراچہ داغی اپنی کتاب شرح
حیاۃ الارواح میں شیعہ عالم حجۃ الاسلام آیت اللہ آقائے محمد جعفر استر آبادی کے بیان کردہ عقیدہ

پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ :۔ دوسرا مقام انبیاء کی بشریت کے وجوب، ان کی عصمت اور ان کے غیر کسی ملکۂ الٰہیہ کے بارے میں ہے جو ذاتی ہوتا ہے اور بدلت العمر ارادہ یا نسیان کی صورت میں بھی عصیان کے مطلقاً صدور میں مانع ہوتا ہے اور یہ مانع ہونا جبری و قہری طور پر بھی نہیں ہوتا بلکہ یہ عیوب جسمانیہ اور اخلاق ذمیمہ نفسانیہ اور رذالت قبیلیہ وغیرہ وغیرہ سے نفرت کے اسباب کی بنا پر ہوتا ہے۔

مرزا حسن قراچہ داغی مذکورہ شیعہ عالم حجۃ الاسلام آیت اللہ آقائے محمد جعفر استر آبادی کے مذکورہ بیان کو نقل کرنے کے بعد اس عقیدے کو غلط قرار دیتے ہوئے شرح حیاۃ الارواح کے صفحہ نمبر ۱۳۲ پر لکھتے ہیں کہ :۔

"اقول . . . . الخ ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس نے اپنے بیان میں انبیاء علیہم السلام کا بشر ہونا واجب قرار دیا ہے، اور اس کو اس قید کے ساتھ مقید نہیں کیا ہے کہ انبیاء صرف اس وقت بشر ہوتے ہیں جب کہ وہ بشر کی طرف مبعوث ہو کر آتے ہیں لہذا اُس (شیعہ عالم حجۃ الاسلام آیت محمد جعفر استر آبادی) کا یہ کہنا غلط ہے کہ انکا بشر ہونا واجب ہے کیونکہ (مذہب شیخیہ احقاقیہ کی شاخ کے اس پہلے سربراہ یعنی مرزا حسن قراچہ داغی کے نزدیک) مذہب حق یہ ہے کہ تمام مخلوق سب کی سب مکلف ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ زمین میں کوئی چلنے والا جاندار اور اپنے پروں سے ہوا میں اڑنے والا کوئی پرندہ ایسا نہیں ہے کہ جو تمہاری ہی طرح کی امتیں نہ ہوں ۔ اور تمام مخلوق کی ہر نوع میں اسی ہی نوع کا نبی بھیجنا واجب ہے اور کسی نوع میں اس نوع کے علاوہ کسی دوسری نوع کا نبی نہیں بھیجا جا سکتا، جیسا کہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کوئی اُمت ایسی نہیں ہے کہ جن میں کوئی ڈرانے والا نبی نہ گذرا ہو پس جب یہ بات ثابت ہے، تو اب یہ بات واجب ہے کہ اللہ جنوں کے پاس کسی جن کو رسول بنا کر بھیجے اور انسانوں کے پاس کسی انسان کو رسول بنا کر بھیجے فرشتوں کے پاس کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجے اور حیوانات کے پاس کسی حیوان کو رسول بنا کر بھیجے (اور حیوانوں میں قارئین خود تصور فرمائیں کہ سب ہی حیوان آتے ہیں، گدھے بھی، گھوڑے بھی، سؤر بھی اور کتے بھی اور یہ رئیس شیخیہ کہتا ہے کہ ہر ایک نوع میں اسی حیوان کی نوع کا رسول بھیجا جائے گا) اور جمادات کی طرف جمادات کو رسول بنا کر بھیجا

جائے گا اور اسی طرح جتنی موجودات ہیں اور اُن موجودات کے جتنے سلسلے ہیں ان کی طرف انہی کی نوع اور انہی کی جنس کا رسُول بھیجا جائیگا۔"

کویت کی احقاقی شاخ کے رئیس مذہب شیخیہ مرزا حسن قراچہ داغی کی شرح حیاۃ الارواح کے صفحہ ۱۳۲ کا عکس حسب ذیل ہے:۔

قال المقام الثانی فی وجوب بشریۃ الانبیآء و عصمتھم و کونھم ذوی ملکۃ الھیۃ غیر کسبیۃ و ذاتیۃ مانعۃ عن صدور مطلق العصیان فی صورتی العمد و النسیان مدۃ العمر لاعلی وجہ الجبر و القھر بل تنزھھم عن اسباب النفرۃ کالعیوب الجسمانیۃ و الاخلاق الذمیمۃ النفسانیۃ ورذالۃ القبیلۃ وامثالھا ... اقول اطلق فی قولہ وجوب بشریۃ الانبیاء و لم یقید بالمبعوثین الی البشر وذلک غلط لان المذھب الحق ان المخلوقین کلھم مکلفون لقولہ سبحانہ و ما من دابۃ فی الارض و لاطائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ویجب ارسال الرسل الی کل نوع من الانواع من بنی نوعھم لامن غیرھم لعموم قولہ تعالی وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر فاذا کان ذلک کذلک فیجب ان یبعث اللہ رسولا الی الجن من الجن و الی الانس من الانس و الی الملک من الملک و الی الحیوان من الحیوان و الی الجماد من الجماد وھکذا الی کل سلسلۃ من سلاسل الوجود من سنخھا

پاکستان میں شیخی عقائد کی خُفیہ طور پر تبلیغ کرنیوالے مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کی کتاب حقائق الوسائط جلد دوم اور ہر نوع کا نبی

اگرچہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے اپنے مکتوبات میں خود یہ اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے آج تک جو کچھ بیان کیا ہے وہ شیخ احمد احسائی کی شرح زیارہ جامعہ سے بیان کیا ہے اور اپنے خطوط میں بالفاظ واضح انہوں نے مذہب شیخیہ اور عقائد شیخیہ کا پیرو ہونے کا اقبال کیا ہے (ملاحظہ ہو ہماری کتاب "ایک پر اسرار جاسوسی کردار" میں انصاری صاحب کے مکتوبات کا عکس) اور شرح زیارہ جامع میں شیخ احمد احسائی نے جو عقیدہ پیش کیا ہے اور جو تمام رؤسائے شیخیہ نے بیان کیا ہے وہ اوپر بیان ہو چکا لہٰذا خود انصاری صاحب کے بیان کا حوالہ دینے کی ضرورت تو نہ تھی، لیکن شاید کوئی یہ کہے کہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے خود تو کہیں یہ نہیں لکھا ہے، تو انکی تسلّی کے لئے عرض ہے کہ اوّل تو مولانا انصاری نے صاف طور پر لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب حقائق الوسائط جلد دوم میں ان ہی

بزرگوں کے عقائد کی عقلی دلائل کے ساتھ تائید و تسدید کی ہے اور دوسرے اس کتاب میں جو موضوع ثابت کیا گیا ہے وہ ہے ہی جداگانہ نوع سے متعلق۔ لیکن ثبوت کے طور پر ہم ان کی کتاب کے چند مقامات ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ جن سے ہمارے قارئین پر اچھی طرح روشن ہو جائیگا کہ مولانا انصاری نے بالکل انہیں عقائد کی پاکستان میں تبلیغ کی ہے جو شیخ احمد احسائی اور رؤسائے شیخیہ نے پیش کئے تھے اور مذہب شیخیہ کے یہ عقائد شیعہ عقائد کے بالکل خلاف ہیں اگرچہ خود انہوں نے بھی یہی لکھا ہے کہ علماء، خطباء و ذاکرین و شیعان علی کا عقیدہ مذکورہ دستخط کنندگان کے عقیدہ کے بالکل متضاد بلکہ متناقض ہے مگر مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کی چالاکی بلکہ دیدہ دلیری یہ ہے کہ شیخ احمد احسائی اور تمام رؤسائے شیخیہ کے سراسر خلاف اسلام عقیدہ کو تو شیعہ عقیدہ ظاہر کر کے لوگوں میں بیان کیا اور صحیح شیعہ عقیدہ کو جس کو مذکورہ دستخط کنندگان نے بیان کیا تھا غیر شیعہ عقیدہ قرار دیکر پاکستان کے بے خبر کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو دھوکہ کیساتھ گمراہ کیا۔ بہرحال مولانا محمد بشیر صاحب انصاری اپنی کتاب حقائق الوسائط جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۔ "جس جس طرح امت تبدیل ہوتی گئی انکی شکل ظاہری تبدیل ہوتی گئی لیکن حقیقت اولیہ روحانیہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔" صفحہ ۱۲۱ حقائق الوسائط جلد دوم

۲۔ "یعنی صرف ظاہری لباس بدلتا رہا لہٰذا انکی نوع جداگانہ ہے" حقائق الوسائط جلد دوم ص ۱۲۱

۳۔ "علماء محققین کا موقف یہ ہے کہ جب یہ ذوات مقدسہ عالم ناسوت (انسانوں) کی ہدایت کیلئے تشریف لائے تو بشکل بشری تشریف لائے۔" حقائق الوسائط جلد دوم ص ۱۴۶

۴۔ "ہر نبی و امام بشر بن کر ہدایت کرتا ہے جبکہ اسکی امت بشر ہو۔" حقائق الوسائط جلد دوم ص ۱۴۶

۵۔ "انکو بشریت اس وقت دی جاتی ہے جب انکی امت بشر ہو" حقائق الوسائط جلد دوم ص ۱۱۲

شیعان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کا عقیدہ کیا ہے؟

شیعان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے، تمام کائنات میں انسان سے اشرف اور کوئی مخلوق ہے ہی نہیں چنانچہ ارشاد رب العزت ہے "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" اور خداوند تعالیٰ نے اپنی اس اشرف ترین مخلوق کو خلق فرما کر فخر و مباہات کا اظہار یوں فرمایا ہے "فتبارک اللہ احسن الخالقین" پس انسان تمام مخلوقات میں اشرف ترین مخلوق ہے، اور محمد و آل محمد علیہم السلام اس اشرف المخلوقات نوع کے اشرف ترین و افضل ترین و اکمل ترین افراد ہیں اور اصلاً و حقیقتاً انسان ہیں، نہ کہ کچھ اور نوع، جو انسان کے پاس انسان کا بھیس بدل کر ظاہری طور پر انسان

کے لباس میں آئے ہوں، قرآن کریم کا ارشاد یہی ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان یہی ہے۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام کا بیان یہی ہے اور تمام شیعہ علمائے متقدمین و متاخرین کا عقیدہ یہی ہے جیسا کہ خود مرزا حسن گوہر قراچہ داغی نے حجۃ الاسلام آیت اللہ آقائے محمد جعفر استرآبادی کا بیان نقل کیا ہے کہ :۔

"میں یہ کہتا ہوں کہ اس نے اپنے بیان میں انبیاء کا لبشر ہونا واجب قرار دیا ہے"۔ شرح حیاۃ الارواح صہ ۱۳۲

اور جیسا کہ علامہ حلیؒ کے باب حادی عشر میں ارشاد فرمایا ہے کہ :۔

"نبی وہ انسان ہے جو باری تعالیٰ کی طرف سے بلا واسطہ انسان خبر پہنچانے والا ہو"۔ احسن العقائد صہ ۱۴۹

اور جیسا کہ خود مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے اپنی کتاب حقائق الوسائط جلد دوم میں تحریر کیا ہے کہ :۔

"قائلین وحدت نوع کے عقائد انکے منشور سے ظاہر ہیں اس وقت انکے ایک عقیدہ پر بحث مقصود ہے جس پر سات افراد کے دستخط ثبت ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے اصول الشریعہ کی اصل عبارت :۔

۵۔ پیغمبر اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام نوع بشر کے اکمل افراد ہیں اور یہ کہنا کہ انکی نوع علیحدہ ہے صحیح نہیں ہے۔ دستخط بعض اعلام :۔

عالیجناب مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ، عالیجناب مولانا سید محمد یار شاہ صاحب قبلہ، عالیجناب مولانا سید گلاب شاہ صاحب قبلہ، عالیجناب مولانا حسین بخش صاحب قبلہ، عالیجناب مولانا حافظ سیف اللہ صاحب جعفری قبلہ، عالیجناب مولانا اختر عباس صاحب قبلہ، یہ راقم اثم احقر محمد حسین عفی عنہ"۔ حقائق الوسائط جلد دوم صہ ۱۱۰

یہ حضرات تو وحدتِ نوع کے قائل ہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ جداگانہ نوع کے قائل کون کون ہیں

پاکستان میں جداگانہ نوع کے قائل کون کون ہیں ؟

مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے جن علماء کے نام قائلین وحدتِ نوع کے زمرے میں لکھے ہیں یہ حضرات تو پاکستان کے بزرگ ترین شیعہ علماء میں محسوب ہوتے ہیں۔

اب جداگانہ نوع کے قائل کون کون ہیں۔ انکے نام مولانا نے صراحت کے ساتھ تحریر نہیں فرمائے، وہ خود تو پاکستان میں اس شیخی عقیدے کا بیج بونے والے ہیں لیکن دوسرے کون کون حضرات انکے ساتھ لگ کر اس عقیدے کے قائل ہو گئے ہیں، اگر وہ انکا نام بھی وضاحت سے تحریر فرما دیتے تو مسئلہ حل ہو جاتا لیکن انہوں

نے اسی صفحہ ۱۱۰ پر جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ :-

"علماء و خطبا و ذاکرین و شیعان علی علیہم السّلام کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کی نوع تمام کائنات سے جداگانہ ہے جو مذکورہ دستخط کنندگان کے بالکل متضاد بلکہ متناقض عقیدہ ہے" حقائق الوسائط جلد ۲ صفحہ ۱۱۰

مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کا یہ بیان انتہائی مبہم بلکہ سراسر غلط ہے کیونکہ تمام علماء کا عقیدہ یہ نہیں ہے جو انہوں نے لکھا ہے اور اس کے ثبوت کیلئے خود انکا وہ بیان ہی کافی ہے جو خود انہوں نے مذکورہ دستخط کنندگان کی طرف نسبت دے کر لکھا ہے جو سب کے سب بزرگ ترین شیعہ علمائے پاکستان ہیں، اور نہ ہی تمام خطبا کا یہ عقیدہ ہے کیونکہ مذکورہ دستخط کنندگان سب کے سب بہترین خطیب بھی ہیں اور نہ ہی تمام ذاکرین کا یہ عقیدہ ہے جو انہوں نے لکھا ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ بہت سے ذاکرین عظام وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو مذکورہ دستخط کنندگان علمائے شیعہ کا بیان کیا گیا ہے، اب وہ علماء و خطبا و ذاکرین کونسے ہیں جنکا عقیدہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کے بیان کردہ اپنے "جداگانہ نوع" کے مطابق ہے، تو کچھ حضرات کا نام تو انہوں نے اپنے مکتوبات میں جو گلدستہ مودت میں شائع ہو چکے ہیں صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے جن میں سے ایک مرزا یوسف حسین ہیں جن کے بارے میں انصاری صاحب فرماتے ہیں کہ "وہ مجھ سے جدا نہیں ہیں" اور دوسرے مولوی محمد اسمٰعیل دیوبندی ہیں اور یہ حضرات مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کی مجلس علماء سے تعلق رکھتے ہیں مرزا یوسف حسین صاحب اس مجلس کے سربراہ ہیں اور مولانا محمد بشیر صاحب انصاری اس کے صدر ہیں یہ معلوم ہو جانے کیبعد انکی بات سمجھنے میں آسانی ہو گئی ہے کہ انکی علماء سے مراد انکی مجلس علماء کے ممبران ہیں۔

اگرچہ ان علماء میں سے بعض تو واقعاً مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کے ساتھ علی وجہ البصیرت انکے ہم عقیدہ ہیں لیکن بعض محض علاقائی تعصب کی بنا پر مولانا محمد بشیر صاحب کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے ساتھ ہو گئے ہیں اور بعض اصل مسئلہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے دیگر وجوہات کی بنا پر مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کی پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں اور اس طرح اس عقیدہ کو بڑی سرگرمی کے ساتھ پھیلانے میں مشغول ہو گئے ہیں کہ محمد و آل محمد علیہم السّلام کی نوع جداگانہ ہے۔

اور حضرت ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی کے مضمون شائع شدہ "رضا کار" مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۷۵ء بعنوان "اس جھگڑے کو ختم کیجیے" کے مطابق یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا محمد بشیر صاحب کی پارٹی جداگانہ نوع کی قائل ہے چنانچہ وہ ہفت روزہ اخبار رضا کار مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۷۵ء میں مذکورہ عنوان کے تحت "جداگانہ نوع" کے بارے میں لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"اس جھگڑے کی ابتدا جیسا کہ سب کو معلوم ہے مولانا محمد حسین صاحب کی طرف سے ہوئی ہے، وہی اگر چاہیں تو دبا سکتے ہیں، اس وقت جس مسئلہ پر زیادہ وقت صرف ہو رہا ہے وہ وحدت نوعی پر ہے مولانا کا مسلک یہ ہے کہ حضرت رسول خدا ہم ہی جیسے بشر تھے، انکی نوع ہم سے جداگانہ نہ تھی، اور حضرت ثقۃ الاسلام مولانا محمد بشیر صاحب قبلہ اور انکی پارٹی کا کہنا یہ ہے کہ حضرت معصومین علیہم السّلام کی نوع ہم سے جداگانہ تھی۔"

پھر حضرت ادیب اعظم مولانا سیّد ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی نے اس مضمون کے متن میں اپنی دلائل عقلی و نقلی سے جداگانہ نوع کی تائید فرمانے کے بعد اپنی دلائل کو ختم کرتے ہوئے اس جھگڑے کو ختم کرنے کیلئے بطور نصیحت کے یوں تحریر فرمایا ہے:۔

"میں مولانا (محمد حسین صاحب ڈھکو) سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کا اعتراف کرلیں کہ انکی نوع جداگانہ تھی، تو اُن پر حق کا کونسا ستون گر پڑے گا؟ اعتقاد کی دنیا میں کیا ہلچل مچ جائیگی! اسلام کی دیواروں میں کونسا رخنہ پڑ جائیگا! ایسا کہنے سے ان مدارج و مراتب میں کیا فرق آجائے گا! تعجب ہے کہ آپ اُن کیلئے ہر قسم کی برتری تسلیم کرتے ہیں، اور انکو اپنا جیسا نہیں سمجھتے، پھر بھی انکی جداگانہ نوع تسلیم نہیں کرتے، یہ کہاں کا انصاف ہے، آپ اگر اعتراف کرلیں تو سب جھگڑا ختم ہو جائیگا۔"

ہم نے حضرت ادیب اعظم صاحب کے اس مضمون کی ردّ میں اپنا جواب جو ۲۴ صفحات پر مشتمل تھا، "یہ جھگڑا ایسے ختم ہوگا" کے عنوان سے لکھ کر ہفت روزہ رضاکار کو بھیج دیا تھا لیکن ہمارا یہ مضمون شائع نہیں کیا گیا، ہم رضاکار کے بے حد ممنون ہیں کہ اس نے ہمارے ساتھ جہاں تک تعاون کیا وہ بھی کم نہیں ہے لہٰذا ہم اس مضمون کے اور اسی قسم کے دوسرے مضامین کے شائع نہ ہونیکا کوئی گلہ نہیں کرتے۔

ہم نے اس مضمون میں جو کچھ لکھا تھا اسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اُن مسائل میں سے ایک ہے۔ کہ جو عقائد کے سلسلہ میں مذہب شیخیہ اور شیعہ حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کے درمیان مابہ الاختلاف ہے۔ اور یہ عقیدہ اتنا مکروہ، گندہ اور خرافی ہے کہ کوئی شیعہ جو اصل مسئلہ کو سمجھتا ہے اسکو سننا بھی گوارہ نہیں کرسکتا۔ پھر ہم نے اس عقیدہ کو مذکورہ مضمون میں کھول کر وضاحت کے ساتھ تحریر کیا تھا اور اس عقیدہ کو کھول کر بیان کرنے کے بعد ہم نے حضرت ادیب اعظم صاحب کی آخری نصیحت کے جواب میں لکھا تھا کہ جب یہ ثابت ہوگیا کہ یہ عقیدہ شیعہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ مذہب شیخیہ کا عقیدہ ہے اور اتنا فحش اور توہین آمیز ہے کہ کوئی شیعہ اس کی محمد و آل محمد کی طرف نسبت کو برداشت بھی نہیں کرسکتا تو مولانا محمد حسین

صاحب ڈھکو کے اعتراف کر لینے سے شیعہ کیوں مانیں گے۔

یقیناً مولانا محمد حسین صاحب ڈھکو کے "جداگانہ نوع" تسلیم کرنے سے اور انکے اعتراف کر لینے سے اعتقاد کی دنیا میں تو کوئی اچھل نہیں مچے گی اور اسلام کی دیوار میں بھی کوئی رخنہ نہیں پڑیگا لیکن خود مولانا محمد حسین صاحب ڈھکو شیعہ عقیدہ پر نہیں رہیں گے بلکہ وہ بھی مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کی پارٹی کے ساتھ ہاں میں ہاں ملانے والوں میں شمار ہو کر دامن شیخیت سے وابستہ ہو جائیں گے۔

میں حضرت ادیب اعظم صاحب کا انکی مذہبی خدمات کی بنا پر بہت احترام کرتا ہوں لیکن انہوں نے ایسا کیوں لکھا اس سے بھی صرف نظر نہیں کر سکتا۔ میری نظر میں اسکی دو صورتوں میں سے کوئی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے۔

پہلی صورت تو یہ ہے کہ اصل مسئلہ کو سمجھتے تھے اور علی وجہ البصیرت اس شیخی عقیدے پر ہی تھے

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اصل مسئلہ کو نہیں سمجھتے تھے، نہ ہی وہ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی سے واقف تھے اور نہ ہی انہیں مذہب شیخیہ کا کچھ علم تھا بلکہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے علاقائی تعصب کو ہوا دیکر اور ہم جیسا، ہم جیسا کے الفاظ کا سفسطہ ڈال کر اور کچھ لوگوں کو دھوکہ سے اپنا ہم خیال بنا کر اپنی ایک پارٹی بنالی تھی وہ اس میں شامل ہو گئے۔

ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت تو ہو نہیں سکتی کیونکہ جہاں انہوں نے اپنے مورخہ ۱۵/۱۱/۷۵ کے مکتوب میں شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی سے اپنی ناواقفیت کا اظہار کیا ہے وہاں انہوں نے اپنے ۲۰/۱۱/۷۵ کے مکتوب میں یہ لکھ کر کہ:۔

"میں فرقہ شیخیہ کو ضال و مضل اور اس کے بانیوں کو قابل لعن و نفرین سمجھتا ہوں"

پہلی صورت کی نفی کر دی ہے۔ یہ دونوں خطوط ہفت روزہ رضا کار ۱۶ جنوری ۱۹۷۶ء کے صفحہ ۱۲ پر شائع ہو چکے ہیں۔

لہٰذا اب دوسری صورت ہی ہو سکتی ہے، اور اس بنا پر ہم انکو ان علماء میں سے سمجھنے پر مجبور ہیں کہ جو اصل مسئلہ سے واقف نہیں تھے، اور مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے اپنے فاسد مقاصد کے لئے جو پارٹی بنائی تھی وہ اس میں شامل ہونے کی وجہ سے ساتھ دے رہے تھے، جیسا کہ انہوں نے اپنے مضمون میں بالفاظ واضح لکھا ہے کہ:۔

"اور حضرت ثقۃ الاسلام مولانا محمد بشیر صاحب قبلہ اور "انکی پارٹی" کا کہنا یہ ہے کہ حضرت معصومین علیہم السلام کی نوع ہم سے جداگانہ تھی"

اور چونکہ انہوں نے اپنے مضمون میں مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کے عقیدہ کی ہی تائید کی ہے لہٰذا خود اپنے اس فقرے کی بنا پر وہ انکی پارٹی میں ہی شامل سمجھے جا سکتے ہیں۔

اب رہے دوسرے خطبا اور ذاکرین تو یہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کا ایک بہت بڑا بہتان اور ایک کھلا الزام ہے کیونکہ نہ تو کوئی شیعہ خطیب انکے عقیدے پر ہے اور نہ ہی کوئی شیعہ ذاکر ان کا ہم عقیدہ ہے کیونکہ شیعہ خطبا و ذاکرین عظام تو مدح خوان آل محمدؑ ہیں۔ آئمہ اطہارؑ کی قصیدہ خوانی کرنے والے ہیں اور اہل بیت کے مصائب بیان کرنیوالے ہیں اور چونکہ عقائد کے بارے میں وہ شیعہ علمائے اعلام سے ہی رہنمائی حاصل کرتے ہیں لہٰذا یقیناً انکا بھی وہی عقیدہ ہے جو مذکورہ دستخط کرنے والے بزرگ شیعہ علمائے اعلام کا ہے۔

البتہ وہ خطیب اور وہ ذاکر جن کو اصل مسئلہ کا کوئی علم نہیں ہے اور وہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کو "شیعہ عالم" سمجھ کر ان سے دھوکہ کھا گئے ہیں اور انکی پارٹی میں شامل ہو کر انکی ہاں میں ہاں ملانے لگ گئے ہیں تو ان کے لیے اس عقیدے کا قائل ہو جانا کوئی بعید نہیں ہے۔

ہمیں امید ہے کہ جب انہیں بھی اصل مسئلہ کا علم ہو گا اور وہ اصل مسئلہ کی قباحت سے آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی جان لیں گے کہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نہ صرف خفیہ طور پر مذہب شیخیہ اور عقائد شیخیہ کی تبلیغ کا پاکستان میں بیج بونے والے ہیں بلکہ استعمار کے ایجنٹ اور پکے جاسوس بھی ہیں جسکو ہم نے اپنی کتاب "پاکستان میں شیخیت کا تاریخی جائزہ" میں دستاویزی ثبوت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ تو وہ بھی اس شیخی خرافی عقیدے سے تائب ہو جائیں گے۔

رہے شیعان علی تو ان پر بھی مولانا انصاری صاحب کا یہ ایک بہتان عظیم اور ایک کھلا الزام ہے۔ کیونکہ پاکستان میں وہی سادہ لوح اور بے خبر لوگ ان کے اس عقیدے کے قائل ہوئے ہیں جو انکے سجعی نکات کی واہ واہ میں ڈوبے ہوئے انکو ایک "شیعہ عالم" سمجھ کر دھوکہ کھا گئے ہیں۔

جہاں تک پاکستان کے شیعان علی کا تعلق ہے وہ تو محمد و آل محمد کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو انکے بارے میں قرآن میں نازل ہوا ہے۔ جو خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اور جو آئمہ اطہار علیہم السلام نے بیان کیا ہے اور جو شیعہ علمائے متقدمین و متاخرین کا عقیدہ ہے اور جس کو مولانا انصاری نے مذکورہ دستخط کنندگان کی طرف نسبت دے کر لکھا ہے۔

پس اس سے ثابت ہو گیا کہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کے ساتھی علماء خطبا و ذاکرین نے ہی ان کے ہمراہ اس عقیدہ شیخیہ کو اپنایا ہے جو انہوں نے شیخ احمد احسائی کی کتاب شرح زیارت جامعہ سے

نے کر بیان کیا ہے۔

البتہ جس طرح مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے اپنی عقلی دلائل کو کام میں لاکر شیخ احمد احسائی کے عقائد کی تائید کی ہے اسی طرح انکے ساتھی علماء وخطبا بھی اپنی اپنی دلائل عقلی کو کام میں لاتے ہوئے ان عقیدہ خرافی شیخیہ کو ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ محمد وآل محمد علیہم السلام کی "نوع جداگانہ" ہے جیسا کہ علی حسنین صاحب شیفتہ اور تصدق حسین صاحب نے اپنی اپنی دلائل عقلی کو کام میں لاکر اس عقیدہ "جداگانہ نوع" کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی کتابوں تحقیق حق اور تائید حق میں اس عقیدہ کو ثابت کرنے کیلئے اپنی اپنی عقل کا پورا پورا زور لگایا ہے۔ چنانچہ شیفتہ صاحب اپنی کتاب تائید حق کے پہلے باب کے شروع میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"واضح ہو کہ یہ مسئلہ عقائد ونظریات کی موجودہ بحث میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ دوسرے جتنے مسائل ہیں۔ تقریباً ان سب کا تعلق بنیادی طور پر اسی مسئلہ سے ہے"

جب قارئین ہماری کتاب الفرق بین الشیعہ والشیخیہ المحرفۃ الغالۃ المضلۃ" کا مطالعہ فرمائیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ واقعاً شیفتہ صاحب نے اس حد تک تو درست لکھا ہے کہ، "دوسرے جتنے مسائل ہیں تقریباً ان سب کا تعلق بنیادی طور پر اسی مسئلہ سے ہے"۔ اسی لئے ہم نے اس مسئلہ پر ایک جدا کتاب لکھی ہے۔

ایک لطیفہ

اس مقام پر ایک لطیفہ اپنے قارئین کی ضیافت طبع کیلئے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں، ہم نے ایک محفل میں ایک مولانا صاحب سے، جو کچھ کچھ جداگانہ نوع کے قائل نظر آرہے تھے، دریافت کیا کہ اچھا جداگانہ نوع کہنے سے یہ تو ظاہر ہو گیا کہ انکی نوع تمام کائنات کی ہر نوع سے جدا ہے لیکن پھر بھی ان کی کوئی تو نوع ہوگی لہذا یہ تو بتاؤ کہ آخر انکی نوع کا نام کیا ہے؟ تو کہنے لگے کہ کیا ہم ڈھکو کے پیچھے لگ جائیں؟ میں نے کہا کہ بالکل پیچھے نہ لگیں لیکن یہ تو بتلائیں کہ انکی نوع کا نام کیا ہے؟ اس محفل میں موجود ایک بزرگ مولانا نے میری تائید کی اور کہا ہاں ٹھیک ہے۔ تم انکی نوع کا نام بتلاؤ ـــ اس مقام پر یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ بزرگ مولانا مذکورہ دستخط کنندگان میں سے نہیں تھے۔ انکے پوچھنے پر انہوں نے کہا انکی نوع نور تھی۔ یہی دھوکہ دوسرے شیخی مبلغین شیعوں کو دیتے ہیں۔ یہ جواب سن کر وہ بزرگ ہنس پڑے اور جواب دینے والے مولانا صاحب نے بھی یہ جان لیا کہ انکا یہ جواب صحیح نہیں ہے

یہ بحر نور کائنات کی موجودات میں سے کسی علیحدہ نوع کا نام نہیں ہے، بہر حال ہم اپنی اس کتاب میں اسی نور کی تحقیق ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنی اس کتاب میں نور کے وہ چاروں تصور پیش کر دیئے ہیں جو دونوں طرف کے علماء نے بیان کئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی تحقیق کی روشنی میں محمد و آل محمد علیہم السلام کی نوع کے بارے میں شیخی رؤسا اور شیعہ علماء جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ بھی کھول کر پیش کر دیا ہے جس کو پڑھ کر ایک منصف مزاج قاری اچھی طرح سے سمجھ لے گا کہ نور کی اصل حقیقت کیا ہے؟ اور محمد و آل محمد علیہم السلام اور انبیاء و آئمہ ہدیٰ کی نوع کیا ہے؟ اور وہ یہ بھی اچھی طرح جان لے گا کہ جداگانہ نوع کا شیخی نظریہ اور اعتقاد کتنا فحش، تحقیر آمیز اور توہین انگیز ہے۔ اور اس کو پڑھنے کے بعد کوئی باغیرت شیعہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے جداگانہ نوع ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکے گا۔

سیّد محمد حسین زیدی برستی

نور کا پہلا تصوّر

شیعہ عقیدہ
روح نور ہے

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک معروف حدیث ہے کہ :-

"اوّل ماخلق اللہ روحی"

(یعنی سب سے اوّل خداوند تعالیٰ نے جس چیز کو خلق فرمایا ، وہ میری روح تھی)

اسی ضمن میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور حدیث بھی بڑی معروف ہے کہ :-

"اوّل ماخلق اللہ نوری"

(یعنی سب سے اوّل خداوند تعالیٰ نے میرے نور کو خلق فرمایا)

اور یہ امر مسلم ہے کہ اوّل مخلوق ایک ہی ہو سکتی ہے لہذا علمائے اسلام کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ان دونوں احادیث میں کوئی منافات نہیں ہے بلکہ فی الحقیقت روح کو ہی نور کہا گیا ہے اس لئے "اوّل ماخلق اللہ روحی" اور "اوّل ماخلق اللہ نوری" کے ایک ہی معنی ہیں ۔

مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے بھی اپنی کتاب حقائق الوسائل جلد دوم صفحہ ۱۵ پر ان دونوں احادیث کو ایک ہی معنی میں ثابت کرنے کیلئے یہ عنوان قائم کیا ہے کہ :-

"نور محمد وآل محمد کے سوا کوئی مخلوق اوّل نہیں"۔

کاش وہ اس بات پر قائم رہتے، جو انہوں نے اس عنوان کے ماتحت ثابت کی ہے، لیکن جیسا کہ حجۃ الاسلام آیت اللہ آقائے مرزا محمد حسین المرعشی الشہرستانی نے اپنی کتاب تریاق فاروق کے مقدمہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"ارباب باطل کا یہ وطیرہ ہے کہ کبھی انکے ایک خیالی مطلب سامنے ہوتا ہے تو اس کو ثابت کرتے ہیں اور جب دوسرا خیالی مطلب سامنے ہوتا ہے، چاہے وہ پہلے کے خلاف ہی ہو، تو پھر وہاں پر وہ اس کو ثابت کرتے ہیں"

یہی حال مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کا ہے کہ اس مقام پر تو مذکورہ عنوان کی مناسبت سے یہ ثابت کیا کہ روح اور نور ایک ہی چیز کو کہتے ہیں، کیونکہ اس مقام پر انکے خیال میں یہ مطلب تھا کہ "مخلوق اوّل ایک ہی ہو سکتی ہے" لہٰذا ان دونوں کو ایک قرار دیا، مگر جب صفحہ ۲۱ پر "جداگانہ نوع" ثابت کرنے کا خیالی مطلب پیش نظر تھا تو ایک دوسرا عنوان قائم کیا کہ:۔ "روح اور نور دو جداگانہ حقیقت ہیں"۔

یعنی صفحہ ۱۵ پر تو یہ ثابت کیا کہ روح اور نور ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، لیکن صفحہ ۲۱ کے مذکورہ عنوان کے تحت یہ ثابت کیا کہ روح اور نور دو جداگانہ حقیقتوں کا نام ہے" ہم ذیل میں صفحہ ۱۵ سے مذکورہ عنوان کے تحت مولانا انصاری صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے ہدیہ قارئین کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ:

"کتب احادیث میں حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کا مخلوق اوّل ہونا متواترات سے ہے متقدمین و متاخرین محدثین نے ان حضرات کے سوا کسی مخلوق کو اوّل خلق نہیں کہا، اور نہ کسی غیر کی نشاندہی کی اور نہ اس میں کوئی اختلاف پایا گیا، یہ ہمارا مستحکم ایمان ہے کہ یہی حضرات اوّل خلق ہیں، اگر یہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا جیسا کہ جناب شیخ صدوق نے بالوضاحت اپنے اعتقادیہ میں درج فرمایا ہے، ہم نے زیر نظر کتاب میں نقل کر دیا ہے، عند العقلاء یہ امر مسلم ہے کہ اوّل مخلوق ایک ہی ہے، جس کو آثار و صفات کے لحاظ سے متعدد اسماء سے مسمیٰ کیا گیا ہے، مگر حقیقت اسکی ایک ہی ہے"

سبحان اللہ، ماشاء اللہ، حق بر زبان جاری، سچ وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے، یقیناً مخلوق اوّل ایک ہی ہو سکتی ہے لہٰذا یقیناً مذکورہ احادیث میں روح کو ہی نور کہا گیا ہے۔ یہی مسلمہ اہل اسلام ہے اور یہی مسلمات شیعہ میں سے ہے، لیکن انتہائی تعجب کا مقام ہے کہ چھ (۶) ہی صفحہ بعد صفحہ ۲۱ پر دوسرا عنوان یہ قائم کیا ہے کہ "روح اور نور دو جداگانہ حقیقت ہیں" اور اس کے دو صفحات کے بعد صفحہ ۲۳ پر یہ عنوان ہے کہ "روح کو نور سے تعبیر کرنا مسلمات شیعہ کے خلاف ہے"

عجیب مذاق بنایا ہے کہ روح اور نور ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ص۱۵ پر یہ بات مسلمات شیعہ سے ہے۔ اور روح اور نور دو جداگانہ حقیقتیں ہیں۔ ص۲۱ یہ بات بھی مسلمات شیعہ میں سے ہو گئی چنانچہ صفحہ ۲۳ پر اس عنوان کے تحت کہ "روح کو نور سے تعبیر کرنا مسلمات شیعہ کے خلاف ہے"۔ "اصول الشریعہ" کی پیش کردہ روح کو نور ثابت کرنیوالی دو احادیث کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"فاضل مؤلف (اصول الشریعہ) نے اپنے موقف میں دو حدیثیں پیش کی ہیں۔ نمبر۱ بحار الانوار جلد صفحہ ۱۸ میں منہج التحقیق الی سواد الطریق کے حوالے سے مرقوم ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ "ان اللہ خلق اربعۃ عشر نوراً من نور عظمتہ قبل خلق آدم باربعۃ عشر عام فہی ارواحنا"۔ خداوند عالم نے حضرت آدم سے چودہ ہزار سال قبل چودہ انوار کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا اور یہ انوار ہمارے ارواح ہیں"۔

مولانا محمد بشیر صاحب انصاری روح کو نور ثابت کرنے والی "اصول الشریعہ" میں پیش کردہ مذکورہ حدیث کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں"۔ جواباً عرض ہے کہ یہ حدیث علم درایت کے لحاظ سے وثاقت سے گری ہوئی ہے چونکہ منہج التحقیق ایک مجہول المؤلف کتاب ہے جس کے متعلق آج تک ثابت نہ ہو سکا کہ کس کی ہے"۔

"۲۔ دوسری روایت کنز الفوائد کراچکی کے حوالے سے شیخ صدوق کی کتاب المعراج سے نقل کی گئی ہے "یا علی ان اللہ کان ولا شی معہ فخلقنی وخلقک روحین من جلالہ"۔
یا علی خداوند عالم موجود تھا اور اس کے ہمراہ اور کوئی چیز نہ تھی پس مجھے اور آپ کو اپنے نور جلال سے دو روح پیدا کیا"۔

اس روایت کو مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے اس طرح رد کیا ہے کہ "یہ حدیث کنز الفوائد کراچکی میں بالکل درج نہیں ہے حوالہ غلط دیا گیا ہے بلکہ کنز جامع الفوائد و دفع المعاند میں منقول ہے"۔

اگرچہ یہ دونوں احادیث اس حقیقت کے عین موافق تھیں جو انہوں نے خود صفحہ ۱۵ پر بیان کی تھی کہ "روح اور نور ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں"۔ لہٰذا یہ دونوں احادیث تو اس مسلمہ حقیقت کے لئے تائید مزید کی حیثیت رکھتی تھیں، مگر چونکہ اوّل مخلوق ہونے کی حیثیت سے وہاں پر روح اور نور دونوں کا بیان آیا تھا، لہٰذا مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کی مجبوری تھی یہ کہ وہ وہاں پر ان دونوں کو ایک ہی چیز قرار دیں، مگر باطل جب اپنے کسی دوسرے خیالی مطلب کو دوسرے مقام پر ثابت کرنے پر آتا ہے تو پھر وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس نے پہلے کیا لکھا ہے چنانچہ یہی بات مؤلف

حقائق الوسائط نے بھی اختیار کی۔ صفحہ ۱۵ پر نور اور روح کو ایک لکھا اور صفحہ ۲۱ پر جب جداگانہ نوع کے دوسرے خیالی مطلب کو ثابت کرنے لگے تو روح اور نور کو جدا جدا قرار دینے کیلئے مذکورہ صحیح احادیث کو قبول کرنے سے انتہائی بودے طریقہ سے انکار کر دیا حالانکہ خود نے جب تیسرے مقام پر ایک تیسرے خیالی مطلب کو ثابت کرنا چاہا تو اس کے لئے جو حدیث پیش کی ہے اور اسے مستند اور صحیح حدیث کے طور پر پیش کیا ہے اس سے بھی یہ حقیقت ثابت ہے کہ سب سے اوّل جو مخلوق خلق کی گئی وہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کی ارواح مقدسہ تھیں چنانچہ حقائق الوسائط جلد دوم صفحہ ۱۰۰ پر۔ "اعرفوا اللہ باللہ" کی توجیہہ کے عنوان کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"اس مقصد کی تائید جناب صدوق رح کی کتاب "اکمال" اور کتاب "عیون اخبار رضا" اور "علل الشرائع" سے بھی ہوتی ہے جس میں مندرجہ ذیل فقرات موجود ہیں:۔

"اوّل ماخلق اللہ ارواحنا فانطقنا بتوحیدہ وتمجیدہ ثم خلق الملائکۃ فلما شاھدوا ارواحنا نوراً واحداً استعظموا امورنا فسبحنا لتعلم الملائکۃ انا خلق مخلوقون وانہ منزہ عن صفاتنا"

جناب امام رضا علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سے حضرت امیر المومنین علیہم السلام کی سند سے یہ حدیث طویل بیان کی ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا:۔

"سب سے اوّل خدا نے ہمارے ارواح کو خلق فرمایا اور ہمیں اپنی توحید وتمجید کا نطق عطا فرمایا پھر ملائکہ کو خلق کیا جب انہوں نے ہمارے ارواح کو نور واحد مشاہدہ کیا تو انہوں نے اپنی نظر میں ہماری شان کو عظیم سمجھا ہم نے فوراً تسبیح شروع کر دی تاکہ ملائکہ کو علم ہو جائے کہ ہم خدا نہیں ہیں بلکہ اس کے مخلوق ہیں اور وہ ہماری شان سے بلند وبالا ہے اور ہماری صفات سے منزہ ہے"

اب اتنے معتمد علماء کی لکھی ہوئی اتنی مستند کتابوں میں ایسی مستند وصحیح حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ "سب سے اوّل خدا نے ہمارے ارواح کو خلق فرمایا" اور یہ سب ارواح انوار تھیں۔ اس حدیث کے درج کرنے کے بعد مولف حقائق الوسائط ص ۱۰۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اس حدیث سے ہمارا مقصد نہایت مستحکم اور مضبوط ہو گیا"

چونکہ یہاں بھی ایک مقصد ثابت کرنا تھا لہذا جس حدیث سے وہ مطلب ثابت ہو سکتا تھا اُسے پیش کیا چونکہ اس حدیث سے ان کا وہ مقصد نہایت مستحکم اور مضبوط ہو گیا ہے لہذا انکے نزدیک اس کے

صحیح ہونے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔

مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے اسی حدیث مذکورہ کو اپنی اس کتاب حقائق الوسائط جلد دوم کے ص۱۴۲ پر پھر ایک تیسرے مطلب کو ثابت کرنے کیلئے درج فرمایا ہے لہذا اس حدیث کے تو صحیح ہونے میں انہیں انکار نہیں ہو سکتا اور اس میں واضح طور پر یہ بیان ہوا ہے کہ "سب سے اوّل خدا نے ہمارے ارواح کو خلق فرمایا" اور اگرچہ سرکار رسالت نے یہ فرما کر کہ "اوّل ما خلق اللہ نوری" یعنی سب سے اوّل اللہ تعالیٰ نے جس کو پیدا کیا وہ میرا نور تھا۔ یہ ثابت کر دیا ہے کہ "روح نور ہوتی ہے" لیکن اگر سرکار رسالت یہ نہ بھی فرماتے تب بھی روح کے بارے میں دانشوران عالم کا فیصلہ یہی ہے کہ روح جوہر لطیف نورانی ہے۔

خلقت ارواح کا بیان

روح کے بارے میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنے اعتقادیہ میں "باب الاعتقاد فی النفوس والارواح" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اعتقادنا فی النفوس انھا ھی الارواح التی بھا تقوم الحیواۃ وانھا الخلق الاوّل لقول النبیؐ ان اوّل ما ابدع اللہ سبحانہ ھی النفوس المقدسۃ المطھرۃ فانطقھا بتوحیدہ ثم خلق بعد ذالک سائر خلقہ واعتقادنا فیھا انھا خلقت للبقاء وانما ولم تخلق الفناء لقول النبیؐ ما خلقتم للفناء بل خلقتم للبقاء وانما تنقلون من دار الی دار وانھا فی الارض غریبۃ وفی الابدان مسجونۃ واعتقادنا فیھا انھا اذا فارقت الابدان فھی باقیۃ منھا منعمۃ ومنھا معذبۃ الی ان یردھا اللہ عزوجل بقدرتہ الی ابدانھا" الخ۔

پندرھواں باب نفس اور روح کے متعلق اعتقاد۔

"جناب شیخ (صدوق) اعلی اللہ مقامہ بیان کرتے ہیں کہ نفس کی بابت ہمارا عقیدہ یوں ہے کہ نفس وہ روح ہے جس پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔ مخلوق خداوندی میں سب سے پہلے اسی کو پیدا کیا گیا۔ جناب سرور کائنات فرماتے ہیں۔ سب سے اوّل خدا نے پاکیزہ اور مقدس نفوس کو خلق فرمایا پس ان سے اپنی توحید کا اقرار اور عہد لے کر ساری کائنات کو ان کے بعد پیدا کیا۔ نفوس کے بارے میں ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ یہ فنا نہیں ہونگے انہیں باقی رکھنے کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "تم لوگ فنا ہونے کے واسطے پیدا نہیں ہوئے بلکہ تمہاری پیدائش بقا کیلئے ہے۔ البتہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تمہارا انتقال

ضرور ہو جائیگا"۔ یہ روحیں زمین پر مسافر ہیں۔ بدنوں میں قید ہیں۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جب روحیں بدنوں سے جدا ہوتی ہیں تو وہ باقی رہتی ہیں بعض ان میں سے منعم رہتی ہیں اور بعض عذاب میں مبتلا، آخرکار خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ان کو ان کے اصلی بدن کی طرف لوٹا دے گا"

اس کے بعد آگے چل کر شیخ صدوق فرماتے ہیں :-

" وقال النبی الارواح جنود مجندہ فما تعارف منھا ایتلف وما تناکر منھا اختلف وقال الصادق ان اللہ اخا بین الارواح فی الاظلۃ قبل ان یخلق الابدان بالفی عام فلو قد قام قائمنا اہل البیت لورث الاخ الذی اخی بینھما فی الاظلۃ ولم یورث الاخ الولادۃ۔ الخ۔

اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ روحوں کے جدا جدا گروہ ہیں جو لوگ آپس میں ملے جلے رہتے ہیں ان کی روحوں میں بھی باہم الفت ہوتی ہے اور جو آپس میں نفرت کرتے ہیں انکی روحیں بھی ایک دوسرے سے متنفر رہتی ہیں۔

اور امام جعفر صاحب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے عالم ذر میں جسموں کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل روحوں کے درمیان اخوت اور برادری قائم کی۔ اگر ہمارے قائم آل محمد علیہ السلام اس وقت موجود ہوتے تو جو لوگ عالم ذر میں ایک دوسرے کے بھائی بن چکے تھے انہیں میراث دلواتے اور انکے بہن بھائیوں کو محروم کر دیتے"

شیخ صدوق نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو روایت بیان کی ہے کہ خداوند عالم نے عالم ذر میں جسموں کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل روحوں کے درمیان اخوت اور برادری قائم کی اس قسم کی احادیث حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں، ان احادیث میں سے ایک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ:-

" خلق اللہ الارواح قبل الاجساد بالفی عام"

یعنی خداوند عالم نے ارواح کو اجسام کی خلقت سے دو ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔

جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ارواح اجسام سے دو ہزار یا اس سے بھی کافی عرصہ پہلے خلق کی گئیں تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ ارواح اجسام کی جنس سے نہیں تھیں بلکہ یہ سب کی سب نور تھیں اسی لئے اس عالم کو عالم ارواح یا عالم انوار یا عالم ذر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

عالم ارواح میں ان ارواح کا نام کیا تھا۔

اب ان تمام مذکورہ ارواح کا عالم ارواح میں یا عالم انوار میں یا عالم ذر میں کیا نام تھا۔ قرآن کریم

اور احادیث معصومین علیہم السلام سے جو بات پایۂ ثبوت تک پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے عالم ارواح میں آدم علیہ السلام کی روح کا نام تو خود آدم رکھا تھا" اور باقی کی کل ارواح کا نام خود اُسی نے بنی آدم رکھا تھا۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔

"وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ڔ شَهِدْنَا ڔ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ" ع۲ ۱۷۲ ۹/۱۲

"یعنی جب تیرے رب نے تمام بنی آدم کو انکی پشتوں سے نکالا اور خود انکو ان کے نفسوں پر گواہ قرار دے کر پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، تو سب نے اقرار کیا کہ ہاں تو ہمارا رب ہے (یہ اقرار اس لئے لیا ہے) تاکہ کہیں تم روز قیامت یہ نہ کہنے لگ جاؤ کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے"

قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے عالم ارواح میں ہی ان تمام روحوں کا نام بنی آدم رکھ دیا تھا اور یہ سب کی سب ارواح عالم ارواح میں ہی بنی آدم کہلاتی تھیں اسی طرح ایک دوسرے مقام پر خداوند تعالیٰ ان تمام ارواح کو بنی آدم کہہ کر یوں خطاب فرماتا ہے کہ :۔

"يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" ع۳ ۔ ۸/۱۱

"اے بنی آدم اب تمہارے پاس تمہیں میں سے میرے بھیجے ہوئے رسول آئیں گے جو تم کو میری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائیں گے پس تم میں سے جو کوئی تقویٰ اختیار کریگا اور نیک عمل کریگا تو اسکو نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کوئی حزن و ملال ہوگا"

اس آیہ وافی ہدایہ سے بھی ثابت ہو گیا کہ خداوند عالم نے عالم ارواح میں ہی ارواح بنی آدم کا نام بنی آدم رکھ دیا تھا کیونکہ یہ خطاب عالم ارواح کا خطاب ہے قدرت عالم ارواح میں ارواح بنی آدم سے مخاطب ہو کر کہہ رہی ہے کہ اے ارواح بنی آدم اب دنیا میں تمہارے پاس تم ہی میں سے میرے بھیجے ہوئے رسول آئیں گے لہٰذا تم ان پر ایمان لانا اور تقویٰ اختیار کرنا۔ پس بنی آدم کے پاس جو بھی نبی و رسول و امام آئے گا وہ بنی آدم ہوگا۔ خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد ایک قاعدہ کلیہ کی حیثیت رکھتا ہے، اور اس قاعدہ کلیہ کو خداوند تعالیٰ نے ایک اور مقام پر دوسرے الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے :۔

"اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ"

"اللہ ملائکہ میں سے اپنے رسولوں کو منتخب کرتا ہے یا انسانوں میں سے" ۔

اس سے ثابت ہوا کہ بنی آدم ہی کا دوسرا نام انسان بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا علی الخصوص شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کے لئے واجب ہے کہ وہ انسان ہو۔ اسی وجہ سے تمام علماء شیعہ نے انبیا علیہم السلام کے انسان ہونے کی صراحت کی ہے چنانچہ علامہ حلیؒ نے اپنی عقائد کی کتاب باب حادی عشر میں نبی کی یوں تعریف کی ہے :۔

"نبی وہ انسان ہے جو باری تعالیٰ کی طرف سے بلا واسطہ انسان خبر پہنچانے والا ہو"!

احسن العقائد ترجمہ باب حادی عشر علامہ حلیؒ صفحہ نمبر ۱۵۰

عالمِ ارواح کے عہد و میثاق

میثاقِ ربوبیّت

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تمام بنی آدم کی ارواح کو خلق فرمانے کے بعد اُن سے چند عہد و میثاق لئے۔ عالم ارواح کے ان میثاق یا عہد و پیمان میں سے سب سے پہلا میثاق تمام ارواح بنی آدم سے لیا اور اس میں کوئی بھی روح، بنی آدم مستثنےٰ نہیں تھی اور یہ **میثاق ربوبیت** تھا جبکہ اس نے تمام ارواح سے یہ اقرار لیا کہ "الست بربکم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ "قالوا بلیٰ"۔ تو سب نے اقرار کیا اور یہ کہا کہ ہاں تو ہمارا رب ہے۔ چنانچہ کتاب الشافی ترجمہ اصول کافی صفحہ ۲۳، باب ۷ حدیث نمبر ۲ میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ :۔

"عن عبداللہ بن سنان عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سالتہ عن قول اللہ عزّ وجل، فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا" ما تلک الفطرۃ قال ھیٔ الاسلام فطرھم اللہ حین اخذ میثاقھم علی التوحید قال الست بربکم وفیہ المومن والکافر"

ترجمہ: "عبداللہ بن سنان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ خدا کے اس قول کا مطلب کیا ہے: اللہ کی فطرت وہ ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا" فرمایا :۔ وہ اسلام ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا جبکہ اس نے توحید پر میثاق لینے کیلئے فرمایا :۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، اس خطاب میں مومن و کافر سب شریک تھے۔

اور کتاب الشافی حدیث نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۴ پہ زرارہ سے یوں روایت ہے کہ :۔

"عن زرارہ عن ابی جعفر قال سالتہ عن قول اللہ عزّ وجل :۔ "حنفاء للہ غیر مشرکین بہ"۔

قال الحنیفیۃ من الفطرۃ التی فطر اللہ الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ قال فطرھم علی المعرفۃ
بہ قال زرارہ :۔ وسالت عن قول اللہ عزوجل :۔ واخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم
ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی الخ قال اخرج من ظھور آدم
ذریتہ الی یوم القیمۃ فخرجوا کالذر فعرفھم واراھم نفسہ فلولا ذالک لم یعرف احداً ربہ،
وقال قال رسول اللہؐ :۔ کل مولود یولد علی الفطرۃ یعنی المعرفۃ بان اللہ عزوجل خالقہ
کذالک قولہ :۔ ولئن سالتھم من خلق السمٰوٰت والارض لیقولن اللہ "

"زرارہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت سے اس آیت کا مطلب پوچھا: خالص اللہ کیلئے، اس کی ذات میں کسی کو شریک کئے بغیر۔ کہا حنیفیہ وہ فطرت ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اور خدا کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں۔
امامؑ نے فرمایا کہ :۔ خدا نے لوگوں کو معرفت پر پیدا کیا ہے جب تمام بنی آدم کی پشتوں سے انکی اولاد کو نکالا، اور ان کے نفسوں پر ان کو گواہ قرار دے کر کہا کہ: "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" انہوں نے کہا۔ "ہاں" حضرت نے فرمایا :۔ خدا نے روز قیامت تک آدم کی جس قدر اولاد ہونے والی تھی اس کی پشتوں سے نکالا وہ اس طرح نکلے جیسے چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں۔ خدا نے ان کو اپنی معرفت کرائی اور اپنے آثار قدرت کو انہیں دکھایا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا کی معرفت انسان کو حاصل نہ ہوتی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا :۔ ہر بچہ فطرت یعنی معرفت پر پیدا ہوتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ خدائے عزوجل اس کا خالق ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے :۔ اے رسول اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا کون ہے۔ وہ کہیں گے اللہ"۔

یہ میثاق ہر چند کہ میثاق ربوبیت تھا مگر آیت کلام الٰہی اور احادیث آئمہ اطہارؑ سے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس میثاق میں عہد تو توحید باری اور اس کی ربوبیت سے متعلق ہی تھا لیکن اس کے ساتھ ہی عدل خداوندی اور قیامت کے بیان کا اظہار بھی اس کے ضمن میں مضمر تھا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے کہ :۔

اَن تقولوا یوم القیمۃ انا کنا عن ھذا غٰفلین "

"یعنی یہ عہد و میثاق ربوبیت ہم نے اس لئے تم سے لیا ہے کہ کہیں قیامت کے دن تم یہ نہ کہنے لگ جاؤ کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے"۔

اس آیت میں یوم القیمہ کا بیان یہ ظاہر کرتا ہے کہ عالم ارواح میں ہی ارواح کو قیام قیامت کی بھی خبر دے دی گئی تھی اور جن باتوں کے بارے میں اس نے روز قیامت پوچھنا ہے انکی معرفت بھی ارواح کو عالم ارواح میں ہی کرا دی گئی تھی اور اس طرح عدل الٰہی کے تقاضوں کو بھی پورا کر دیا گیا تھا گویا اس اقرار ربوبیت میں اقرار قیامت اور اقرار عدل الٰہی بھی مضمر تھا۔

میثاق نبوّت و رسالت

خداوند تعالیٰ نے اپنی توحید و ربوبیت کا اقرار لینے، اور عدل الٰہی اور قیامت پر ایمان لانے کا اظہار کرنے کے بعد عدل الٰہی کا دوسرا تقاضا یہ پورا کیا کہ عالم ارواح سے جب ارواح بنی آدم عالم اجسام میں جائیں گی تو تغیرات، بدلے ہوئے ماحول و حالات اور بعض دوسرے اسباب کی بنا پر کہیں یہ اس عہد و میثاق کو بھول ہی نہ جائیں، لہٰذا انکو اس عہد و میثاق کی یاد دہانی کے لئے اور ان تک اپنے احکام پہنچانے کے لئے، ان ارواح بنی آدم میں سے کچھ کو اس عہد و میثاق کی خبر دینے کیلئے "خبر دینے والے نبی" کے طور پر منتخب فرمایا، اور ارواح بنی آدم میں سے ان ارواح کو جنہوں نے توحید باری تعالیٰ اور اس کی ربوبیت کا اقرار کرنے میں سبقت کی تھی بطور نبی کے منتخب کر لیا اور ان ارواح انبیاء کے مراتب و درجات بھی ایک دوسرے سے سبقت اور معرفت کی مقدار کے مطابق مقرر کئے جیسا کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے اعتقادیہ طبع ایران کے صفحہ ۹۷ پر بیان فرمایا ہے کہ:۔

"ان اللہ عزوجل اعطی ما اعطی کل نبی علی قدر معرفتہ ومعرفتہ نبینا محمد وسبقہ الی الاقرار"

"یعنی اللہ عزوجل نے ہر ایک نبی کو جو مرتبہ بھی عطا فرمایا وہ اپنی معرفت اور ہمارے نبی کی معرفت اور (عالم ارواح میں) اقرار میں سبقت کے مطابق عطا کیا۔"

اس سے ثابت ہوا کہ عالم ارواح میں یہ بخشش بھی بلا وجہ نہ تھی بلکہ ارواح انبیاء کو یہ مراتب اور مدارج اللہ کی معرفت کی مقدار اور ربوبیت کے اقرار میں سبقت کی وجہ سے عطا ہوئی تھی اور خود محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی جو مرتبہ و درجہ ملا وہ بھی بلا وجہ نہیں تھا چنانچہ اصول کافی باب چہارم میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:۔

"عن ابی عبداللہ ان بعض قریش قال لرسول اللہ بای شی سبقت الانبیاء وانت بعثت اخرھم وخاتمھم فقال انی کنت اوّل من اٰمن بربی واول من اجاب حیث

اخذ اللہ میثاق النبیین واشھدھم علی انفسھم الست بربکم فکنت انا اول نبی قال بلیٰ فسبقتھم بالاقرار اللہ عزوجل"۔ صـ۲۱ کتاب الشافی ترجمہ اصول کافی

ترجمہ:" فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے قریش کے کچھ لوگوں نے حضرت رسول خدا سے کہا کہ کس وجہ سے آپ نے انبیاء پر سبقت حاصل کی حالانکہ آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ فرمایا میں سب سے پہلے اپنے رب پر ایمان لایا اور جب خدا نے نبیوں سے میثاق لیا اور انکے نفوس پر ان کو گواہ بنایا اور کہا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ پس سب سے پہلے "بلیٰ" کہنے والا میں تھا۔ میں نے ان سب انبیاء پر اقرار باللہ میں سبقت حاصل کی"۔

اس حدیث امام علیہ السلام سے ثابت ہوا کہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک خود ان کو جو درجہ و مرتبہ حاصل ہوا وہ بھی اس وجہ سے ملا کہ جس وقت عالم ارواح میں خداوند تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا تو سب سے پہلے اقرار ربوبیت کرنے والی اور "بلیٰ" کہنے والی روح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح تھی لہٰذا عدل الٰہی کا تقاضا یہی تھا کہ اس سابق الاسلام و سابق الایمان و سابق الاقرار کا درجہ و مرتبہ تمام ارواح سے بلند تر مقرر کرے اور اُس کے بعد باقی ارواح کا مرتبہ و درجہ ہو جو سبقت الی الاقرار میں دوسرے کی نسبت پہلے ہوں اور یہی معیار قدرت نے دنیا میں بھی برقرار رکھا ہے چنانچہ ارشاد قدرت ہے کہ:۔

"السابقون السابقون اولٰئک المقربون"۔

پس عالم ارواح میں بھی سبقت الی الاقرار کی بنیاد پر ہی سب کے درجے مقرر کئے اور چونکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح پاک نے سب سے پہلے اقرار کیا تھا لہٰذا ان کو اشرف الانبیاء اور افضل المرسلین کا درجہ عطا فرمایا اور ارواح بنی آدم میں سے انبیاء کا انتخاب کرنے کے بعد بنی آدم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:۔

"یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم"۔

"اے بنی آدم اب تم ہی میں سے میرے بھیجے ہوئے رسول تمہارے پاس آئیں گے"۔

خداوند تعالیٰ نے عالم ارواح کے اس میثاق کی اپنے رسول کی معرفت یوں یاد دھانی کرائی ہے:۔

"مالکم لا تؤمنون باللہ والرسول یدعوکم لتؤمنوا بربکم وقد اخذ میثاقکم ان کنتم مؤمنین"۔ حدید

"تمہیں ہو کیا گیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ، اور اللہ نے تم سے عہد لیا ہوا ہے اگر تم ماننے والے ہو"۔

ہمارے مذکورہ بیان سے ثابت ہو گیا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام ارواح بنی آدم سے پہلے

کے

یعنی ربوبیت اور توحید کا اقرار لیا اور اپنے عدل اظہار کیلئے قیامت کے اُنے کا اعلان بھی ساتھ ہی کر دیا، پھر ارواح بنی آدم میں سے سبقت کرنے والی ارواح کو درجۂ نبوت پر فائز کیا اور ان کے توحید و ربوبیت کے اقرار میں سبقت کی نسبت سے انہیں درجے اور مرتبے عطا فرمائے اور سب سے اوّل اقرار کرنے والے کو اشرف الانبیاء اور افضل المرسلین قرار دیا، پھر تمام ارواحِ بنی آدم سے کہا کہ دنیا میں تمہیں میں سے میرے بھیجے ہوئے رسول آئیں گے پھر تمام ارواح بنی آدم سے نبیوں پر ایمان لانے کا عہد لیا اور سب سے آخری رسول پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ان کی نصرت کرنے کا بھی عہد لیا اور یہ سب عہد و پیمان عالم ارواح میں لئے گئے۔

ان تمام آیاتِ قرانی اور احادیث معصومین علیہم السلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام کی تمام ارواح بنی آدم ہی عالم اجسام کی خلقت سے کئی ہزار سال پہلے خلق ہو چکی تھیں اور تمام انبیاء و رُسُل عالم ارواح میں بنی آدم ہی کہلاتے تھے۔ لیکن جب یہ سب کی سب ارواح دنیا میں آئیں تو خواہ وہ ارواح انبیاء و رسل تھیں یا دوسرے بنی آدم کی ارواح، وہ سب کی سب بشر کے لباس میں آئیں۔ اگر بشر ہونا لباس تھا تو یہ سب کا لباس تھا۔ ارواح بنی آدم کا لباس بھی بشریت تھا اور رسولوں کا لباس بھی بشریت تھا اور اگر یہ بدن عنصری روح کی سواری ہے تو پھر یہ سب ارواح بنی آدم کی سواری ہے۔ خواہ وہ نبی ہو یا رسول ہو یا دوسرے بنی آدم ہوں۔

خداوند تعالیٰ نے ان ارواح بنی آدم کو دُنیا میں بھیجنے کے لئے ان کا ایک خوشنما لباس تجویز کیا یا ان ارواح بنی آدم کے لئے ایک خوبصورت سواری کا انتظام کیا اور جب ان ارواح بنی آدم کے لئے ایک خوشنما لباس یا ایک خوبصورت سواری کا انتظام کر کے اس کو خلق کر چکا تو بڑے فخر و مباہات کیساتھ ارشاد فرمایا:

" فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین "

" پس بڑا برکتوں والا ہے جو بہترین خلق کرنے والا ہے "

اب ہر بنی آدم کی روح، خواہ وہ نبی کی روح ہو یا رسول کی روح ہو یا غیر نبی و رسول کی روح جس خوشنما لباس کو پہن کر یا اس خوبصورت سواری پہ سوار ہو کر جس شکل میں دکھائی دے گی اور جس بشر میں نظر آئے گی وہ سب کے تحقیقی بشر کہلائے گی، یہ تمام کی تمام ارواح اپنے جسم کی جنس سے نہیں ہیں۔ یہ عالم اجسام سے دو ہزار یا اس سے بھی زیادہ عرصہ پہلے خلق ہو چکی تھیں۔ یہ عالم ارواح سے خدا کی بھیجی ہوئی آتی ہیں اور پھر اسی کی طرف لوٹ جاتی ہیں۔ اسی لئے خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

" فلولا ان کنتم غیر مدینین ترجعونھا ان کنتم صدقین "

"اگر تم کسی کے ماتحت نہیں ہو تو لوٹا لو ذرا اسکو (جو نکل کر جا رہی ہے یعنی روح) اگر تم سچے ہو"
یہ روح۔ یعنی تمام بنی آدم کی روح، ہر انسان کی روح، ہر فرد بشر کی روح وہی طائر لاہوتی ہے جو عالم بالا سے آئی تھی اور ایک معین مدت اس دنیا میں اپنے عارضی خوشنما لباس کو پہن کر یا خوبصورت سواری پر سوار ہو کر یا عمدہ ترین مکان میں سکونت کر کے واپس چلی جاتی ہے۔ یہ بقا کے لئے پیدا ہوئی ہے فنا کیلئے نہیں۔ اسی کے لئے سرکار رسالت کا ارشاد گرامی سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ:۔

"تم بقا کے لئے پیدا ہوئے، فنا کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ ہاں ایک مکان سے دوسرے مکان کی منتقل ضرور ہوتا ہے"

یہ تمام ارواح جب اپنے اس خوبصورت اور خوشنما لباس میں جلوہ افروز ہوتی ہیں تو سب کی سب حقیقی بشر کہلاتی ہیں اور ان تمام ارواح کے لئے جو بہترین لباس قدرت نے تجویز کیا ہے وہ یہی لباس بشریت ہے اس لباس کے علاوہ کسی روح کے لئے زیبا نہیں ہے کہ وہ حیوانات یا نباتات یا جمادات میں سے کسی اور جسم میں حلول کرے یا کسی اور مخلوق کی شکل میں جلوہ کرے۔ یہ تمام ارواح حقیقی معنوں میں بنی آدم ہیں، حقیقی معنوں میں انسان ہیں اور حقیقی معنوں میں بشر ہیں۔ اسی لئے جہاں خداوند تعالی نے یہ فرمایا ہے کہ:۔

"یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم"

اے بنی آدم اب تم ہی میں سے میرے بھیجے ہوئے رسول تمہارے پاس آئیں گے"

اور جہاں قدرت نے یہ فرمایا ہے کہ:۔

"اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلاً ومن الناس"

"اللہ ہی برگزیدہ کرتا ہے رسولوں کو فرشتوں میں سے یا انسانوں میں سے"

وہاں سرکار ولایت حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ نہج البلاغہ میں:

"وما یبلغ عن اللہ بعد رسل السماء الا البشر" نہج البلاغہ ترجمہ مفتی جعفر حسین صاحب ص ۱۴۴

"آسمانی رسولوں (فرشتوں) کے بعد بشر ہی ہوتے ہیں جو تم تک اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں"

ان تمام آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ تمام ارواح بنی آدم جب اس عالم اجسام میں آتی ہیں تو وہ سب کی سب حقیقی معنوں میں بنی آدم ہوتی ہیں حقیقی انسان ہوتی ہیں اور حقیقی بشر ہوتی ہیں خواہ وہ نبی کی روح ہو یا رسول کی روح ہو یا غیر نبی و رسول کی روح ہو۔

"وتلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض"

ہاں مرتبے جدا جدا ہیں، مومن کا کافر سے مرتبہ بلند ہے، عالم کا جاہل سے مرتبہ بلند ہے۔ نبی کا

و عالم سے مرتبہ بلند ہے، انبیاء اولوالعزم کا دوسرے انبیاء سے مرتبہ بلند ہے اور اشرف الانبیاء
حبیب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ سب انبیاء اولوالعزم سے بلند ہے۔ بلندی مراتب اپنے مقام پر
ہے وہ اپنے اپنے عمل، اپنی اپنی معرفت و ایمان و سبقت کے مطابق۔ مذکورہ آیات و احادیث سے یہ
صاف ہوگئی کہ "اول ما خلق اللہ روحی" کا مطلب یہ ہے کہ جب خداوند تعالٰی نے عالم اجسام کی خلقت
سے ہزار سال پہلے اپنی مخلوق کو خلق کرنیکا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے عالم ارواح کو خلق کرنیکا آغاز
اور عالم ارواح میں جو روح خداوند تعالٰی نے سب سے پہلے خلق فرمائی وہ روح محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ
تھی اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کے بعد دوسری روحوں کو خلق فرمایا اور عالم ارواح
کرنے کے بعد عالم اجسام کی طرف متوجہ ہوا۔

آیات واحادیث سے یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک

"کنت نبیا وآدم بین الماء والطین"

"یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے" کا مطلب کیا ہے؟ پیغمبر اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ جواب تھا اس شخص کا جس نے یہ پوچھا تھا کہ آپ نبی کب بنائے گئے
تھے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبوت تو مجھے عالم
میں ہی عطا کر دی گئی تھی۔ لیکن اس سے کسی دوسرے نبی کی اس وقت میں نبوت کی نفی نہیں ہوتی
سب کے سب انبیاء کو عالم ارواح میں ہی نبوت عطا کر دی گئی تھی حتی کہ خود آدم علیہ السلام بھی اسوقت
نبی تھے جبکہ آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے، جب خالق بشر نے بشر کا پتلا ٹھیک ٹھاک کر لیا تو
روح کو جو آدم کے نام سے عالم ارواح میں موسوم ہو چکی تھی اور نبوت کے عہدہ پہ فائز ہو چکی تھی
ارواح سے اس جسد بشری میں منتقل کر دیا، اور قول خدا "وعلم آدم الاسماء کلھا" "اور آدم
علیہ السلام کو کل کے کل نام تعلیم کئے" سے ظاہر ہے کہ یہ آدم کو عالم ارواح میں ہی آدم کہا ہے اور عالم
میں ہی انکو تمام کے تمام نام تعلیم کئے، لہذا خود آدم بھی جامۂ بشریت پہننے سے پہلے آدم تھے
نبی بھی تھے اور اسی لئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:۔

"النبی نبیاً ولو کان صبیاً"

"نبی، نبی ہی ہوتا ہے خواہ وہ بچہ ہی کیوں نہ ہو"

جداگانہ نوع کے قائلین کے سفسطے

جداگانہ نوع کے قائلین سادہ لوح عوام میں عجیب و غریب وسوسے پیدا کرتے ہیں اور عجیب و غریب سفسطے ڈالتے ہیں۔ ایک سفسطہ انکا یہ ہے کہ اگر انبیآ حقیقی بشر ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر بشر نبی بن سکتا ہے۔

اس سفسطہ کا جواب یہ ہے کہ نبوت ایک عہدہ ہے اور خداوند تعالیٰ نے جتنے نبی اس دنیا میں بھیجے تھے عالم ارواح میں ہی بنی آدم کی ارواح میں سے ان کو منتخب کر کے نبوت عطا کر دی ہوئی ہے۔ اب تو عالم ارواح میں بھی بنی آدم کی کسی اور روح کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔ دوسرے یہ کہ کوئی خود سے نبی نہیں بنتا، بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے یہ عہدہ عطا کرتا ہے اور وہی بہتر طور پر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کس جگہ قرار دے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے کہ :-

”اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ“

پس عہدہ نبوت و رسالت خداوند تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ کسی بشر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ خود سے نبی و رسول بن جائے اور نبوت و رسالت کا دعوے کرے۔

بعض اوقات یہ سفسطہ ڈالتے ہیں کہ اگر انبیآ علیہم السلام حقیقی بشر ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ہم جیسے ہیں۔ اس سفسطہ کا جواب یہ ہے کہ ارشاد خداوندی ہے کہ :-

”ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون، لا یستون عند اللہ“

”کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے برابر ہیں اللہ کے نزدیک یہ برابر نہیں ہیں“

تو جب صاحبان علم اور بے علم برابر نہیں ہو سکتے تو پھر عالم علم لدنی اور دوسرے کس طرح ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔ لیکن نہ صاحبان علم کی بے علم لوگوں سے علم کی بنا پر جدا نوع ہے اور نہ ہی عالمان علم لدنی کی دوسرے انسانوں سے نوع جدا ہے۔ علاوہ ازیں خداوند تعالیٰ جس انسان کو بھی عہدہ نبوت و رسالت و امامت وغیرہ عطا کرتا ہے۔ پہلے اس کو ان عہدوں کے لائق خوبیوں کا مالک بناتا ہے۔ اس کو مصطفٰے بناتا ہے، مجتبےٰ بناتا ہے، مرتضٰے بناتا ہے، طاہر و مطہر بناتا ہے اور انہیں عصمت کبریٰ پر فائز کرتا ہے اور پھر اس کو یہ عہدے عطا کرتا ہے۔ لہٰذا ہم اور وہ ایک جیسے کیسے ہو سکتے ہیں۔

ارواح کے تعلق سے جداگانہ نوع ثابت کرنے کی کوشش اور اس کا ابطال

مولانا محمد قاسم صاحب نے شرح باب حادی عشر کے ترجمہ "احسن العقائد" میں ارواح کے بیان کو ہی جداگانہ نوع کی بنیاد قرار دیا ہے اور اس سلسلے میں امیرالمومنین کی طرف سے کمیل بن زیاد کے ایک سوال کے جواب کو پیش کیا ہے، چنانچہ وہ شرح باب حادی عشر کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے علامہ فاضل مقداد علیہ الرحمہ کی شرح کا بیان کرنے کے بعد، مزید تشریح کے طور پر اپنی تشریح کو آگے بڑھاتے ہوئے نبوت کے بیان میں صفحہ ۱۷۱ پر فرماتے ہیں کہ :-

"جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے نفوس کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ہے :-

:- روی عن کمیل بن زیاد قال سئلت مولانا امیرالمومنین علیاً علیہ السلام فقلت یا امیر المومنین ارید ان تعرفنی نفسی، قال یا کمیل وای الانفس ترید ان اعرفک، قلت یا مولای ھل ھی الانفس واحدۃ، قال یا کمیل انما ھی اربعۃ :-

النامیۃ النباتیۃ والحسیۃ الحیوانیۃ والناطقۃ القدسیۃ والکلیۃ الالٰھیۃ ولکل واحدۃ من ھذہ النفوس خمس قوی :-

النامیۃ النباتیۃ لھا خمس قوی : ماسکۃ وجاذبۃ وھاضمۃ ودافعۃ ومربیۃ ولھا خاصیتان : الزیادہ والنقصان وانبعاثھا من الکبد۔

الحسیۃ الحیوانیۃ لھا خمس قوی : سمع وبصر وشم وذوق ولمس ولھا خاصیتان : الرضا والغضب وانبعاثھا من القلب :

والناطقۃ القدسیۃ لھا خمس قوی : فکر وذکر وعلم وحلم ونباھۃ ولیس لھا انبعاث، وھی اشبہ الاشیاء بالنفوس الملکیۃ ولھا خاصیتان : النزاھۃ والحکمۃ

الکلیۃ الالٰھیۃ لھا خمس قوی : بقاء فی فناء ونعیم فی شقاء وعز فی ذل وفقر فی غناء وصبر فی بلاء ولھا خاصیتان : الرضا والتسلیم وھذہ ھی التی مبدءھا من اللہ والیہ تعود قال اللہ تعالیٰ : ونفخت فیہ من روحی۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ، و العقل وسط الکل "

بحوالہ تفسیر صافی سورہ حجر در ذیل آیہ و نفخت فیہ من روحی ص۲۴۴ چاپ طہران
احسن العقائد ص۱۷۱ تا ص۱۷۲

ترجمہ :۔ "کمیل ابن زیاد سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مولا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے میرے نفس کی شناخت کرا دیں۔ جب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے کمیل کس نفس کے متعلق چاہتے ہو کہ تمہیں شناخت کراؤں۔ کمیل نے عرض کیا کہ مولا کیا نفس ایک سے زائد ہیں۔ آپ نے فرمایا نفس چار ہیں :۔
۱۔ نامیہ نباتیہ ۲۔ حسیہ حیوانیہ ۳۔ ناطقہ قدسیہ ۴۔ کلیۃ الہیہ اور بعض کتب میں بجائے کلیہ الہیہ کے کلمۂ الہیہ ہے اور ان چاروں نفسوں میں سے ہر ایک کے لئے پانچ پانچ قوتیں ہیں
نامیہ نباتیہ کی قوتیں یہ ہیں : ۱۔ ماسکہ ۲۔ جاذبہ ۳۔ ہاضمہ ۴۔ دافعہ ۵۔ مربیہ اور اس نفس کی دو خاصیتیں ہیں۔ زیادتی و نقصان اور یہ نفس جگر کی حرارت سے پیدا ہوتا ہے۔
حسیۂ حیوانیہ کی بھی پانچ قوتیں ہیں : ۱۔ سمع ۲۔ بصر ۳۔ شم (سونگھنا) ۴۔ ذوق (چکھنا) ۵۔ لمس اس نفس کی بھی دو خاصیتیں ہیں۔ رضا و غضب اور یہ نفس حرارتِ قلب سے پیدا ہوتا ہے
ناطقہ قدسیہ کی پانچ قوتیں ہیں : ۱۔ فکر ۲۔ ذکر ۳۔ علم ۴۔ حلم ۵۔ نباہت (نام آور بزرگ ہونا) اور یہ نفس جسم میں پیدا نہیں ہوتا یہ نفس نفوس ملکیہ یعنی ملائکہ سے زیادہ مشابہ ہے اور اس نفس کی بھی دو خاصیتیں ہیں :۔ ۱۔ (اخلاق ذمیمہ سے) پاکیزگی ۲۔ حکمت۔
(یہ نفس مثل نفس نباتیہ و نفس حیوانیہ کے مادی نہیں ہے بلکہ مجرد عن المادہ ہے اس لئے اس نفس کا نام ناطقہ قدسیہ یعنی مجرد عن المادہ قرار پایا)
نفس کلیہ الہیہ یا کلمۂ الہیہ کی بھی پانچ قوتیں ہیں :۔ ۱۔ فنا میں بقا ۲۔ شفا یعنی سختی میں نعمت ۳۔ ذلت میں عزت ۴۔ غنا میں فقر ۵۔ مصیبت میں صبر اور اس نفس کی بھی دو خاصیتیں ہیں : ۱۔ رضا ۲۔ تسلیم اور یہی نفس وہ ہے جو اللہ کی طرف سے آیا ہے اور اللہ ہی کی طرف پلٹ جائیگا۔ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ :۔ آدم میں میں نے اس روح کو پھونکا جو میری طرف منسوب ہے۔ اسی نفس کے متعلق باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے نفس مطمئنہ میری طرف اس حالت میں پلٹ آ کہ تو اپنے رب سے راضی اور تیرا رب تجھ سے راضی ہے اور عقل ان چاروں نفسوں کے حد اعتدال کا نام ہے"۔

امیرالمومنین علیہ السلام کی مذکورہ حدیث صحیح کا مذکورہ ترجمہ کرنے کے بعد مولانا محمد قاسم صاحب اپنی

اسی کتاب کے صفحہ ۱۷ پر بلا فاصلہ تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"جناب امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تشریح سے معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ کے مافوق ایک نفس ہے جس کا نام نفس کلیہ الٰہیہ یا نفس کلمہ الٰہیہ ہے، ہر نفس کے لئے جسم کا ہونا ضروری ہے، یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اس نفس کا تعلق عام انسانوں کے اجسام سے نہیں ہے۔ پس اس نفس کے لئے اجسام کا ہونا ضروری ہے اور وہ اجسام انبیاء و ائمہ علیہم السلام ہیں"

سچ کہا ہے کسی نے، "حب الشئی یعمی و یصم" کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے۔ ہم احترام کے ساتھ قبلہ محترم کی خدمت میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ انہوں نے ارواح کے تعلق سے جداگانہ نوع ثابت کرنے کے لئے مذکورہ بیان میں خود اپنے ساتھ انصاف نہیں کیا اور چونکہ ہم بھی اسی عنوان کے تحت ارواح کا بیان زیر بحث لائے ہوئے ہیں لہٰذا ناچار ہیں کہ مولانا موصوف کے مذکورہ بیان کا تجزیہ کریں۔

مولانا موصوف نے اس حدیث کے مکمل متن اور اس کے سیاق وسباق میں غور ہی نہیں کیا۔ اس حدیث میں سوال کرنے والے کمیل بن زیاد ہیں۔ مولا سے اپنے نفس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ اپنے نفس کی معرفت حاصل کرنا چاہتے ہیں، کمیل بن زیاد یعنی ایک بشر، یعنی ایک انسان جو نہ نبی ہیں نہ رسول نہ امام۔ اولاد آدم کا ایک فرد اپنے مولا سے اپنے نفس کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے یعنی اولاد آدم کے نفس کی معرفت، ایک بشر کے نفس کی معرفت، ایک انسان کے نفس کی معرفت۔ مولا فرماتے ہیں تم اپنے کون سے نفس کی معرفت حاصل کرنا چاہتے ہو، کمیل نے کہا مولا کیا نفس صرف ایک ہی نہیں ہوتا یعنی ایک انسان کا نفس، مولا نے فرمایا نہیں بلکہ نفس چار ہیں سیاق وسباق کلام اس بات کا مقتضی ہے کہ مولا نے یہ کمیل بن زیاد کے نفوس کی بات کی ہے یعنی ایک بشر کے نفوس کی بات کی ہے۔ ایک انسان کے نفوس کا ذکر کیا ہے اور اولاد آدم میں سے ایک عام فرد کے نفوس کا بیان فرمایا ہے کہ وہ یہ ہیں :۔

۱۔ نامیہ نباتیہ ۲۔ حسیہ حیوانیہ ۳۔ ناطقہ قدسیہ ۴۔ کلیہ الٰہیہ یا کلمہ الٰہیہ پھر ان میں سے ہر ایک کی پانچ پانچ قوتیں بیان فرمائی ہیں اور دو دو خاصیتیں۔

مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ: "نفس ناطقہ کے مافوق ایک اور نفس ہے جسکا نام نفس کلیہ الٰہیہ یا نفس کلمۂ الٰہیہ ہے" پھر فرماتے ہیں ہر نفس کے لئے جسم کا ہونا ضروری ہے، یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اس نفس کا تعلق عام انسانوں سے نہیں ہے، پس اس نفس کے لئے اجسام کا ہونا ضروری ہے اور وہ اجسام انبیاء و آئمہ علیہم السلام ہیں۔

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" بقرہ ۳۹

"اللہ کسی کو اس کی طاقت و وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا"

اگر انسان میں، عام انسان میں مصیبت پر صبر کرنے کی قوت ہی موجود نہیں تھی تو اس نے عام انسان کو مصیبت کے وقت صبر کرنے اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنے کا مکلف کیوں بنایا۔ ماننا پڑے گا کہ خدا نے عام انسان میں مصیبت پر صبر کرنے کی قوت رکھی ہے اور یہ قوت نفس کلیہ الٰہیہ یا کلمہ الٰہیہ سے متعلق ہے پس ثابت ہوا کہ عام انسان میں نفس کلیہ الٰہیہ موجود ہوتا ہے۔

خدا نے عام انسانوں کو مصیبت میں صبر کا حکم دیا ہے۔

قرآن کریم کے کسی بھی قاری سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ نے عام انسانوں کو مصیبت میں صبر کرنیکا حکم دیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے:۔

"قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا" ۝ سورہ الاعراف، ۱۵

"اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور اس مصیبت پر صبر کرو"

اس آیت میں بنی اسرائیل کو صبر کرنے کا حکم ہو رہا ہے نیز مسلمانوں سے خطاب ہو رہا ہے:۔

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝" سورہ الانفال: ۵

"اے ایمان والو! جب تمہاری کسی لشکر سے مڈبھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہا کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو اس پر صبر کیا کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے"

ان آیات میں عام انسانوں کو صبر کرنیکا حکم دیا جا رہا ہے اور صرف حکم ہی نہیں بلکہ قرآن کریم تصدیق کرتا ہے کہ انسان۔ عام انسان صبر کرتا ہے چنانچہ ارشاد قدرت ہے کہ۔

"سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ" سورہ رعد: ۳

(جس وقت جنت میں جانیوالے جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو ملائکہ ان سے کہیں گے)
"تم پر سلام ہو کیونکہ تم نے صبر کیا۔ پس تمہارے لئے یہ آخرت کا گھر کیسا اچھا ہے"

بہرحال قرآن کریم سے ثابت ہے کہ خدا نے عام انسانوں کو صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور عام انسانوں نے صبر
کیا ہے کیا مولانا موصوف کربلا کے میدان میں جناب عالیہ زینب کبریٰ کے صبر کو تسلیم نہیں کرتے، ہاں ہاں مصیبت
پر صبر کو۔ آپ تسلیم کریں یا نہ کریں۔ لیکن امام گواہی دے رہے ہیں۔ زیارت زینبیہ میں اس بات کی کہ جناب
زینب سلام اللہ علیہا نے مصیبت پر صبر کیا، فرماتے ہیں۔

"اشهد انک کنتِ صابرة شاکرة فی جمیع حالاتکِ ومصیباتکِ وامتحاناتکِ"

"میں گواہی دیتا ہوں۔ اے مخدومہ اے معظمہ اے بنت زہرا اے زینب کبریٰ اس
بات کی کہ بلاشک و شبہ تم صابرہ رہیں اور شاکرہ رہیں۔ تمام حالات میں، تمام مصیبتوں میں اور
اپنے تمام امتحانات میں"

اور جناب زینب سلام اللہ علیہا یقیناً نہ نبی تھیں نہ رسول تھیں نہ امام تھیں مگر سرکار صبر تھیں زینب
اور مظہر تسلیم و رضا تھیں زینب۔ اور یقیناً حضرت زینب سلام اللہ علیہا انسان تھیں اور نہ صرف
جناب زینب سلام اللہ علیہا بلکہ کربلا کے میدان میں کون سی بہن تھی جس نے مصیبت میں صبر نہیں
کیا کونسی بیٹی تھی جس نے مصیبت میں صبر نہیں کیا اور کونسی بیوہ تھی جس نے صبر نہیں کیا۔ اور
یہ سب کی سب عام انسان تھیں۔ پس اگر نفس کلیہ الہٰیہ کی مالک نہیں تھیں تو صبر کیسے کیا
اور ان میں صبر کی قوت کہاں سے آئی۔ یہ قوت تو صرف نفس کلیہ الہٰیہ کی ہے۔ اور کسی نفس میں
یہ قوت ہے ہی نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ عام انسان اس نفس کلیہ الہٰیہ کا مالک ہے اور ہر انسان میں
یہ نفس کلمہ الہٰیہ موجود ہوتا ہے۔

تسلیم و رضا کی خاصیت بھی عام انسان میں ہوتی ہے۔

اس حدیث کے متن میں آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ نفس کلمہ الہٰیہ کی پانچوں قوتوں کے
بیان کرنے کے بعد امام علیہ السلام نے اس کی دو خاصیتیں بیان فرمائی ہیں:۔

(۱) رضا۔ (۲) تسلیم۔

خداوند تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:۔

وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَّتَسْلِيمًا۝ سورہ احزاب۔ ۳

(اور جب مومنین کو کوئی لشکر سامنے سے آتا ہوا نظر آتا ہے تو وہ گھبراتے نہیں)
اور نہیں زیادتی ہوتی ہے ان کے مگر ایمان میں اور تسلیم میں۔

علاوہ ازیں تمام شیعان جہاں اس عمل کو نہیں بھول سکتے جو وہ بروز عاشورہ بجا لاتے ہیں
وہ اس عمل میں یہ فقرہ بار بار دہراتے ہیں :-

"اِنَّ لِلّٰہ وان الیہ راجعون رضا بقضائہ وتسلیماً لامرہ"

مذکورہ فقرہ میں "رضا" کا بیان بھی ہے اور تسلیم کا بیان بھی اور یہ دونوں خاصیتیں نفس
کلمہ الٰہیہ کی قوتوں سے پیدا ہونے والی خاصیتیں ہیں۔

ہمارے مذکورہ بیان سے ثابت ہوگیا کہ عام انسان میں نفس کلمہ الٰہیہ کی قوتیں بھی موجود ہیں اور اس
کی دونوں خاصیتیں بھی موجود ہیں۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ عام انسان میں نفس کلمہ الٰہیہ موجود ہوتا ہے
اگر نفس کلمہ الٰہیہ موجود نہ ہوتا تو نہ تو انسان کو صبر کرنے کا حکم دیا جا سکتا تھا، اور نہ ہی انسان صبر
کر سکتا تھا اور نہ ہی تسلیم و رضا کا اقرار کر سکتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ انسان میں نفس کلمہ الٰہیہ
بھی موجود ہوتا ہے۔

اب آخری بات امام علیہ السلام نے جو مذکورہ حدیث میں بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ :-

"والعقل وسط الکل" یعنی عقل ان چاروں نفوس کے حد اعتدال سے پیدا ہوتی ہے"۔

پس جس میں نفس کلمہ الٰہیہ نہ ہوگا۔ ضروری ہے کہ اس میں عقل نہ ہو، لیکن ہم جانتے ہیں کہ انسان
عقل رکھتا ہے، عام انسان عقل رکھتا ہے، عام انسان کو عقل سے محروم تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ عقل
ہی ہے کہ جس کی وجہ سے خداوند تعالیٰ نے انسان کو مکلف بنایا ہے۔ اگر انسان میں عقل نہ ہوتی تو اس
کو مکلف نہ بنایا جاتا۔ اصول کافی میں ایک مستقل باب عقل ہی سے متعلق ہے جس میں بہت سی احادیث
نقل کی گئی ہیں۔ ہم کتاب شافی ترجمہ اصول کافی سے چند احادیث معہ ترجمہ تبرکاً اس مقام
پر پیش کرتے ہیں۔

انتخاب از کتاب العقل والجہل

۱۔ قال ابو عبداللہ علیہ السلام من کان عاقلاً کان لہ دین و دخل الجنۃ
فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جو صاحب عقل ہے اس کا ایمان حقیقی ہے وہ
داخل جنت ہوگا۔

۲۔ یا ھشام ان اللہ یقول فی کتابہ ان فی ذالک لذکریٰ لمن لہ قلب یعنی العقل
امام علیہ السلام نے فرمایا اے ہشام خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ نصیحت اس کے

بے سود مند میں ہے جو دل یعنی عقل رکھتا ہے۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال حجۃ اللہ علی العباد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ والحجۃ فی ما بین اللہ والعبد العقل۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی خدا کے بندوں پر اس کی حجت ہے اور اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان عقل حجت ہے۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال العقل دلیل المومن۔

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے، عقل مومن کی رہنما ہے۔

قال رسول اللہ صلعم یا علی لا فقر اشد من الجھل ولا مال اعود من العقل۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہالت سے بڑھ کر کوئی محتاجی نہیں اور عقل سے زیادہ مفید تر کوئی چیز نہیں۔

مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا کہ انسان میں عقل ہوتی ہے اور اس عقل کی بنا پر ہی وہ مکلف کیا گیا ہے۔ اور عقل مذکورہ چاروں نفسوں کے حد اعتدال کا نام ہے پس جن میں پہلے تین نفوس ہیں ان میں عقل نہیں ہو سکتی، اور کیونکہ انسان میں عقل کا موجود ہونا ثابت و مسلم ہے لہٰذا ماننا پڑیگا انسان میں نفس کلیہ الٰہیہ یا نفس کلمۂ الٰہیہ بھی موجود ہے۔

مولانا موصوف نے اس بات پر بھی غور نہیں فرمایا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

"ھذا ھی التی مبدءھا من اللہ والیہ تعود قال اللہ تعالیٰ ونفخت فیہ من روحی"

یعنی یہی نفس وہ ہے جو اللہ کی طرف سے آتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پلٹ جائے گا باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اس میں اس روح کو پھونکا جو میری طرف منسوب ہے۔

یہی روح ہے وہ جس کے بارے میں ہر انسان سے خطاب قدرت ہے کہ:۔

فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔

اگر تم کسی کے ماتحت نہیں ہو تو لوٹا لو نہ اس (روح) کو (جو تمہارے جسم سے نکل کر جا رہی ہے) اگر تم سچے ہو۔

ہر انسان کا یہ طائر لاہوتی اللہ کی طرف سے ہی آتا ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف پلٹ جاتا ہے تھوڑے عرصے کے لئے اس دنیا میں بطور مسافر کے رہتا ہے۔ ایک خوشنما لباس میں، اگر جسم بشری لباس کہا جائے۔ یا ایک خوبصورت سواری پر، اگر جسم بشری کو سواری کہا جائے یا ایک عالیشان

مکان میں، اگر جسم بشری کو اس طائر لاہوتی کا مکان کہا جائے، ایک ایسا عالیشان مکان جس
دروازے ہیں مگر لاجواب دروازے، کھڑکیاں ہیں، مگر بے مثل کھڑکیاں، روشندان ہیں اور بے نظ
روشندان۔ یا طائر لاہوتی کی نسبت سے اگر جسم بشری کو ایک پنجرہ کہا جائے تو یہ طائر لاہوتی ا
اس پنجرہ سے آزاد ہو کر چلا جاتا ہے، اور وہیں چلا جاتا ہے جہاں سے آیا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس میں عقل ہے، اس میں نفس کلیہ الہیہ بھی ضرور موجود ہے یا جس میں نفس
کلمۂ الہیہ موجود ہے اس میں عقل بھی ضرور موجود ہے۔

اب یہ مولانا محمد قاسم صاحب مؤلف احسن العقائد خود جان سکتے ہیں کہ اُن میں عقل ہے یا نہیں
اگر ہے تو سمجھ لیں کہ اُن میں بھی نفس کلمۂ الہیٰہ موجود ہے جب کہ یقیناً وہ نہ نبی ہیں اور نہ ہی وہ ر
ہیں اور اگر ان میں عقل نہیں ہے تو پھر وہ عام انسانوں میں بھی شامل نہیں ہیں۔ اُن سے تکلیف بھی سا
ہے اور کسی ایسے شخص کو جس میں عقل نہ ہو کسی ایسے شخص کے اوپر حکم لگانے کا کوئی اختیار نہیں ہے ج
میں عقل موجود ہے۔

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ایک حد
پیش کر دی جائے جس میں امام عالیمقام نے عام انسان میں عقل کی موجودگی کا بیان بڑے لطیف
میں کیا ہے اور اس حدیث کو شیخ احمد احسائی بنیاد گزار شیخیت نے بھی اپنی کتاب شرح زیارت جا
میں درج کیا ہے لہٰذا شیخیوں کیلئے یہ حدیث سرمہ بصیرت ہونی چاہیئے۔ شیخ احمد احسائی شرح زی
جامعہ میں علل کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ :۔

"فی العلل عن الصادق علیہ السلام حین سئلہ عبداللہ بن سنان۔ الملائکۃ افضل ام بنو
آدم فقال قال امیر المومنین علیہ السلام : اعلموا ان اللہ رکب فی الملائکۃ "عقلاً" بلا شھوۃ
ورکب فی البھائم شھوۃ بلا عقل ورکب فی بنی آدم کلیتھما فمن غلب عقلہ شھوتہ
فھو خیر من الملائکۃ ومن غلب شھوتہ عقلہ فھو شر" من البھائم" شرح زیارت
جامعہ ص۹۰ سطر ۲۱ تا ۲۳۔

"علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ سے عبداللہ بن
سنان نے دریافت کیا کہ ملائکہ افضل ہیں یا بنی آدم، امام جعفر صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ۔ جان لو یہ بات کہ یقیناً اللہ
تعالیٰ نے ملائکہ کو عقل عطا فرمائی مگر اُن میں خواہشات نفسانی پیدا نہیں کی اور چوپایوں

اور حیوانات میں خواہشات نفسانی پیدا کی ہیں لیکن خداوند تعالیٰ نے حیوانات کو عقل عطا نہیں کی، مگر خداوند تعالیٰ نے بنی آدم میں یہ دونوں چیزیں رکھی ہیں۔ بنی آدم کو عقل بھی عطا کی ہے اور ان میں خواہشات نفسانی بھی رکھی ہیں پس جس شخص کی عقل اس کی خواہشات نفسانی پر غالب ہوگی وہ شخص ملائکہ سے افضل ہے اور جس شخص کی خواہشات نفسانی اس کی عقل پر غالب آجائیں گی وہ چوپایوں یعنی حیوانات سے بھی بدتر ہے۔"

امیر المومنین علیہ السلام کی مذکورہ حدیث سے ثابت ہوگیا کہ عام انسان میں عقل ہوتی ہے اور نفوس سے متعلق حدیث میں امام علیہ السلام کا ارشاد گرامی یہ تھا کہ مذکورہ چاروں نفسوں کے حد اعتدال [illegible] عقل ہے۔

پس بطور واضح ثابت ہوگیا کہ عام انسانوں میں نفس کلیہ الٰہیہ یا نفس کلمۂ الٰہیہ موجود ہوتا ہے۔ اور یہ [illegible] انسانی کا ہی دوسرا نام ہے، اور چونکہ پہلے تین نفسوں کی موجودگی میں یہ عقل پیدا نہیں ہوسکتی [illegible] خصوصی طور پر عقل اس کلیہ الٰہیہ یا نفس کلمۂ الٰہیہ سے ہی متعلق ہے، اور یہ طائر لاہوتی خدا ہی کی [illegible] سے آتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ اسی کو روح کہتے ہیں۔ روح ہی وہ نور ہے جو عالم [illegible] سے دو ہزار سال قبل خلق کی گئی ہے تاکہ وہ عقل سے کام لے کر اس کی معرفت حاصل کرسکے اور اپنے [illegible] حقیقی اور اپنے رب کو پہچان سکے۔ اسی لئے روح اوّل کو عقل بھی کہا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد پیغمبر [illegible] اللہ علیہ و آلہ ہے کہ: "اول ما خلق اللہ العقل"۔ یعنی وہ روح مقدس یا وہ نور مقدس حاصل عقل [illegible] عقل اس روح کی خصوصیت تھی لہٰذا اس روح کو عقل بھی کہا گیا ہے۔ پھر جب دوسری ارواح و [illegible] خلق کیے گئے تو وہ بھی اسی صلاحیت عقل کے حامل تھے کہ معرفت خداوند تعالیٰ حاصل کرسکیں [illegible] ارواح میں یہ صلاحیت نہ ہوتی تو ان پر تکلیف معرفت نہ ہوتی اور خدا اُن سے یہ نہ پوچھتا کہ: الست بربکم "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔"

پس قرآن کریم اور احادیث معصومین، اقوال علمائے دین اور عقل سلیم سے یہ بات پایۂ ثبوت [illegible] پہنچ گئی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ارواح بنی آدم کو اجسام کی خلقت سے کئی ہزار سال قبل لا شئے [illegible] اپنے کلمۂ کن سے خلق فرمایا۔ پھر ان تمام ارواح بنی آدم سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا۔ اقرار ربوبیت [illegible] سبقت کرنے والی ارواح بنی آدم کو انبیاء قرار دیا اور ان انبیاء میں سے سب سے اوّل اقرار [illegible] والی روح کو سرتاج انبیاء و سردار انبیاء و افضل الانبیاء اور اشرف اولاد آدم قرار دیا اور [illegible] انبیاء کے بعد اقرار ربوبیت کرنے والی ارواح کو اوصیائے ختمی مرتبت بنایا۔ پھر تمام ارواح بنی

آدم سے ان انبیاء کی نبوت پر ایمان لانے کا عہد لیا اور تمام انبیاء سے ان ارواح بنی آدم کی طر
اللہ کا پیغام پہنچانے کا عہد لیا اور یہ سب عہد و پیمان لے کر اعلان فرمایا کہ: "اے بنی آدم اب تمہی
میں سے میرے بھیجے ہوئے رسول آئیں گے" لہٰذا تم ان پر ایمان لانا اور انکی تصدیق کرنا۔

ہمارے اس بیان سے احسن العقائد کے مولف کی ارواح کے تعلق سے جداگانہ نوع کا کما حقہ
بطلان ہوگیا اور یہ ثابت ہوگیا کہ یہ تمام ارواح بنی آدم عالم ارواح میں ہی بنی آدم کہلاتی تھیں ا
انسان کہلاتی تھیں اور چونکہ تمام ارواح بنی آدم عالم اجسام سے ہزاروں سال پہلے خلق ہو چکی تھیں
لہٰذا تمام ہی بنی آدم کی ارواح عالم اجسام کی جنس سے نہیں ہیں خواہ وہ نبی و امام کی روح ہو یا غیر نبی
امام کی روح۔ اور یہ سب کی سب ارواح جب عالم اجسام میں آئیں تو جو جسم ان کو عطا کیا گیا۔ اس جس
نام ہی "بشر" ہے۔ یہ جسم بشری اگر لباس ہے تو سب کا، اگر سواری ہے تو سب کی، مکان ہے ت
سب کا اور پنجرہ ہے تو سب کا۔ جب اس نے ان ارواح بنی آدم کو دنیا میں بھیجنے کا ارادہ کیا تو ا
کے لئے ایک بہترین جسم تجویز کیا جس کی کوئی مثال پہلے سے موجود نہیں تھی۔ اسی جسم کا نام ا
نے بشر رکھا۔ اور ارشاد فرمایا کہ:۔

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ "

جب تیرے رب نے فرشتوں سے یہ کہا کہ مٹی سے ایک بشر بنانیوالا ہوں۔
یعنی آدم علیہ السلام کی روح کو خدا نے جو جسم یا لباس عطا کیا اس کا نام بشر ہے اور آدم رو
زمین پر سب سے پہلے نبی ہیں۔

ہم نے ادارہ الانوار کے رسالہ "نور یا خاک" کے جواب میں خود اس کے مؤلف کو لکھ کر بھیج
تھا کہ بنی آدم یعنی عام انسانوں کو تو صرف اس وجہ سے مٹی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ آدم
کی اولاد ہیں یا تجزیہ اور دلائل کے ساتھ ثابت کیا جاتا ہے کہ انسان کا جسم مٹی کا بنا ہوا ہے لیکن آدم
علیہ السلام کے بارے میں تو خود خدا نے کہا ہے کہ ہم نے اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اور مٹی کے لئے
اس نے تمام نام استعمال کئے ہیں۔ کہیں "تراب" کہا ہے، کہیں "طین" کہا ہے اور کہیں "من صلصال"
کہا ہے۔ یعنی خشک مٹی، گیلی مٹی، اور خشک شدہ گیلی مٹی۔ یعنی آدم کے بناتے وقت مٹی کے تمام
مدارج کا نام لیا ہے لہٰذا ہم نے اسے لکھا تھا کہ بتلاؤ تم خدا کو سچا جانتے ہو یا نہیں اور آدم علیہ
السلام کو نبی مانتے ہو یا نہیں۔ اور خود تمہاری روح دوسرے تمام بنی آدم کی طرح "نور" ہے یا مٹی
کی جنس سے ہے۔ ہم نے ادارہ الانوار کی اس فرمائش پر کہ وہ اس کے رسالے کے جواب میں آئے

سو رے مضامین کو ایک کتاب کی شکل میں شائع کرے گا۔ اپنا مضمون ان الفاظ کے ساتھ بھیج دیا تھا کہ تم قیامت تک ہمارا مضمون شائع نہ کر سکو گے اور پھر چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ہمارے مضمون کو شائع نہیں کریگا کیونکہ ہم نے اس میں نہ صرف اس کی بلکہ تمام شیخیوں کی عوام فریبی کا پردہ چاک کر دیا ہے۔

بہر حال اس پہلے بشر کے بعد ارواح بنی آدم میں سے جو بھی بنی آدم اس دنیا میں آیا وہ اسی بشر کی شکل میں آیا۔ لہٰذا تمام ارواح بنی آدم اپنے اس لباس کے لحاظ سے یا اپنے اس مکان کے لحاظ سے حقیقی بشر تھیں اور حقیقی انسان تھیں اور حقیقی بنی آدم تھیں۔ اسی لئے قدرت نے اپنے رسولوں کے بارے میں جو قاعدہ کلیہ پیش کیا وہ یہ تھا:۔

"یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم"

اے بنی آدم اب تمہارے پاس تمہیں میں سے میرے بھیجے ہوئے رسول آئیں گے اور اسی مقصد کو دوسری جگہ یوں بیان فرمایا ہے کہ:۔

"اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس"

"اللہ اپنے رسولوں کا فرشتوں میں سے اصطفےٰ کرتا ہے اور انسانوں میں سے"

ان آیات سے اور تمام مذکورہ بیان سے ثابت ہوا کہ یہ تمام ارواح "نور" ہیں اور از روئے روح بنی آدم کی ارواح ہیں اور انسانوں کی ارواح ہیں اور از روئے لباس دنیاوی کے یہ سب کی سب بشر ہیں، حقیقی بشر ہیں اور از روئے عہدہ کے خداوند تعالیٰ نے ان ارواح بنی آدم میں سے جس کو جس عہدہ کے لائق پایا اور اس کی آزمائش میں جس کو اس نے مستحق دیکھا اور جو جس آزمائش پر جس عہدہ کے لئے پورا اترا اسکو اس نے اس عہدہ پر سرفراز کر دیا۔ پس وہ ارواح بنی آدم وہ انسان اور وہ بشر از روئے عہدہ کے نبی ہیں، رسول ہیں، امام ہیں، وصی ہیں اور ولی ہیں۔

جداگانہ نوع کے قائلین کا ایک وسوسہ
اور
استاذ العلماء علامہ سید گلاب شاہ کا جواب

جداگانہ نوع کے قائلین سادہ لوح عوام کے دلوں میں ایک وسوسہ یہ ڈالتے ہیں کہ چونکہ حضرات

محمد وآل محمد علیہم السلام کی ارواح حضرت آدم کی خلقت جسمانی سے ہزاروں سال پہلے خلق ہو چکے تھیں لہذا انکو بشر یا انسان نہیں کہا جا سکتا بلکہ انکی نوع - نوع بشر یا نوع انسانی سے بالکل جدا ہے۔
اس سفسطہ کا جواب اگرچہ اب تک کے بیان میں بخوبی آچکا ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر سید المحققین، رئیس المدققین استاذ العلماء، عمدۃ الصلحا حضرت العلامہ السید گلاب علی شاہ صاحب قبلہ کی کتاب "نوری انسان" کا ایک اقتباس بھی ہدیۂ قارئین کر دیا جائے جو سرکار علامہ نے ادارہ الانوار کے پُراز مکروفریب رسالے "خاک ونور" کے تاروپود بکھیرنے کیلئے لکھا ہے، سرکار علامہ اپنی کتاب نوری انسان کے صفحہ نمبر ۱۶۰ تا ۱۶۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"چوتھا مفسدہ اس دلیل سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) کی خلقت جسمانی سے قبل جو ارواح موجود تھے انکو چونکہ اس وقت انسان نہیں کہا جا سکتا تھا اس لئے حضرت آدم کی خلقت جسمانی کے بعد بھی انکو انسان نہیں کہا جا سکے گا، تو اس سے لازم آتا ہے کہ بنی آدم میں سے کسی کو بھی انسان نہ کہا جا سکے اور نوع انسانی بالکل دنیا میں مفقود اور معدوم قرار دی جائے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ احادیث معصومین علیہم السلام بتلاتی ہیں کہ حضرت آدم کی جسمانی خلقت سے ہزاروں سال پہلے تمام نوع بنی آدم کے ارواح پیدا کئے گئے تھے لہذا اگر یہ نظریہ صحیح تسلیم کیا جائے کہ جو ارواح حضرت آدم (کی خلقت جسمانی) سے پہلے موجود تھیں انکو نوع انسانی سے شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ اس وقت بھی موجود تھے جبکہ انسان ابھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

جیسا کہ ادارۃ الانوار اور انکے رہنماؤں کا عقیدہ ہے۔ تو پھر لازماً تسلیم کرنا پڑیگا کہ دنیا میں کوئی بھی انسان موجود نہیں ہے کیونکہ ہر انسان کا روح حضرت آدم کی خلقت جسمانی سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ حالانکہ یہ امر بداہتہً باطل ہے لہذا جس طرح کہ دیگر افراد انسان نوع انسان میں شمار ہوتے ہیں حالانکہ انکے ارواح حضرت آدم کی خلقت جسمانی سے پہلے موجود تھے۔ اسی طرح چہاردہ معصومین علیہم السلام کے ارواح بھی گو حضرت آدم کی جسمانی خلقت سے بہت پہلے موجود تھے۔ مگر اس عالم دنیا میں انسان ہی کہلاتے اور نوع انسان میں ہی شمار ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے انکو آیات و احادیث معصومین علیہم السلام میں انسان کہا گیا ہے۔

ترجمہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے ارواح و انوار مقدسہ کو سب سے پہلے خلق فرمایا گیا اور دیگر ارواح کو ان کے بعد پیدا کیا گیا۔ مگر حضرت آدم کی خلقت جسمانی سے سب ہی ہزاروں برس پہلے پیدا ہوئے چنانچہ ملاحظہ ہو کتاب "منہاج براعۃ شرح نہج البلاغہ۔ مصنفہ حضرت علامہ حبیب اللہ الخوئی۔ اعلی اللہ مقامہ ج۔ ۱ ص ۱۳ بروایت بحار الانوار بحوالہ معانی الاخبار:۔

"عن المفضل قال قال ابو عبداللہ علیہ السلام ان اللہ تبارک وتعالی خلق الارواح قبل الاجساد بالفی عام فجعل اعلاھا واشرفھا ارواح محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ والائمۃ من بعدھم صلوات اللہ علیہم۔ انتہی بقدر الحاجۃ"

"مفضل سے روایت ہے۔ کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اللہ تبارک وتعالی نے تمام روحوں کو جسموں سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا اور سب سے بلند شان والا اور زیادہ شرف والا، آنحضرت محمد مصطفےٰؐ، علی مرتضےٰؑ، جناب فاطمہ زہراؑ، امام حسن مجتبےٰؑ، امام حسینؑ شہید کربلا کو اور ان آئمہ ھدیٰ کو قرار دیا جو ان کے بعد پیدا ہونے والے تھے"

اس حدیث میں تصریح ہے کہ اجسام کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل اللہ تعالی نے تمام ارواح کو پیدا فرما دیا تھا"

سرکار علامہ کے مذکورہ بیان پر ہم "نور کے پہلے تصوّر" کا بیان یعنی روح "نور" ہے۔ جو صحیح شیعہ عقیدہ ہے۔ اسی مقام پر ختم کرتے ہیں اور اب "نور کے دوسرے تصوّر" کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

نور کا دوسرا تصور

مذہب شیخیہ کا عقیدہ
روح اور نور دو جداگانہ حقیقت ہیں
آفتاب کی شعاعیں اور خدا کا نور

نور کا دوسرا تصوّر

شیخی عقیدہ

روح اور نور دو جداگانہ حقیقت ہیں

نور کے پہلے تصور کے بیان میں ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے اچھی طرح ثابت ہوگیا ہے کہ روح "نور" ہے اور شیعہ عقیدہ یہی ہے۔ اور وہ روح جو سب سے اوّل پیدا ہوئی وہ روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہے۔ اسی کا نام عقل بھی ہے اور اسی کو مقام خلق اوّل میں "نور" بھی کہا گیا ہے کیونکہ مؤلف حقائق الوسائط نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ عند العقلا یہ امر مسلم ہے کہ اوّل مخلوق ایک ہی ہے تو بس وہ روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لہٰذا جب بھی یہ کہا جائیگا کہ سب سے پہلے خداوند تعالیٰ نے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو خلق فرمایا تو اس سے مراد روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوگی۔ اور جب یہ کہا جائیگا کہ سب سے پہلے خداوند تعالیٰ نے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق کیا تو اس سے مراد وہی نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔ یعنی یہاں روح کو ہی نور کہا ہے اور نور کو ہی روح کہا ہے۔

لیکن مؤلف حقائق الوسائط مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے اپنی کتاب حقائق الوسائط جلد دوم کے صہ ۱۵ پر مذکورہ مسلمہ حقیقت کا اعتراف کرنے کے باوجود جب جداگانہ نوع کے ثابت کرنے

کا بیان شروع کیا تو اسی کتاب کے ص۱۲۱ پر یہ عنوان قائم کیا کہ :۔

"روح اور نور دو جداگانہ حقیقت ہیں"

پھر یہاں سے جداگانہ نوع کے ثبوت میں جدوجہد شروع کی۔ مگر مذکورہ مسلمہ حقیقت چونکہ انکے جداگانہ نوع کے ثابت کرنے کے کام نہیں آسکتی تھیں۔ لہٰذا اس کے لئے دوسری روایات تلاش کر کے لکھی گئیں۔ کتاب میں طوالت سے بچنے کے لئے ہم نمونے کے طور پر مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کی کتاب حقائق الوسائط سے صرف دو روایات یہاں پر ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جسے انصاری صاحب اپنی مذکورہ کتاب میں یوں نقل کرتے ہیں کہ :۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ خلقنا اللہ حیث لا سماء مبنیۃ ولا ارض مدحیۃ ولا عرش ولا جنۃ ولا نار کنا نسبح حین لا تسبیح ونقدسہ حین لا تقدیس فلما اراد اللہ بدو الصنعۃ فتق نوری فخلق العرش فنور العرش من نوری ونوری من نور اللہ وانا افضل من العرش ثم فتق من نور علی ابن ابی طالب فخلق منہ الملائکۃ فنور الملائکۃ من نور علی ابن ابی طالب ونورہ من نور اللہ ونور علی ابن ابی طالب افضل من الملائکۃ ثم فتق نور ابنتی فاطمہ فخلق منہ السموٰت والارض فالسموٰت والارض من نور ابنتی ونور ابنتی من نور اللہ عزوجل وابنتی فاطمہ افضل من السموٰت والارض ثم فتق من نور ولدی الحسن فخلق منہ الشمس والقمر فالشمس والقمر من نور ولدی الحسن ونور ولدی الحسن من نور اللہ والحسن افضل من الشمس والقمر ثم فتق من نور ولدی الحسین فخلق منہ الجنۃ والحور العین" الخ بقدر الحاجۃ ص۱۲۲

اس کا ترجمہ مولانا صاحب نے اس طور پر کیا ہے :۔

"حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا۔ ہمیں خداوند عالم نے خلق فرمایا جبکہ نہ شامیانہ فلک تھا، نہ فرش زمین، نہ عرش تھا نہ جنت نہ نار۔ ہم تسبیح کرتے تھے جبکہ تسبیح کا وجود نہ تھا، ہم تقدیس کرتے تھے جب کہ تقدیس کا وجود نہ تھا۔ جب خداوند عالم نے صنعت کا افتتاح کیا تو میرے نور کی شعاع سے عرش کو خلق کیا۔ وہ میرے نور کی شعاع ہے اور میرا نور، نورِ خدا کی شعاع ہے۔ میں عرش سے افضل ہوں۔ پھر نور علی ابن ابی طالب کی شعاع سے ملائکہ کو پیدا کیا، وہ شعاع نور علی ہیں اور نورِ علی نور خدا کی شعاع ہے۔ علی ملائکہ سے افضل ہیں۔ پھر میری بیٹی

فاطمہ کی شعاعِ نور سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور نورِ فاطمہ شعاعِ نورِ خدا ہیں فاطمہ سماوات وارض سے افضل ہیں۔ پھر میرے فرزند حسن کے نور کی شعاع سے شمس وقمر کو پیدا کیا۔ یہ دونوں شعاعِ نورِ حسن ہیں اور حسن کا نور شعاعِ نورِ خدا ہے اور وہ شمس وقمر سے افضل ہیں پھر میرے فرزند کے نور کی شعاع سے جنت اور حور العین کو پیدا کیا۔ یہ دونوں میرے فرزند حسین کی شعاعِ نور ہیں اور حسین کا نور شعاعِ نورِ خدا ہے۔ حسین افضل ہیں جنت وحور العین سے "۔ انتہی

اس کے بعد مولانا محمد بشیر صاحب انصاری لکھتے ہیں کہ :-

"اس حدیث رسول سے واضح ہے کہ محمد وآل محمد علیہم السلام کی حقیقت نورانی ہے۔ اور یہی اصل نور ہے۔ ان ہی کی شعاعوں سے ضیاء اور روشنی عرش وفرش، آسمان وزمین، آفتاب وماہتاب میں پیدا ہوئی اور ان کی حقیقت تمام حقائقِ عالم سے جداگانہ ہے۔ لہٰذا ان کی نوع کائنات عرش وفرش سے جداگانہ ہے۔ چہ جائیکہ نوع بشر میں کھینچا جائے۔

مذکورہ حدیثِ نور کا خلاصہ

خلقت کائنات کے بارے میں مذکورہ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے نور کی شعاعوں سے عرش کو پیدا کیا وہ محمدؐ کے نور کی شعاع سے ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا نور خدا کے نور کی شعاع ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے نور کی شعاعوں سے ملائکہ کو پیدا کیا۔ ملائکہ علیؑ کے نور کی شعاع سے ہیں اور علی علیہ السلام کا نور خدا کے نور کی شعاع ہے۔

حضرت فاطمہ کے نور کی شعاع سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ آسمان وزمین حضرت فاطمہ کے نور کی شعاع سے ہیں اور حضرت فاطمہؑ کا نور خدا کے نور کی شعاع ہے۔

حضرت امام حسنؑ کے نور کی شعاع سے سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سورج اور چاند امام حسنؑ کے نور کی شعاع ہیں اور امام حسنؑ کا نور خدا کے نور کی شعاع ہے۔

حضرت امام حسینؑ کے نور کی شعاع سے جنت اور حور العین کو پیدا کیا۔ جنت اور حور العین امام حسینؑ کے نور کی شعاع ہیں اور امام حسین کا نور خدا کے نور کی شعاع ہے۔

یہ ہے خلاصہ حدیث محل استدلال کا جو مؤلف حقائق الوسائط نے جداگانہ نوع کے ثبوت میں پیش کی ہے۔

اب ان ذوات مقدسہ کا نور خدا کے نور میں سے شعاع بن کر کیسے نکلا۔ اس کو مؤلف حقائق الوسائط نے ص۱۲۴ پر یوں بیان کیا ہے :۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا :۔

" یا جابر کان اللہ ولا شیئ غیرہ ولا معلوم ولا مجہول فاول من ابتدہ من خلق خلقہ اللہ ان خلق محمداً وخلقنا اھل البیت معہ من نور عظمتہ فاقفنا اظلۃ خضراء بین یدیہ حیث لا سماء والارض ولا مکان ولا لیل ولا نھار ولا شمس ولا قمر یفصل نورنا من نور ربنا کشعاع الشمس من الشمس "

" مذکورہ روایت کا ترجمہ مؤلف موصوف نے یوں کیا ہے :۔

اے جابر خدا تھا اور اس کے سوا کوئی شے نہ تھی۔ نہ معلوم نہ مجہول۔ جب خدا نے تخلیق کی ابتدا کی تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے ساتھ ہم اہل بیت کو بنایا۔ اپنے نور عظمت سے ہماری تخلیق فرمائی۔ ہمیں اپنی جناب میں سبز سائے بنا کر قائم کر دیا جب کہ نہ آسمان تھا نہ زمین، نہ مکان تھا نہ لیل و نہار اور نہ شمس و قمر، ہمارا نور ہمارے رب کے نور سے اس طرح جدا ہے جس طرح آفتاب سے اس کی شعاعیں جدا ہیں"

یہ ترجمہ کر کے مؤلف موصوف اس حدیث پر اس طرح استدلال فرماتے ہیں :۔

" اس حدیث مبارک سے بھی واضح ہو گیا کہ یہ ذوات مقدسہ مکان و زمان سے پیشتر خلق ہوئے اور ان کی حقیقت لازمان ولامکان ہے۔ لہٰذا ان کی نوع یقیناً نوع بشر سے جدا ہے جس کی تخلیق زمان و مکان میں ہوئی۔

اس حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ حضرات جزو نور خدا نہیں ہیں بلکہ آثار خدا کے اشراد ہیں۔ جس طرح آفتاب کی شعاعیں جزو آفتاب نہیں بلکہ آثار آفتاب ہیں "

یہ تھا استدلال مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کا انکی کتاب حقائق الوسائط میں ۔

آفتاب کی شعاعیں اور خدا کے نور کی شعاعیں

مذکورہ حدیث میں محمد و آل محمد علیہم السلام کی خلقت کو آفتاب کی شعاعوں سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی جس طرح آفتاب سے اس کی شعاعیں نکلتی ہیں اسی طرح محمد و آل محمدؐ کا نور خدا میں شعاعوں کی طرح نکل رہا تھا۔

لیکن یہ بات محتاج ثبوت نہیں ہے کہ آفتاب قادر و مختار نہیں ہے اور نہ ہی وہ اپنی شعاعوں کا خالق ہے۔ جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو اس کی شعاعیں ضرور نکلتی ہیں۔ وہ مجبور ہے مضطر ہے کہ اس کی شعاعیں اس سے نکلیں۔ وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ اس کے اندر شعاعیں نہ نکلیں اور نہ ہی اس کو اس بات پر اختیار ہے کہ وہ اپنی شعاعوں کو اپنے اندر نہ نکلنے دے۔

لہٰذا جب سے سورج کا وجود ہے اس وقت سے ہی اس کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ اور جب تک سورج کا وجود رہے گا اُس وقت تک اس کی شعاعیں نکلتی رہیں گی خواہ اس کو آفتاب کہیں اور جزو آفتاب نہ کہیں مگر ہیں آفتاب کے ساتھ منسلک۔ پس آفتاب کی شعاعیں جب سے آفتاب ہے نکل رہی ہیں۔ اور جب تک آفتاب ہے یہ شعاعیں نکلتی رہیں گی۔ وہ اپنے اختیار سے ان شعاعوں کو روک نہیں سکتا۔

اب اس حدیث میں یہ کہا گیا ہے کہ محمد و آل محمد کا نور خدا میں سے اس طرح جدا ہو رہا ہے جیسے آفتاب میں سے اس کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ پس ضروری ہے کہ خدا کو بھی شعاعوں والا مانا جائے جب وہ بھی آفتاب کی طرح شعاعوں والا ہے تو یہ کیا ہوا؟۔ ایک ہی دفعہ خدا کی یہ شعاعیں اس میں سے نکل کر ختم کیوں ہو گئیں؟۔ آفتاب کی شعاعیں تو کبھی بھی ختم نہیں ہوتیں۔ آج معمولی طبعی جغرافیہ کا طالب علم بھی اچھی طرح سے جانتا ہے کہ سورج کی یہ شعاعیں ہر وقت زمین کے کسی حصہ پر پڑ رہی ہوتی ہیں اور سورج کبھی بھی بغیر شعاع کے نہیں ہوتا۔ لیکن خدا میں سے آل محمد کی صورت میں جو شعاعیں نکل چکی تھیں۔ ان کے بعد اور کیوں نہ نکلیں؟ کیا اس روایت سے استدلال کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ خدا میں سے ایک دفعہ یہ شعاعیں نکل کر خدا اس قدر رہا کہ اس میں سے اور کوئی شعاع نکل سکے؟۔ بالفاظ دیگر جیسے بعض حیوانات کے بارے میں سنا جاتا ہے کہ جب ان کے آگے کوئی نسل چل پڑتی ہے تو وہ خود ختم ہو جاتے ہیں

اور وہ نسل اس کی قائم مقام ہو جاتی ہے تو کیا ان کے نزدیک خدا میں سے بھی اسی طرح
شعاعیں نکلنے کے بعد خدا ختم ہو گیا ہے؟ اور اب یہ شعاعیں ہی اس کی قائم مقام ہیں؟۔
دوسری صورت جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ اگر خدا بھی شعاعوں والا ہی ہے اور ا
ہے بھی سورج کی شعاعوں کی طرح ہی محمد و آل محمد کا نور نکلا ہے تو ضروری ہے کہ جب سے خ
ہے۔ تب سے ہی یہ شعاعیں بھی نکل رہی ہوں، اور چونکہ خداوند تعالیٰ مسلماً ایک ذات ق
ہے لہذا اس کی شعاعیں بھی قدیم ہی ہونگی خواہ اس کا اثر ہی سہی، جزو نہ سہی، لہذا زما
و مکان کے الفاظ کے تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب سے خدا ہے تب سے ہی اس
شعاعیں ہیں اور چونکہ خداوند تعالیٰ قدیم ہے پس محمد و آل محمد علیہم السلام بھی قدیم ہے
دوسرے خدا کو بالقصد و بالارادہ خالق کہنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح سورج
سے خود بخود شعاعیں نکلتی ہیں اسی طرح خدا میں سے شعاعیں نکل رہی تھیں۔ پس خدا قا
مختار بھی نہ ہوا۔ بلکہ سورج کی طرح فاعل موجب یا فاعل مضطر یا فاعل مجبور ہو گیا
قدیم بھی اکیلا نہ رہا۔ جب سے وہ ہے تب سے اس کی شعاعیں ہیں۔ ورنہ بتلائیں کہ سورج کی ش
تو سورج کے ساتھ ہیں۔ خدا کی شعاعیں کہاں چلی گئی تھیں؟ اور پھر محمد و آل محمد علیہم السلام
نکلنے کے بعد خدا کی یہ شعاعیں کہاں چلی گئی ہیں؟ سورج کی یہ شعاعیں تو روز نکلتی ہیں اور
تازہ بہ تازہ نکلتی ہیں۔ خدا کی یہ شعاعیں ایک دفعہ نکل کر کیوں ختم ہو گئیں؟ یہ کیا بات ہے
کہ پھر اس کی شعاعوں سے کچھ اور خلق نہ ہو سکا۔

شاید یہ بات آپ کے سمجھ میں نہ آئی ہو لہذا ہم مذہب شیخیہ کی دونوں شاخوں یعنی شیخی
کرمان اور شیخیہ احقاقیہ کویت کے بیانات کا نچوڑ خود ان کی کتابوں سے پیش کرتے ہیں ج
پڑھنے کے بعد آپ کو یہ مطلب سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی اور چونکہ مولانا محمد بشیر صا
انصاری نے خود اپنے اقبال کے مطابق یہ عقائد ان بزرگوں کی کتابوں سے ہی نکال کر د
الوسائط جلد دوم میں بیان کئے ہیں اور تاحیات ممبروں پر بیان کئے ہیں لہذا رسائے
کی بات سمجھنے کے بعد مولانا انصاری صاحب کی بات سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔

رئیس مذہب شیخیہ محمد کریم خان کرمانی کی کتاب ارشاد العوام سے نور کے تمام طبقات کا بیان

شیخیہ رکنیہ کرمان کے پہلے سربراہ محمد کریم خان کرمانی اپنی کتاب ارشاد العوام میں، جس کی رد آیت اللہ آقائے محمد حسین المرعشی الشہرستانی نے تنبیہ الانام کے نام سے تحریر فرمائی ہے اور جو ترجمہ ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے ۔ نور کے تمام طبقات کا بیان کرتے ہوئے ارشاد العوام کی جلد ۲ کے صفحہ ۳۹ پر لکھتا ہے :-

"اس بات کی دلیل کے بارے میں کہ تمام مخلوق صرف ایک ہی مادہ اور ایک ہی نور سے خلق نہیں ہوئے کہ ان کا اختلاف صرف ان کی صورت ہی صورت میں ہو بلکہ مخلوق میں اختلاف ان کے مادہ اور صورت دونوں میں ہے اور ان میں بعض مخلوق دوسرے کی شعاع ہے اور پہلی مخلوق دوسری کے لئے منیر ہے اور یہ مسئلہ بہت بہت مشکل ہے "

محمد کریم خان کرمانی کی کتاب ارشاد العوام کے ص ۳۹ س ۱۲ تا ۱۵ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے :-

فصل در برهان ... دن بر آنکه همهٔ خلق از یك ماده و یك نور نیستند که اختلاف ایشان در میان صورت باشد بلکه اختلاف خلق در ماده و صورت هر دو هست و بعضی ... نسبت بدیگری شعاع هستند و آن دیگری منیر اوست واین مسئله بسیار بسیار مشکل است و

رؤسائے شیخیہ جس طرح سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خدا کرے ہمارے قارئین کے بھی سمجھ میں آجائے۔ رئیس مذہب شیخیہ محمد کریم خان کرمانی اپنے مذکورہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے پھر ص ۴۳ سطر ۷ تا ۱۴ پر یوں لکھتا ہے :-

"اب ہم اس مقصد کی (تفصیل) کی طرف آتے ہیں اور وہ اس طرح ہے کہ خدا تغیر نہیں کرتا۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ کبھی خاموش ہو اور پھر بولنے لگے۔ کبھی آرام میں ہو اور پھر حرکت میں آئے۔ اور کبھی بے میل نہیں تھا پھر میل میں آئے ہمیشہ یکساں ہے اور اس کی ذات میں تغیر و تبدل نہیں ہے۔ پس ان ہی وجوہات

لی بنا پر خداوند عالم بے نور و بے کمال و بے صفت کے نہیں رہا۔ ہمیشہ اس کا نور روشن، اس کے رخسار چمکدار، اس کے کمال بے نہایت اور اس کی صفات بے انتہا رہی ہیں اور یہ بات از روئے اسلام بدیہی و لازمی ہے کہ خداوند عالم ہرگز کبھی ناقص نہیں رہا اور نہ ہے۔ اس کی بادشاہی دائمی ہے اور اس کا ملک بے آغاز و بے انجام ہے"

رئیس مذہب شیخیہ محمد کریم خان کرمانی کی کتاب ارشاد العوام کے صـ۴۲ کی سطر ۷ تا ۱۴ کا عکس حسب ذیل ہے۔

پس برویم بسر کلام مقصود و آن این است که خدا تغییر نمیکند پس گاهی ساکت نبوده که گاهی بسخن درآید و گاهی آرام نبوده که گاهی بحرکت درآید و گاهی بی میل نبوده که گاهی بمیل آید همیشه یکسان است و در ذات او تغیر و تبدل نیست پس بهمین جهت ها هرگز خداوند عالم بی نور و بی کمال و بی صفت نبوده و همیشه نور او تابان و رخسارهٔ او درخشان و کمال او بی نهایت و صفات او بی غایت بوده و بدیهی اسلام است که خداوند هرگز ناقص نبوده و نیست و همچنین خداوند هرگز بی سلطنت و بی مملکت نبوده و پادشاهی او دائم و ملک او بی آغاز و انجام بوده و هست و دایم او را رعیت بوده و دایم او پادشاه بوده

محمد کریم خان کرمانی نے جو یہ کہا ہے کہ اس کی بادشاہی دائمی اور اس کا ملک بے آغاز و بے انجام ہے شاید ہمارے قارئین اس کا مطلب کچھ اور سمجھیں۔ اس لئے رئیس مذہب شیخیہ اس کو ایک مثال کے ذریعہ مزید وضاحت کرتے ہوئے سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ جو مذکورہ عبارت کے عین بعد صـ۴۳ سطر آخر اور صـ۴۴ سطر ۱ تا ۱۱ میں بیان کی گئی ہے۔ ہم اس کو ایک عنوان دیکر ذیل میں ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

وہ مالک الملک قدیم ہے اور ملک بھی اس کا قدیم ہے۔

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی ایسا بادشاہ ہو کہ اس کا نہ تو کوئی ملک ہو نہ کوئی رعیت ہو نہ کوئی دار و دہش ہو۔ یہ اس کی بادشاہی میں نقص ہے۔ بلکہ بادشاہ کا کمال بلکہ بادشاہی کا معنی یہ ہے کہ وہ دارائے ملک ہو اور کشور کشائی کر رہا ہو۔ ورنہ تو ہر ایک بادشاہ ہوتا۔ اور بادشاہ اور گدا میں کوئی فرق نہ ہوتا

پس بادشاہ وہ ہے کہ جو دارائے ملک ہے، جو صاحب داد و دہش ہے جو شخص
ایسا ہے وہ بادشاہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے ہی سلطان ہے اور سلطان
بغیر ملک کے کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔ پس اس کا ملک بھی ہمیشہ سے ہی
ہے۔ وہ ملک تھا اور اسکا ملک اسکا بندہ تھا۔ وہ خالق تھا اور اس کا ملک مخلوق
تھا، وہ خدا اور وہ بندہ تھے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو خدا ناقص رہتا اور ناقص
خدا نہیں ہو سکتا۔ پس وہ ہماری طرح پھر ایک مخلوق ہی ہوتا۔ اور اس کا کوئی اور
خالق ہوتا۔ بہر حال خداوند عالم کامل اور ہمیشہ نوروں، صفتوں، کمالوں اور ملکوں
کا مالک رہا ہے اور اس کے کمال میں تغیر پیدا نہیں ہوتا اور اس کا کمال زیادہ اور
کم نہیں ہوتا۔ کیونکہ جس چیز میں تغیر ہوتا ہے اور وہ زیادہ اور کم ہوتی ہے۔ وہ
ناقص اور حادث ہوتی ہے"
[کریم] خان کرمانی کی کتاب ارشاد العوام کی اصل عبارت صـ۲۳ سطر آخر صـ۲۴ سطر ا تا ۱۱ کا
[متن] حسب ذیل ہے۔

که اگر پادشاهی
و غیر این رانقص دان و خدا را از نقص پاك دان نمی بمعنی
باشد که اورا ملکی [illegible] رعیتی و دادی وستدی نباشد این نقص پادشاهی
اوست و کمال پادشاهی به معنی پادشاهی ملك داری و کشور گشائی است
والا هر کسی پادشاه بود [و] فرقی مابین پادشاه و گدا نبود پس پادشاه آن است
که دارای ملك است [صاحب] داد و دهش هر کس چنین است پادشاه است خلاصه
خدا همیشه سلطان بوده است وسلطان بی ملك معنی ندارد پس همیشه ملك
داشته است و او مالك و ملك او مملوك او بوده و او خالق و ملك او مخلوق
او بوده و او خدا و آنها بنده بوده اند و اگر نه چنین بودی خدا ناقص بودی
و ناقص خدا نمیشود پس آن هم خلقی بودی مثل ما و اورا خالقی بودی
[به]ر حال که خداوند عالم کامل وهمیشه صاحب نورها وصفتها و کمالها و ملکها
بوده و هست و تغییر در کمال او پیدا نمیشود و کمال او زیاد و کم نمیشود
چرا که هر چه تغییر میابد و زیاد و کم میشود ناقص و حادث است ،

آیت اللہ آقائے شہرستانی کا جواب

رؤسائے شیخیہ کے استدلالات بڑے پرلطف ہوتے ہیں اور سمجھدار آدمی اس سے بڑے مزے لیتے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارے قارئین رئیس مذہب شیخیہ کی اس مذکورہ عبارت کا کیا مطلب سمجھیں گے لیکن حجت الاسلام آیت اللہ فی الانام آقائے السید محمد حسین المرعشی الشہرستانی ابن محمد علی شہرستانی ابن السید محمد مہدی شہرستانی نے اس رئیس مذہب شیخیہ کی اس کتاب کی عبارت کا اسی انداز میں تنبیہ الانام میں جواب دیا ہے۔ یہ کتاب ترجمہ ہو کر ادارہ انتشارات حقائق اسلامی چنیوٹ کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔ تمام کتاب کے ایرادات کے جوابات اس کتاب میں ملاحظہ کریں۔ آقائے شہرستانی نے محمد کریم خان کرمانی کی اس بات کو مختصراً " ایراد چہل و یک" میں ترجمہ کر کے اس کا جو جواب دیا ہے وہ ترجمہ تنبیہ الانام میں صـ ۲۲۳ پر درج ہے۔ آقائے شہرستانی اپنے جواب میں فرماتے ہیں :-

"اور اب جب کہ تو یہ کہتا ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا بغیر نور اور بغیر صفت کے ہو اس معنی کے لحاظ سے جو تو کہتا ہے۔ پس اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جب سے خدا ہے اسی وقت سے مخلوق بھی ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ خدا قدیم ہے اور اس سے پہلے عدم ہے ہی نہیں۔ پس اب تیرے کہنے کے مطابق ضروری ہو گیا کہ مخلوق بھی قدیم ہو کہ اس سے پہلے بھی عدم نہ ہو۔"

ثبوت کے لئے اصل عبارت ترجمہ تنبیہ الانام میں ملاحظہ کریں۔ یہاں پر آیت اللہ آقائے شہرستانی کا جواب ضمناً درج ہوا ہے۔ اب ہم پھر ارشاد العوام کی عبارات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور رئیس مذہب شیخیہ محمد کریم خان کرمانی کی کتاب ارشاد العوام سے " نور" کے تمام طبقات کا بیان ہر ہر طبقہ کے عنوان کے تحت بیان کرتے ہیں جو ارشاد العوام میں صـ ۴۲ سے صـ ۴۸ تک پھیلا ہوا ہے۔ ہم ذیل میں ہر طبقہ کے عنوان کے تحت اس کا ترجمہ پیش کر کے صـ ۴۲ تا صـ ۴۸ اصل عبارت کا عکس یکجائی طور پر اس بیان کے بعد ہدیۂ قارئین کریں گے۔

نورِ اوّل

رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان محمد کریم خان کرمانی اپنی کتاب ارشاد العوام کے

۱۱ تا ۱۹ پر یوں رقم طراز ہے:۔

"پس اب جبکہ تم نے اس مطلب لطیف اور حکمت شریف کو سمجھ لیا ہے تو اب میں عرض کرتا ہوں کہ خداوند عالم کی صفات میں سے پہلی صفت اور اس کے نوروں میں سے نور اول اور اس کے کمالوں میں سے کمال اول حضرت خاتم النبیین صلوات اللہ وسلام علیہ ہیں اور اس بات پر سب مسلمانوں میں اجماع ہے۔ جیسا کہ سابق میں بیان کیا جا چکا ہے اور چونکہ وہ خداوند عالم سے نزدیک تر مخلوق ہیں اور انکی ذات مقدس اور خداوند عالم کے درمیان اور کوئی واسطہ نہیں ہے۔ پس وہ خداوند تعالیٰ کی صفت اعظم ہیں اور اس کے انوار میں سے نورانی تر نور اور اس کے کمالوں میں سے بزرگ تر کمال اور اس کے جمالوں میں سے شریف ترین جمال ہیں۔ پس جب یہ بات ہے تو ضروری ہے کہ **ان بزرگوار کے وجود شریف کا بھی کوئی نور** ہو۔ اور ان کی بھی ضیاء و کمال ہو اور اگر ایسا نہ ہو گا تو وہ بزرگوار خداوند عالم کی صفت نہیں کہلا سکتے۔"

مثالِ آفتاب

اپنے مذکورہ بیان کو مسلسل جاری رکھتے ہوئے ص۴۴ سطر ۲۰ ص۴۵ سطر ا تا ۲۰ و ص۴۶ سطر ۱ تا ۱۲ پر اپنے مذکورہ بیان کو مثال آفتاب کے ذریعہ اسطرح کھول کر بیان کرتا ہے:۔

"اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جب آفتاب (سورج) نکلتا ہے تو اس کی روشنی ہر اس چیز پر جو اس کے مقابل ہوتی ہے، پڑتی ہے اور اس جگہ کو روشن کر دیتی ہے۔ جیسے کہ وہ دیوار روشن ہو جاتی ہے جو سورج کے بالکل سامنے ہوتی ہے۔ اب اگر اس دیوار کے سامنے اور کوئی دیوار ہو تو اس میں شک نہیں ہے کہ آفتاب کی روشنی تو اس دیوار پر نہیں پڑیگی لیکن وہ بھی روشن ہو جائے گی اور اس مقابل کی دیوار کی روشنی اس دیوار کی روشنی سے ہو گی جس پر سورج کی روشنی پڑ رہی ہے پس چونکہ دیوار نے سورج سے فیض حاصل کیا ہے۔ خود نورانی ہو گئی ہے اور اس نے اتنا نور حاصل کیا ہے کہ دوسری دیوار کے لئے نور بخش اور فیض بخش ہو گئی ہے اور یہ بات میں نے کئی بار کہی ہے کہ چیزیں تین قسم کی ہوتی ہیں ایک تو

وہ ہوتی ہیں کہ انکا نور خود ان کے لئے بھی کفایت نہیں کرتا، اور وہ اپنے اظہار
میں دوسرے نور کی محتاج ہیں کہ وہ ان کو روشن و ظاہر کریں مثلاً آجر مثلاً اور
بعض چیزیں وہ ہیں کہ جن کا نور خود انکی ضرورت کے لئے کافی ہے، اور خود ان کو
ظاہر کر دیتا ہے لیکن وہ دوسروں کو ظاہر نہیں کر سکتا جیسے آگ کی انگیٹھی کہ وہ خود
تو ظاہر ہے لیکن کسی دوسرے کو ظاہر نہیں کر سکتی اور کوئی نور کسی دوسرے کو نہیں
بخش سکتی، اور بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ خود انکا نور خود انکی ضرورت سے
بہت زیادہ ہوتا ہے پس وہ خود کو بھی ظاہر کرتی ہیں اور دوسروں کو بھی نور بخشتی
ہیں اور دوسروں کو بھی ظاہر کرتی ہیں جیسے چراغ کہ وہ خود بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور
دوسروں کو بھی اپنے نور سے ظاہر کر دیتا ہے اور اس قسم کی اور کئی قسمیں ہوتی ہیں۔
یا تو اس کے نور کی قوت اس حد تک ہے کہ وہ ایک گھر کو روشن کر دے یا اس کے
نور کی قوت اتنی ہے کہ ایک محلہ کو روشن کر دے یا اس کے نور کی قوت اتنی ہے
کہ ایک شہر کو روشن کر دے یا اس کے نور کی قوت اس حد تک ہے کہ ایک ملک
یا ایک عالم کو روشن کر دے اور جتنا بھی اس چیز کا جوہر لطیف تر ہوتا چلا جائے
گا اور اس کی ذات کا نور بڑھتا چلا جائے گا وہ اتنا ہی زیادہ روشن والا اور درخشاں
ہو جائے گا اور زیادہ مکانات کو روشن کرے گا۔

اب تم تصور کرو کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خدا کا عظیم تر کمال ہیں اور
اس کے نوروں میں سے بزرگ تر نور ہیں۔ آیا وہ کس قسم کا نور ہونگے آیا وہ اس
جنس سے ہونگے کہ جس کا نور خود اپنے کو ظاہر کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ پس خدا
کا فیض وہیں پر منقطع ہو جائے گا اور اس کے بعد کسی شخص یا کسی چیز کو وہ نور
نہ پہنچے گا۔ جس طرح سورج کا نور سورج سے صحن خانہ میں پڑتا ہے اور صحن کا
نور کمرے کے اندر پہنچتا ہے اور اس کمرے کا نور دوسرے کمرے میں جو پہلے کمرے
کے اندر ہے، پہنچ جاتا ہے اور اسی طرح اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہاں پر
وہ تو اپنے مقام پر روشن ہے مگر آگے نور نہیں پہنچاتا۔ پس سورج کا نور وہاں جا
کر ختم ہو جائے گا اور منقطع ہو جائے گا۔

اب اگر نور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ اتنا ضعیف ہوگا کہ کسی دوسرے تک نہ پہنچے

اور کوئی نور بخشی اور نور تابی نہ کرے۔ پس اس طرح خدا کا کمال وہیں ختم ہو جائیگا اور **پیغمبر کے بعد کوئی مخلوق کوئی ملک کوئی صفت اور کوئی نور خدا کا نہ ہوگا۔** اور اس مطلب پر شیعہ راضی نہیں ہو سکتے۔ درانحالیکہ یہ بات بدیہی ہے کہ پیغمبر کے بعد بھی بہت خلق خدا ہے۔ پس پہلی قسم سے تو نور پیغمبر نہیں ہو سکتا اور خلق میں محتاج تر اور کثیف تر نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح اگر وہ دوسری قسم کا نور ہو تو کمال خدا وہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ پس یہ قسم بھی نہیں ہو سکتی پس وہ تیسری قسم کا نور ہوگا۔ اس کا اتنا نور ہوگا کہ خود کو کامل کرے اور ظاہر کرے اور دوسرے کو بھی نور پہنچائے جیسے چراغ اور آفتاب"۔

نورِ نورِ نورِ نورِ نورِ نورِ پیغمبر

اب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تو خدا کے نور سے پیدا ہوا لیکن پیغمبرؐ کے نور سے باقی مخلوق کس طرح پیدا ہوئی اسکی تفصیل بیان کرنے کے لئے اپنے مذکورہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے ص۴۶ سطر ۱۸ تا ۲۰، ص۴۷ سطر ۱ تا ۱۶ پر یوں لکھتا ہے کہ:۔

"پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ایسا ہونا چاہیئے کہ جو عالم امکان کو فروزندہ وتابندہ ودرخشندہ کرنے والا ہو پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ اول مخلوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں اور ان کے بھی نور ہے جس نے خدا کے کمال کے بقدر عالم کو پُر کر دیا ہے۔ پس اب ہم نورِ پیغمبرؐ کے بیان کی بات شروع کرتے ہیں اور جیسا کہ گذر چکا پھر عرض کرتا ہوں کہ نور پیغمبرؐ کا بھی ضروری ہے کہ نور ہو کیونکہ چراغ یا آفتاب سے پست تو نہیں ہے آفتاب کا نور بھی دس پندرہ مرتبہ نور ہے یعنی ایک کے اندر ایک کمروں میں دس پندرہ کمروں تک آفتاب کی روشنی پہنچ جاتی ہے۔ اگرچہ آخر میں جاکر بہت ہی ضعیف ہو جائے لیکن بہرحال آفتاب کے نور کا بھی نور ہے۔ اب یہ نہیں ہو سکتا کہ وہی پیغمبر کا نور ہو اور اس کے نور کا نور نہ ہو۔ اور اگر اس کے نور کا نور ہوگا تو یہ پہلے نور کے قوی ہونے کی دلیل ہوگا۔ اور صاحب نور اول جتنا ضعیف ہوگا اس کے نور کمتر ہوتے چلے جائیں گے۔ پس معلوم ہوا کہ پیغمبر کے نور کا بھی نور ہونا چاہیئے۔ اور اسی طرح پھر عرض کرتا ہوں کہ اس نور کے نور کے نور کے نور کے نور کے نور کی کوئی انتہا نہ

ہونی چاہیئے کیونکہ اگر ان کے نور کے نور کے نور کے نور کے نور کے نور کے نور کی انتہا ہو گئی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ خدا کا کمال ختم ہو گیا اور پھر ضرور نور اول بلکہ خدا ناقص ہو جائیگا اور چونکہ خدا ناقص نہیں ہے پس اس کا نور بے نہایت ہونا چاہیئے کیا تم نہیں دیکھتے کہ سورج جواب دس کمروں کو روشن کرتا ہے اگر اس کے نور کو دوگنا کر دیا جائے تو پھر یہ بیس کمروں کو روشن کرے گا اور اگر پھر اس کے دو گنے نور کو اور دوگنا کر دیا جائے تو وہ چالیس کمروں کو روشن کریگا۔ اور اگر اس کے نور کو بے نہایت کر دیا جائے تو پھر اس کا نور بے نہایت کمروں کو روشن کر دے گا۔ پس چونکہ خداوند عالم کا کمال بے نہایت ہے پس ضروری ہے کہ اس کے نوروں کی کوئی انتہا نہ ہو"

پیغمبر خاتم اوّلِ نورُ از نورُ خدا

اپنے بیان کو مسلسل جاری رکھتے ہوئے نور کے تمام طبقات کا بیان یعنی نورِ نورِ نورِ نورِ نورِ نورِ نورِ پیغمبر کی تفصیل و تشریح ص۴۷ سطر ۱۴ تا ۱۸ پر اس طرح بیان کرتا ہے :۔

"پس سب سے پہلا نور جو نورہائے خداوندی میں سے اس کے ملک میں چمک رہا ہے اور ظاہر ہو رہا ہے وہ نورِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ ہے۔ جس پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے اور چونکہ باجماع شیعان اہل بیت کا نور بھی اسی کے نور سے ہے پس وہ بھی اسی کے نور سے ہیں"

نورُ دوئم نورُ انبیاءٔ

پھر اپنے مذکورہ بیان کو مسلسل جاری رکھتے ہوئے انبیاء کے نور کی خلقت کا بیان ص۴۷ سطر ۱۸ تا سطر ۲۰ اور ص۴۸ سطر ۱ پر اس طرح بیان کرتا ہے :۔

"اور دوسری مخلوق جو پیغمبر کے نور سے پیدا ہوئی۔ وہ پیغمبروں کا نور ہے۔ چونکہ صاحبان مذاہب کا اجماع ہے اس بات پر کہ انبیاء تمام رعایا سے اشرف ہوتے ہیں۔ اور وہ خدا کی حجت ہیں اس کی رعیت پر پس انبیا کا نور رعیت کے نور سے پہلے ہے اور وہ ہمارے پیغمبر کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اس پر بھی تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام دوسرا نور

ہیں رُجو پیغمبرؐ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔"

نورِ سوئم۔ نورِ انسان

پھر اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے ص۲۸ سطر ۱ تا ۲ پر انسان کے نور کی خلقت کا بیان یوں کیا "انبیاء کے بعد انسان اشرف المخلوقات ہے اس پر نص قرآن شاہد ہے اور ت کا اس پر اجماع ہے کہ انسان سے اشرف اور کوئی دوسری مخلوق نہیں ہے۔ پس انسان نور سوئم ہیں۔"

نورِ چہارم نورِ جن"

پھر اپنے بیان کو مسلسل جاری رکھتے ہوئے ص۲۸ سطر ۲ تا ۶ پر جنوں کی خلقت کا بیان یوں کیا ہے "اب رہے جن تو وہ چوتھے نمبر کے نور ہیں کیونکہ باتفاق انسان کے بعد جن کل مخلوق سے اشرف ترین ہیں اور جن صاحب نفس ناطقہ ہے اور فی الجملہ صاحب علم وحلم و ذکر و فکر ہو سکتا ہے۔ پس وہ حیوان سے اشرف ہے اور چوتھے رتبہ کا مالک ہے۔"

اس مقام پر مصنف احسن العقائد اپنے ص۱۲ کے اس فقرے پر غور کریں کہ ہر نفس کے لئے جسم کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا وہ یہاں پر ہر نفس کا جسم ملاحظہ کریں۔ اس طور پر کہ نفس نامیہ نباتیہ نباتات کے جسم میں، نفس حسیہ حیوانیہ حیوانات کے جسم میں، نفس ناطقہ قدسیہ جنوں کے جسم میں اور نفس کلیہ الٰہیہ یا نفس کلمۃ الٰہیہ انسانوں کے جسم میں۔ اب چاروں نفس ختم ہو گئے اور کوئی نفس فرمودہ امیرالمومنین میں سے باقی نہیں رہا۔ لہٰذا اب کسی پانچویں نور کا نفس کہاں سے لائیں گے۔

نورِ پنجم۔ حیوانات

(یعنی گدھوں، کتوں اور سوروں وغیرہ) کا نور

پھر اپنے بیان کو مسلسل جاری رکھتے ہوئے ص۲۸ سطر ۶ تا ۸ پر حیوانات کی خلقت بیان یوں کرتا ہے۔

"جنوں کے بعد حیوانات کا نمبر ہے اور حیوان صاحب نور پنجم ہے اور باتفاق حیوان جنوں سے پست تر ہیں۔ لیکن گھاس سے شریف تر ہے۔ پس حیوان رتبہ پنجم میں نور ہے۔"

نورِ ششم گھاس کا نور

پھر اپنے بیان کو مسلسل جاری رکھتے ہوئے ص۴۸ سطر ۸ تا ۹ پر نباتات کی خلقت کا بیان بایں الفاظ کرتا ہے:۔

"حیوانوں کے بعد گھاس کا مقام ہے اور گھاس چھٹے نور میں واقع ہے۔ اور وہ نور ششم سے خلق ہوا ہے۔"

نورِ ہفتم نورِ جمادات

پھر اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے ص۴۸ سطر ۹ تا ۱۰ پر جمادات کی خلقت کا بیان یوں ہے
"گھاس (نباتات) کے بعد جمادات کا نمبر ہے اور وہ صاحب نور ہفتم ہے اور وہ ساتویں نمبر پر خلق ہوئے ہیں۔"

کریم خان کرمانی کی اصل عبارت کا عکس از ص۴۴ تا ص۴۸ حسبِ ذیل ہے۔

بیان چہارم

این مطالب لطیف و حکمت شریفه را ... که اول صفت
از صفات خداوند عالم و اول نور از نورهای او و اول کمال از کمالهای او حضرت
خاتم النبیین است صلوات الله و سلامه علیه باجماع مسلمین چنانکه سابق بر
این بیان شده است و چون نزدیکتر خلق است بخداوند عالم و میان ذات
مقدس او و خداوند عالم دیگر واسطه نیست پس او اعظم صفات خداوند است
و نور انیتر نورهای ... کمالهای او و شریف ترجمالهای او ... چون
چنین است باید از برای وجود شریف آن بزرگوار هم نوری ... و کمال
وضیائی باشد که ... باشد آن بزرگوار صفت خداوند عالم نتواند بود مثال
این حکایت آنکه آفتاب چون طالع شود بر هر جا که مقابل او ...
... آنجا را ... مانند دیوار مقابل آفتاب که روشن میشود ...

اگر دیواری در دنیا [illegible] دیوار [illegible] که آفتاب بر آن نمی‌تابد
ولی آنهم روشن [illegible] چون که
آفتاب فیض بخشی کرد نورانی شد و آنقدر [illegible] دارد که نور بخشی [illegible]
بخشی هم شد و [illegible] عرض کردم که چیزها سه جوره‌اند بعضی نور آنها کمتر
از حد آنهاست و آنها محتاجند در پیدائی بنوری دیگر که آنها را روشن
وظاهر کند مثل آجر مثلاً و بعضی هستند که نور آنها بقدر آنهاست پس خود
آنها را ظاهر دارد و لکن ظاهر کنندهٔ غیر نتواند شد مثل جمرهٔ آتش که
خودش پیداست ولکن غیر را نمیتواند ظاهر کند و نوری بآن ببخشد وبعضی
چیزها هستند که نور آنها از حاجت خود آنها زیاده است پس خود را ظاهر
دارند ونور بخشی بغیر هم میکنند و غیر را هم ظاهر میسازند مانند چراغ که
خود او ظاهر و غیر را [illegible] ظاهر میسازد و این جور دیگر چند جور میشود
یا قوت نور او بحدی است که خانه را روشن دارد یا قوت او بحدی است که
محلهٔ را روشن میکند [illegible] قوت او بحدی است که شهری را یا اقلیمی را یا عالمی
را روشن میکند [illegible] جوهر او لطیفتر میشود و نور ذات او بیشتر میشود
فروزان تر [illegible] گردد ومکانهای بیشتر را روشن میکند حال تصور کن
که حضرت پیغمبر [illegible] الله علیه و آله که عظیم تر کمالهای خداست وبزرگتر
نورهای اوست [illegible] باشد آیا از آن جنس باید باشد که نور او
بقدر کفایت پیدائی خود اوست پس فیض خدا همانجا منقطع بشود و دیگر
بهیچکس وهیچ چیز نرسد مثل آنکه نور آفتاب از آفتاب بصحن خانه میافتد
و نور صحن خانه باوطاق میافتد و نور اوطاق به اوطاقی که در اندرون آن
اوطاق است میافتد وهمچنین تا بجائی میرسد که آنجا خودش فی الجمله روشن
است ولکن نوری ندارد که باوطاقی دیگر دهد پس نور آفتاب آنجا تمام میشود
ومنقطع میگردد حال اگر نور پیغمبر صلی الله علیه و آله آن قدر ضعیف باشد
که بغیر دیگر هیچ نرسد و هیچ نور بخشی ونور تابی نکند پس [illegible] است که
[illegible] خدا همان جا بنهایت برسد ودیگر خدا را بعد از پیغمبر خلقی وملکی
و صفتی و نوری نباشد و باین مطلب شیعه راضی نمیشود و انگهی که بدیهی
است که بعد از پیغمبر هم خلق بسیار است پس از قسم اول که نباید باشد
ومحتاج تر خلق و کثیفتر خلق که نباید باشد وهمچنین از قسم دویم هم اگر
باشد باید کمال خدا از آنجا نگذرد پس این قسم هم که نشد باید از قسم سیوم

[illegible] باشد که خود را کامل کند و ظاهر نماید و بغیر هم
برساند مانند چراغ [illegible] آفتاب و ازهمین جهت خداوند آن [illegible]
سراج نامیده و آفتاب خوانده یعنی چراغ فروزندهٔ عالم امکان و آفتاب تابندهٔ
ملک خداوند و اگر نه چنین بودی بایستی که خدا را بهمان طور خواند و بهمان
سیاق شناخت چه [illegible] ببرهان ثابت کردیم پیش از این که آن بزرگوار صفت
خداست و خدا را باو [illegible] آن شناخت پس چون چنین ناقص بودی صفت خدا
ناقص بود پس ناقص صفت خدا بودی نعوذ بالله بلکه صفت خداوند کامل است
و کامل صفت اوست پس نور پیغمبر صلی الله علیه و آله باید فروزنده و تابنده
ودرخشندهٔ عالم امکان [illegible] پس چون ثابت شد که اول مخلوق پیغمبر [illegible]
چرا نوری نیست که [illegible] تابش عالم را بقدر کمال خدا پس نقل کلام در نور او
باز میکنیم و چنانکه [illegible] باز عرض میکنیم که نور پیغمبر را [illegible]
هم باید نوری باشد چه [illegible] به پست تر از آفتاب و چراغی که پست آفتاب را
ده پانزده مرتبه نور هست یعنی ده پانزده اوطاق تو بر تو را اقلا نور میدهد
اگرچه در آخر بسیار [illegible] شود ولی نوری دارد حال نمیشود که همان پیغمبر
را نور باشد و نور [illegible] نور نباشد وانگهی که اگر نور را نوری باشد دلیل
قوت صاحب نور اول [illegible] وهرچه صاحب نور اول ضعیف باشد نورهای او کمتر
میشود پس معدوم شد [illegible] نور پیغمبر را هم باید نوری باشد و همچنین نور نور
او را باز باید نوری باشد وهمچنین پس باز عرض میکنم که باید نوری و نور نور
و نور نور نور او را وهمچنین نهایت نباشد چرا که اگر او را نهایتی باشد بایست
که کمال خدا را نهایتی باشد و بایست نور اول بلکه خدا ناقص باشد و چون
خدا ناقص نیست باید نورش بی نهایت باشد نمی بینی که آفتاب که حال ده
اوطاق را روشن میکند اگر آفتاب دومساوی اینکه نوردارد نورمیداشت بیست
اوطاق را روشن میکرد و اگر باز نورش دومساوی میشد هر اینه چهل اوطاق را
روشن میکرد وهمچنین اگر نورش بی نهایت شود اوطاقهای بی نهایت را روشن
میکند پس چون خداوند عالم کمالش بی نهایت است پس باید نور های او را
نهایت نباشد پس اول نور از نورهای خداوند که در ملک او هویداست نور پیغمبر
است صلی الله علیه و آله [illegible] اجماع مسلمانان و چون اهل بیت او هم از نور او بخلقت
باجماع شیعیان پس ایشان هم از نور او شدند و دویم خلقی که از نور او پیدا
شد نور پیغمبران است چرا که باجماع صاحبان ملت پیغمبران اشرف از همه

نور آنها سابق است بر نور و عقل رعیت میباشند و حجت خدایند

و آنها مساوی پیغمبر ما نیستند باجماع مسلمانان پس آنها نور دوم مند و بعد از آنها انسان اشرف مخلوقات است بنص آیۂ قرآن واجماع عقلا که اشرف از انسان خلقی دیگر نیست پس ایشان نور سیومند واما جن نور چهارم است چرا که باتفاق بعد از انسان جن شریفتر از کل مخلوق است وجن صاحب نفس ناطقه است فی الجمله و صاحب علم وحلم و ذکر و فکر میتواند بود پس آن اشرف از حیوان است وصاحب رتبۂ چهارمند وبعد از آنها حیوان است وصاحب نور پنجم است و باتفاق حیوان پست تر از جن است و شریفتر از گیاه است پس حیوان در رتبۂ پنجم است و بعد از آنها مقام گیاه است و گیاه صاحب نور ششم است و از نور ششم خلق شده است و پس از آنها جماد است و ان صاحب نور هفتم است و در رتبۂ هفتم خلق شده است و بعد از جماد مقام شبح جماد است

"آیت اللہ آقائے شہرستانی کا طنزیہ جواب"

حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام آقائے السید محمد حسین المرعشی الشہرستانی نے اپنی کتاب تنبیہ الانام میں جس کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ایراد چہل و دوم میں اختصار کے ساتھ ان ساتوں نوروں کے بیان کا جو جواب دیا ہے وہ بطور ایک طنز و طعن کے ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"جناب عالے نے ملائکہ کو اپنی اس فہرست میں شامل نہیں فرمایا ہے۔ حالانکہ سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ جنوں کی نسبت زیادہ بزرگ اور اشرف ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سرکار عالی سے اس مقام پر بھول ہو گئی ہے۔ ہاں۔ اس بات میں بھی کچھ شک نہیں ہے کہ دروغ گو (جھوٹا) کم حافظہ ہوا کرتا ہے"

آیت اللہ آقائے شہرستانی کا یہ جواب ہم نے اس مقام پر اس لئے درج کیا ہے تاکہ ہمارے قارئین کو معلوم ہو جائے کہ فرشتوں کا نام ہم نے ان انوار کی فہرست سے نہیں نکالا ہے۔ دوسرے روسائے شیخیہ کی دُر فطنیوں کے مقابلہ میں آقائے شہرستانی کے مختصر اور پُر از طنز جواب سے لطف اندوز ہو سکیں۔ آپ نے سالم کتاب تنبیہ الانام اسی طرح اختصار اور پُر از طنز انداز میں لکھی ہے۔ اصل کتاب کی طرف رجوع کریں۔

بہرحال رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان سے تو بھول کی وجہ سے فرشتوں کے نور کی تخلیق کا

ذکر چھوٹ گیا ہے مگر رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا موسیٰ اسکوئیؒ نے احقاق الحق میں اور شیخ احمد احسائیؒ نے اپنی کتاب شرح فوائد اور دوسری کتابوں میں پورے آٹھ کے آٹھ طبقات کے نور کی تخلیق کا بیان تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ جس کو ہم آئندہ سطور میں اختصار کے ساتھ مدیۂ قارئین کرتے ہیں تاکہ پیروان شیخیہ احقاقیہ کویت یہ نہ کہیں کہ شیخیہ احقاقیہ کویت یا شیخ احمد احسائیؒ نے اس طرح سے نہیں کہا ہے۔

مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کے سربراہ مرزا موسیٰ اسکوئیؒ اور شیخ احمد احسائیؒ کا نور کے آٹھوں طبقات کی تخلیق کے بارے میں بیان

اگرچہ مرزا موسیٰ اسکوئیؒ مصنف احقاق الحق نے اور شیخ احمد احسائیؒ نے پورے آٹھ کے آٹھ طبقات کے نور کی تخلیق کا بیان لکھا ہے۔ مگر ان دونوں حضرات نے بھی انسانوں کے بعد جنوں کا نور اور جنوں کے نور سے فرشتوں کا نور پیدا ہونا دکھایا ہے اور جیسا کہ آیت اللہ شہرستانی نے تحریر فرمایا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک فرشتے جنوں سے افضل ہیں۔ دوسری بات جو فرق کی ہے وہ یہ ہے کہ موسیٰ اسکوئیؒ اور شیخ احمد احسائیؒ کے یہاں تو خدا کے نور میں سے شعاع کی صورت میں محمد و آل محمد کا نور نکلا پھر محمد و آل محمد کے نور میں سے شعاع کی صورت میں انبیاء کا نور نکلا پھر انبیاء کے نور میں سے شعاع کی صورت میں مومن انسانوں کا نور نکلا اور مومن انسانوں کے نور میں سے شعاع کی صورت میں مومن جنوں کا نور نکلا۔ پھر مومن جنوں کے نور میں سے شعاع کی صورت میں فرشتوں کا نور نکلا۔ پھر فرشتوں کے نور میں سے شعاع کی صورت میں مومن حیوانات (یعنی مومن گدھوں، مومن کتوں، مومن سوروں وغیرہ) کا نور نکلا۔ پھر مومن حیوانات کے نور میں سے شعاع کی صورت میں مومن نباتات (یعنی مومن کیکر، مومن پیپل، مومن شیشم) وغیرہ وغیرہ کا نور نکلا پھر مومن نباتات کے نور میں سے شعاع کی صورت میں مومن جمادات کا نور نکلا مگر ہر مومن کی دیوار کے پچھواڑے چونکہ اندھیرا تھا اس اندھیرے سے ہر طبقہ کے (کافر) پیدا ہوئے۔

لیکن محمد کریم خان کرمانی نے اپنی کتاب ارشاد العوام میں مومن و کافر کی تمیز کے بغیر

ہر طبقہ کے نور کا بیان کیا ہے۔
بہر حال مذکورہ بیان اختصار اور خلاصہ ہے رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا موسیٰ
اسکوئی اور شیخ احمد احسائی کے بیانات کا۔ مگر اس غرض سے کہ پیروان شیخ احمد احسائی اور مریدان
شیخیہ احقاقیہ کویت کہیں یہ نہ کہنے لگ جائیں کہ کوئی ثبوت تو دیا ہی نہیں لہذا انکی کتابوں
سے مع حوالہ و عکس انکا بیان ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

مرزا موسیٰ اسکوئی کی "احقاق الحق" کا بیان

مولانا محمد بشیر صاحب انصاری اپنے ایک مکتوب میں جو گلدستہ مودت میں شائع ہو چکا
ہے، تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنی کتاب حقائق الوسائط جلد دوم میں ان ہی بزرگوں
کے عقائد کی تائید اور دلائل عقلیہ سے تسدید کی ہے اور ان کے پاس شیخ احمد احسائی کی
شرح زیارۃ اور ان کے ایک شاگرد کی کتاب احقاق الحق موجود ہے۔ یعنی مولانا موصوف
نے جداگانہ نوع کے عقیدہ کو مذکورہ کتاب سے اختیار کر کے پاکستان میں تبلیغ کی ہے۔
آیئے دیکھتے ہیں کہ مؤلف احقاق الحق کیا فرماتے ہیں۔
مولف احقاق الحق مرزا موسیٰ اسکوئی اپنی کتاب کے ص۲۷۴ پر یوں لکھتے ہیں:۔

"اب ہم جو بات ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ہم کہتے
ہیں کہ اس مسئلہ میں (جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ حکماء کے قول سے کیا کیا مفاسد لازم
آتے ہیں) حق بات یہ ہے کہ جو شیخ احمد احسائی نے بیان کی ہے کہ یہ آٹھوں طبقات
و مراتب ایک دوسرے کے مرتبہ میں شریک نہیں ہیں اور نہ ہی یہ ایک دوسرے کے
مادہ میں شریک ہیں اور نہ ہی نچلے طبقہ کی مخلوق اوپر کے طبقہ کی مخلوق کے مرتبہ
و مقام کی حامل ہے اور ان طبقات کے درمیان کوئی ربط نہیں ہے۔ سوائے اس کے
کہ اوپر کے طبقہ کی مخلوق نچلے طبقہ کی مخلوق کے لئے علت فاعلی ہے اور نچلے طبقہ
کی مخلوق اوپر کے طبقہ کی معلول ہے یعنی اوپر کے طبقہ کی شعاع نچلے طبقہ کی مخلوق
کے لئے علت مادی ہے اور یہ اوپر کے طبقہ سے مرتبہ میں ستر درجہ پست ہے
جیسا کہ معلول یا مخلوق کی شان ہوتی ہے، علت یعنی خلق کرنے والی کی نسبت سے اور
منیر کی نسبت ہوتی ہے نور سے اور موثر کی نسبت ہوتی ہے اثر کے ساتھ اور یہ

ترتیب اور مخلوق کے مختلف طبقات کی اس طرح پر خلقت کے نظریہ کا نام شیخ احمد احسائی کے نزدیک "السلسلۃ الطولیہ" ہے یعنی ہر طبقہ کی مخلوق دوسری مخلوق کی نسبت طول میں ہے عرض میں نہیں ہے جیسا کہ حکماء نے کہا ہے اور شعاع مرتبہ مخلوق طبقہ اعلیٰ نچلے درجے کی مخلوق کے لئے علت کی حیثیت رکھتی ہے اور اس قول سے کسی طرح بھی نہ تو کوئی اشکال باقی رہتا ہے اور نہ اس میں کوئی عیب ہے"

مرزا موسیٰ اسکوئی کی احقاق الحق کی اصل عبارت کا عکس ص۲۷۷ سے حسب ذیل ہے :-

وبالجملة فلنرجع الى ما نحن بصدده ونقول : ان الحق في المسئلة لما ذكر من المفاسد اللازمة على قول الحكماء ، هو ما قال به الشيخ الاوحد من عدم شراكة المراتب الثانية ؛ وعدم اتحادها في الطينة ، وعدم وجود للمرتبة السافلة في مقام المرتبة العالية ؛ ولا ربط بينهما الا بالعلية والمعلولية، يعني شعاع المرتبة العالية علة مادية للمرتبة السافلة ، وهي انزل من العالية بسبعين مرتبة ، كما هو شأن المعلول بالنسبة الى علته ، والنور الى منيره ، والاثر الى موثره ؛ ويسمى هذا عند الشيخ الاوحد: « السلسلة الطولية »، يعني كل مرتبة في طول الاخرى لا في عرضها ، كما ذكر الحكماء ، وشعاع العالي علة للسافل ؛ ولا يلزم من القول به عيب ولا اشكال بوجه ، الإعلى

پھر موسیٰ اسکوئی اپنی کتاب احقاق الحق کے ص۲۷۶ پر اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں :-

"اور بالجملہ بات یہ ہے کہ ہر مرتبہ اور ہر طبقہ کا مومن اپنے سے اوپر کے طبقہ کی مخلوق کے نور کی شعاع سے خلق ہوئی ہے اور اوپر کے طبقہ کی مخلوق کے نور کی شعاع نچلے طبقہ کی مخلوق کے لئے مادہ ہے۔ سابقہ ترتیب کے ساتھ حقیقۃ المحمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے لیکر جمادات تک یہی صورت ہے اور اور ہر طبقہ کے کافر انسان سے لے کر جمادات تک اُس طبقہ اور مرتبہ کی مخلوق کے نور کے عکس اور سائے سے پیدا ہوئے ہیں کیونکہ تمام طبقات اور مراتب میں ہر طبقہ عالی میں نور ہے لیکن وہی طبقہ عالی طبقہ سافل کا منیر ہے اور نور دینے والی چیز (منیر) میں نور بھی ہوتا ہے، اور ظل (یعنی عکس سایہ یا اندھیرا) بھی، روشنی بھی ہوتی ہے اور سایہ بھی جو کہ نور کا عکس ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورج کا نور ہے، اور وہ اس کی شعاع ہے، اور اس کا

سایہ بھی ہوتا ہے۔ کثیف اشیاء پر چمکنے کی وجہ سے۔ یا جیسے کہ چراغ ہوتا ہے اس کے بھی نور ہوتا ہے، اس کے بھی روشنی ہوتی ہے اور ظلمت بھی یعنی اندھیرا بھی پس نور سے تو ہر (طبقہ کے) مومن پیدا ہوئے اور وہ مومن کی شعاع سے ہے اور سایے سے کافر خلق ہوئے۔

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کی اصل عبارت کا عکس ص ۲۷۶ حسب ذیل ہے:-

وبالجملة فالمؤمن من كل مرتبة خلق من شعاع نور العالى ، وشعاع نور العالى مادة السافل على الترتيب السابق من [illegible] صلى الله عليه وآله الى الجمادات ، واما الكافر من كل مرتبة من الانسان الى الجماد خلق من عكس وظل تلك المرتبة ، لأن كل مرتبة وان كل نورا للعالى لكنه منيرا للسافل ، والمنير له نور وظل ، الذي هو عكس المنور ، كالشمس لها نور وهو الشعاع ، ولها ظل بواسطة أشراقها على الكثيف ، وكالسراج له نور وظلمة ، خلق من النور وهو الشعاع المؤمن ، ومن الظل الكافر ۔

پھر ص ۲۷۷ پر شیخ احمد احسائی کے مذکورہ فلسفہ کی تائید کے لئے ایک احتمال کا سہارا لیتے ہوئے شیعہ اور مومن کی طینت کے بیان کو انبیاء سے لے کر جمادات تک آثار لایا ہے اور شیعہ کو شعاع سے مشتق قرار دے کر انبیاء سے لیکر جمادات تک تمام طبقات کی مخلوق کو شیعہ بنا دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

"اور رفع اشکال کے لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس بات کا احتمال ہے کہ سابقہ اخبار و روایات میں جو شیعہ اور مومن کی طینت کا ذکر آیا ہے وہ (شیعہ انسانوں کے ساتھ مخصوص نہ ہو بلکہ) عام ہو اور اس سے مراد انبیاء سے لے کر جمادات تک کے سب مومن مراد ہوں نہ کہ صرف انسان اور انبیاء کے لئے مختص سمجھا جائے (یعنی چونکہ شیعہ شعاع سے مشتق ہے لہٰذا انبیاء سے لے کر جمادات تک کے تمام شیعہ مراد ہوں گے (یعنی شیعہ نبی۔ شیعہ انسان، شیعہ فرشتے، شیعہ جن، شیعہ حیوان (یعنی شیعہ گدھے شیعہ اُلو وغیرہ) اور شیعہ نباتات اور شیعہ جمادات) پس اس طرح سے اخبار و روایات اس حال میں ترتیب طولی پر دلالت کرتے ہوئے نظر آئیں گے جس طرح سے کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اور اگر تفصیل سے دیکھنا ہو تو تمہیں چاہیے کہ شیخ احمد احسائی کی تصنیف کردہ کتاب فوائد کا چودھواں فائدہ غور سے پڑھیں تو تمہیں کافی و وافی طور پر تسلی ہو

جائے گی کہ اس میں سلسلۃ الطولیہ کا بیان چہاردہ معصومین علیہم السلام سے لیکر جمادات تک ترتیب طولی کے طور پر تفصیل سے بیان کیا ہے"۔

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے ص۲۷۷ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے:۔

ويحتمل ان يقال في رفع الاشكال بأن المراد من الشيعة والمؤمنين في الاخبار السابقة ما يعم كل المراتب من الانبياء الى الجمادات ، لا مايختص بالانبياء والانسان ، فالاخبار السابقة حينئذ تدل على الترتب الطولي على نحو المذكور ؛ وعليك بالفائدة الرابعة عشر من الفوائد (١) الذي صنفها الشيخ الاوحد الاحسائي (قده) تراها مستوفية لبيان السلسلة الطولية والترتب الطولي من المعصومين الاربعة عشر الى الجمادات .

اس کے بعد موسیٰ اسکوئی نے احقاق الحق کے ص۲۷۹ پر شیخ احمد احسائی کی شرح فوائد کے صفحہ نمبر ۲۹۲ سے ص۲۹۵ تک تحریر شدہ چودھویں فائدہ کو نقل کیا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

"اب ہم اتمام حجت کے طور پر اور دلائل کی تکمیل کے لئے خود شیخ احمد احسائی کی کتاب الفوائد (ص۲۹۲ تا ص۲۹۵) کے چودھویں فائدہ کی اصل اور عین عبارت کو نقل کرتے ہیں۔ شیخ احمد احسائی نے کہا ہے کہ":۔

"معلوم ہونا چاہیئے کہ اکثر فلاسفہ اسلام اور علمائے ملل نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ تمام موجودات ایک ہی مادہ سے خلق کی گئی ہے اور ان میں جو اختلاف پایا جاتا ہے وہ ان کے تعینات اور تغیرات کی بنا پر ہے اور مبدء سے نزدیکی اور دوری کی وجہ سے ان کے مراتب میں فرق واقع ہوا ہے۔ جس طرح ایک چراغ کے نور کے مراتب میں چراغ سے نزدیکی اور دوری کی بنا پر فرق ہوتا ہے۔ پس نور میں اور حرارت میں وہ حصہ زیادہ قوی تر ہوگا جو چراغ سے زیادہ قریب ہوگا اور نور میں اور حرارت میں وہ حصہ زیادہ ضعیف ہوگا جو چراغ سے جتنا دور واقع ہوگا اور اسی طرح اس کے درمیان کا حال اسی دوری اور نزدیکی کی نسبت سے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے صرف ایک وجود کو خلق کیا نہ کہ اور کسی چیز کو اور وہ سب سے اول مخلوق ہے جس کو خداوند تعالیٰ نے خلق فرمایا ہے اور وہ وہ پانی ہے جس کا ذکر قرآن و احادیث میں آیا ہے۔

پس اس مادہ میں سے جو بہترین حصہ تھا اس سے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے

... خلق فرمایا پھر اس مادہ میں سے جو کچھ باقی بچ رہا اس کے بہترین حصہ سے
... علیہم السلام کے انوار کو خلق فرمایا پھر جو کچھ باقی بچ رہا اس کے بہترین
... سے انسانوں میں کے مومنوں کے انوار کو خلق فرمایا پھر اس کے بعد جو کچھ مادہ
... باقی بچا اس کے بہترین حصہ میں سے مومن جنوں کو خلق فرمایا پھر اس کے بعد جو
... مادہ بچا اس کے بہترین حصہ میں سے ملائکہ کو خلق فرمایا۔ پھر اس کے بعد جو مادہ بچ
... اس کے بہترین حصہ میں سے حیوانات کو خلق فرمایا پھر اس کے بعد جو مادہ بچ
... اس کے بہترین حصہ میں سے نباتات کو خلق فرمایا پھر اس کے بعد جو مادہ بچ رہا۔
... اس کے بہترین حصہ سے معادن کو خلق فرمایا پھر اس کے بعد جو مادہ بچ رہا اس
... جمادات بنا دیا۔
... رہ گئے کافر انسان اور کافر جن اور شیاطین اور مسوخ اور کڑوی کسیلی نباتات
... اور خراب زمین پس یہ ان کے انوار کے عکس اور سائے سے پیدا ہوئے۔ اور اس
وحدت مادہ کے لئے سب کی خلقت کے بارے میں ظاہر اخبار
میں۔ یہاں تک کہ چند سطور کے بعد لکھتا ہے کہ۔ اور یہ بات غلط ہے اور باطل ہے۔"
... سکوئی کی کتاب احقاق الحق کی اصل عبارت ص ۲۷۹ سطر ۸ تا ۲۱، ص ۲۸۰ سطر ۱ تا ۲ کا
حسب ذیل ہے۔

ونذكر عين عبارة الشيخ عطر الله رمسه من الفائدة الرابعة عشر من
الفوائد (۱) اتماما للحجة واكمالا للمحجة - قال : اعلم ان الوجود
... ذهب اكثر الحكماء والعلماء من أهل الملل واهل النحل الى ان هذه
الموجودات المتكثرة المتعددة المختلفة كلها من طينة واحدة ، وانما اختلفت
باختلاف معيناته وتغايرها ، وتكثر بتكثر مراتبه من جهة القرب الى المبدء
والبعد ، كما تكثرت مراتب نور السراج الواحد من جهة قربه من السراج
وبعده ، فاقواها نورا وحرارة ما كان اقرب الى السراج ، واضعفها نورا
وحرارة ما كان ابعد منه ، وما بينهما بالنسبة ، فانه تعالى خلق الوجود
... وهو اول ما ... الله عز وجل ، وهو الماء المذكور في القرآن
والاحاديث ، فخلق من ... ته نور محمد صلى الله عليه وآله واهل بيته
عليهم السلام ، ثم خلق ... صفوة الباقي انوار الانبياء عليهم السلام ، ثم
... من صفوة الباقي أنوار المؤمنين من الانس ، ثم المؤمنين من الجن ،

ثم الملائكة ، ثم الحيوانات ، ثم النباتات ، ثم المعادن ، ثم الجمادات • واما
الانس الكفار والجن النار ، والشياطين والمسوخ ، والنبات المر والارض
السبخة ، فمن عكوسات اولئك الانوار واظلتهم • ولهم على وحدة طينة
هؤلاء المتكثرين ظواهر الاخبار • • • » الى ان قال بعد اسطر :
« وهذا غلط وباطل

(۱) كتاب شرح الفوائد للشيخ الاوحد (قدس سره) صفحة (۲۹۲ — ۲۹۵
الطبعة الثانية — (ایران — ۱۲۷٤) •

اس کے بعد موسیٰ اسکوئیؒ نے وہ بات جو شیخ احمد احسائیؒ کے نزدیک درست ہے اس
احقاق الحق کے ص ۲۸۰ - ۲۸۱ پر یوں بیان کیا ہے :-

"اور حق بات یہ ہے کہ وجود ممکن نہ تو رتبہ ذاتی میں متحد ہے اور نہ ہی رتبہ تنزلی میں جیسا
کہ اکثر نے بیان کیا ہے کہ رتبہ تنزلی میں تعدد۔ چراغ کے نور کے تعدد تنزلی کے مانند
ہے لیکن ان کا رتبہ ذاتی ایک ہی ہے۔ پس ہمارا قول یہ ہے کہ :-
یہ وجودات ممکنات رتبہ ذاتیہ میں متحد نہیں ہے، اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ سب سے
اول رتبہ خلق اول کے ساتھ مختص ہے اور جو بعد میں خلق ہوئے۔ اس میں ان کا کوئی
حصہ نہیں ہے۔ سوائے علت و معلولیت کے ربط کے۔ پس وہ وجود جس سے عقل خلق
ہوئی ہے اس سے نفوس خلق نہیں ہوئے نہ تو اس مادہ کے بہترین حصہ سے اور نہ
اس کے باقی بچے ہوئے حصہ سے۔ لیکن نفوس اس چیز کے اثر سے خلق ہوئے ہیں
کہ جس سے عقول خلق ہوئیں یعنی وہ اس چیز کی شعاع سے خلق ہوئی جس سے عقل
خلق ہوئی تھی اور اس کی مثال یہ ہے کہ :-
دیوار کے اوپر سورج کے پڑنے والی شعاعیں جرم شمس کے ظہور سے پیدا ہوتی ہیں
اور اس دیوار کے مقابل جو دیوار ہوگی اس کی شعاعیں پہلی دیوار کی شعاعوں کے نور
کی شعاع ہوگی۔ اور اس روشن و منور و مستنیر دیوار کے مقابل کی روشن و منور و
مستنیر دیوار کے مقابل جو دیوار ہوگی۔ اس کی شعاعیں اس سے پہلی دیوار کے
نور کی شعاعیں ہونگی ۔
((یعنی سورج کی شعاعیں ایک سامنے والی دیوار پر پڑی تو وہ روشن ہوگئی
اب یہ روشن دیوار مستنیر و نور ہوگئی۔ اب اس دیوار سے دوسری مقابل کی دیوار

پر نور کی چھوٹ پڑی تو اس سے پہلی دیوار تو مستنیر یعنی نور بخش ہو گئی اور دوسری دیوار مقابل کی پہلی دیوار کی شعاعوں سے نور بن گئی۔ اب اس دوسری دیوار کی حیثیت مستنیر کی ہو گئی یعنی یہ دیوار نور بخش ہو گئی اور اس کے جو مقابل اور دیوار ہو گی۔ اس پر جو اس دیوار کی شعاعیں پڑیں گی تو وہ دوسری دیوار کی شعاعوں سے نور بن جائیگی۔ تشریح از ناقل))

اسی طرح تمام مراتب وجود کا حال ہے۔ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے لے کر مٹی تک ہر طبقہ کی مخلوق جو سابق ہو گی اور بلند طبقہ کی ہو گی وہ تو منیر ہو گی اور جو مخلوق بعد کے طبقہ سے متعلق ہو گی وہ اس کی شعاع ہو گی۔ نور ہو گی اور ہر نور اپنے سابق کے منیر سے ستر درجے پست تر مرتبہ میں ہو گا۔"

یہاں تک کہ بیان کیا کہ: "سب سے پہلے خداوند تعالیٰ نے جس چیز کو خلق فرمایا وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تھا اور اس کے نور سے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور نو آئمہ اطہار ذریعہ حسین علیہ السلام کو خلق فرمایا۔ جیسے چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی نے فرمایا، میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ سے اس طرح ہوں جیسے ضوء سے ضوء، اور ضوء منیر سے ہے نور نہیں، اور وہ علیہم السلام اسی حال میں کئی ہزار سال جیسا کہ میرے علم کے مطابق سو ہزار سال تک رہے اور خداوند تعالیٰ کی تسبیح و تحمید و تکبیر و تحلیل کرتے رہے۔ اس وقت مخلوقات میں سے کوئی بھی انکے ساتھ نہ تھا، پھر خداوند تعالیٰ نے ان کے انوار کی شعاعوں سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو خلق فرمایا اور وہ بھی ایک ہزار زمانے تک اسی اطلاع میں خدا کی تسبیح و تحمید و تکبیر و تحلیل کرتے رہے۔ اس وقت مخلوقات میں محمد و آل محمد اور ان انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

اس کے بعد انبیاء کے انوار کی شعاعوں سے مومن (انسانوں) کا نور خلق فرمایا پھر مومن (انسانوں) کے نور کی شعاعوں سے جن مومنین کے نور کو خلق فرمایا۔ غرضیکہ اسی طرح جس طرح سے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں (یعنی جن مومن کے نور کی شعاع سے ملائکہ کو خلق فرمایا اور ملائکہ کے نور کی شعاع سے مومن حیوانات کو خلق فرمایا اور مومن حیوانات کے نور کی شعاع سے مومن نباتات کو خلق فرمایا اور مومن نباتات کی شعاع سے مومن جمادات

کو خلق فرمایا) اور یہی وہ حق بات ہے کہ جس پر آیات الٰہی دلالت کرتی ہیں۔
یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ: جب تمہارے کانوں میں چہاردہم معصومین علیہم السلام میں سے کسی کا ایسا کلام پڑے اور تم یہ سنو کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ فلاں ہماری طینت کے فاضل حصہ یعنی بچے ہوئے حصہ سے خلق ہوا ہے۔ پس تم جان لو یہ بات کہ اس فاضل حصہ سے ان علیہم السلام کی مراد اس چیز کی شعاع ہوتی ہے اور اس کی صفت اور اس کی روشنی ہوتی ہے۔ کبھی بھی یہ وہم نہ کرنا کہ انہوں نے جو لفظ فاضل بولا ہے۔ اس سے ان کی مراد اس چیز میں سے باقی بچا ہوا حصہ ہے۔ کبھی نہیں پس تم سمجھ لو۔ اس کو ختم ہوا کلام شیخ احمد احسائی کا۔ شرح فوائد۔ فائدہ چودہ صـ۲۹۲ تا صـ۲۹۵ سے جس کو نقل کیا ہے موسیٰ بن باقر الاسکوئی الحائری نے اپنی کتاب احقاق الحق میں صـ۲۸ سطر ے تا ۲۳ و صـ۲۸۱ سطر ا تا ۱۸ پر اور جس سے اخذ کر کے تبلیغ و نشر و اشاعت کی ہے پاکستان میں مولف حقائق الوسائط مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کی نام نہاد جماعت محققین نے۔ جس کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے۔

الى ان قال: والحق ان
الوجود الممكن ليس متحدا في الرتبة الذاتية ولا في الرتبة التنزلية كما ذكره الاكثرون . من ان تعدده في الرتبة التنزلية كتعدد نور السراج الواحد في مراتبه التنزلية ، مع ان رتبته الذاتية واحدة فقولنا : ان وجودات الممكنات ليست متحدة في الرتبة الذاتية ، نريد به ان الرتبة الاولى مختصة بالخلق الاول وليس لمن بعدهم فيها نصيب بوجه من الوجوه ، الاربط العلية والمعلولية . فالوجود الذي خلقت منه العقول لم تخلق منه النفوس ، لامن صفوته ولا من باقيه ، وانما خلقت النفوس من آثر ما خلقت منه العقول ، بمعنى انها خلقت من شعاع ما خلقت منه العقول ، وآيته ومثاله ودليله ان شعاع الشمس الواقع على الجدار خلق من ظهور جرم الشمس به ، واستنارة المقابل للجدار المستنير خلقت من شعاع استنارة الجدار ، واستنارة المقابل للمقابل المستنير خلقت من شعاع استنارة المقابل للمقابل ، وهكذا مراتب الوجود في ترامیها من النور المحمدي صلى الله عليه وآله الى التراب ، كل سابق منير ومنه بعده شعاعه ونوره ، وكل نور جزء من سبعين جزء من نور منيره السابق عليه . . . » الى ان قال :
« انه تعالى اول ما خلق محمد صلى الله عليه وآله ، وخلق من »

نوره نور علي وفاطمة والحسن و حسين والتسعة الاطهار من ذرية الحسين عليهم السلام ، كخلق السراج من السراج ، وهو قول علي عليه السلام : « انا من محمد كالضوء من الضوء » والضوء من المنير لا النور ، وبقوا كما روى عنهم عليهم السلام الف دهر على ما يظهر لي : (مائة الف سنة) يسبحون الله ويحمدونه ويهللونه ويكبرونه ، ليس في الوجود الممكن سواهم ، ثم خلق عز وجل من اشعة أنوارهم انوار مائة الف واربعة وعشرين الف نبي عليهم السلام ، وبقوا الف دهر يسبحون الله ويحمدونه ويهللونه ويكبرونه ليس في الامكان غيرمحمد وآله وغيرهم صلى الله عليه وآله وعليهم اجمعين ، لم يخلق تعالى من تلك الاشعة غير الانبياء عليهم السلام ، ثم خلق تعالى من اشعة انوار الانبياء عليهم السلام أنوار المؤمنين ، ثم أنوار المؤمنين من الجن وهكذا على نحو ما ذكرنا قبل هذا . وهذا هو الحق الذي دلت عليه آيات الله . . . الى ان قال : فاذا طرق سمعك شيء من كلامهم عليهم السلام مثل قولهم عليهم السلام خلق من فاضل طينة كذا ، فأعلم انهم عليهم السلام يريدون بالفاضل شعاع الشيء واشراقه ووصفه ، لا تتوهم انهم عليهم السلام يريدون بالفاضل بقية الشيء بدا فأفهم ، انتهى كلامه رفع مقامه .

انظر كيف صرح بفساد قول الحكماء وهو الاتحاد في الطينة والمادة ، وكون المراتب كلها في عرض واحد ومن سنخ واحد ، واثبات قوله ومذهبه ، وهو الترتب الطولي في المراتب كلها من الحقيقة المحمدية الى الجمادات ، يعني ان السافل خلق من فاضل طينة العالي ، اي من شعاع نوره .

فظهر ان الاشكال السابق ناشئ من الغفلة والاشتباه ، والخلط بين المقامين ، وان محمد وآله علة مادية لجميع الموجودات على نحو ما شرحه وبينه واوضحه ، لاعلى نحو ما ذهب اليه الحكماء ، كما توهمه الفاضل المعاصر المرحوم ، ورتب عليه الاشكال . والعجب كل العجب انه لم يكفه بما ارتكبه من الاشتباه وعدم الدقة في المقام ، حتى اخذ في الطعن بما

اب آخری طور پر شیخ احمد احسائی کی شرح زیارت جامعہ سے بھی کچھ نمونہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے چونکہ اس کتاب سے بھی مولف حقائق الوسائط اور ان کے ساتھی علماء محققین نے تبلیغ ونشر واشاعت کا اقبال کیا ہے اور چونکہ شیخ احمد احسائی کی شرح زیارۃ جامعہ کے ص۲۱۱ سے اس عبارت کو موسیٰ اسکوئی نے بھی اپنی کتاب احقاق الحق کے ص۲۸۳ پر نقل کیا ہے اور یہ دونوں کتابیں مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کے پاس موجود ہیں جنہوں نے خود اقبال کیا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ان کے پاس موجود ہیں اور ان سے ہی انہوں نے ان بزرگوں کے عقائد کی پاکستان میں نشر واشاعت

کی ہے لہٰذا ہم احقاق الحق کے ص ۲۸۳ سے شیخ احمد احسائی کی شرح زیارت کی ص ۲۱۱ کی عبارت کا ترجمہ اور عکس ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

”اور شیخ احمد احسائی نے فقرہ (”من اتبعکم فالجنۃ ماویہ“ ”ومن خالفکم فالنار مثواہ“) کی شرح کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ“:۔

”اور اللہ نے چہاردہ معصومین علیہم السلام کو اپنے نور سے خلق فرمایا یعنی سب سے پہلا نور جو اللہ نے خلق کیا اور جس کو پسند فرمایا اور اس کی بزرگی و شرف کے سبب اس کو اپنی طرف منسوب کیا۔ اور اس نور کے سوا خدا نے اور کوئی نور خلق نہیں کیا لیکن آگے جو کچھ خلق ہوا وہ اسی نور کے ذریعہ سے ہوا یعنی اس کی شعاع سے خلق ہوئے جو کہ ان کے شیعہ اور محب ہیں کہ جو ان علیہم السلام کی شعاع سے خلق ہوئے ہیں اور وہ شیعہ الشان، شیعہ جن، شیعہ ملائکہ شیعہ حیوان، شیعہ نبات طاہرا ور شیعہ جماد طیب ہے۔

اور ان شیعہ انسانوں، شیعہ جنوں، شیعہ ملائکہ، شیعہ حیوانوں، شیعہ نباتات اور شیعہ جمادات کے عکس، ان کے سایوں اور ان کے اندھیروں سے ان کے دشمن اور ان کے دشمنوں کے پیرو پیدا ہوئے۔ اور وہ دشمن انسان، دشمن جن، دشمن شیاطین دشمن حیوانات، خر یرا اور دشمن نباتات۔ جو کڑوی، کھاری اور کسیلی تھی۔ اور خراب و خبیث دشمن جمادات پیدا ہوئے۔“

شیخ احمد احسائی کی مذکورہ عبارت کا موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کی نقل کے مطابق ص ۲۸۳ سے عکس حسب ذیل ہے۔

وقال في شرح فقرة (من اتبعكم فالجنة ماويه ، ومن خالفكم فالنار مثويه):
وكان قد خلقهم من نوره أي اول نور احدثه وارتضاه ونسبه اليه تشريفا ،
ولم يخلق نورا غيره الا منه ، أي من اشعته كشيعتهم ومحبيهم من الانس
والجن ، والملائكة وساير الحيوانات الخيرة ، والنباتات العذبة والجمادات
الطيبة ، او عنه من عكس اشعته وهي اظلتها وظلمات تنوعها ، كاعدائهم
واتباع اعدائهم من الانس والجن والشياطين وساير الحيوانات الشريرة ،
والنباتات المرة والعطاب ، والشوهة والجمادات الخبيثة والسبخة الخ .

یہ ہے نور کی کہانی رؤسائے شیخیہ کی زبانی اور مولانا محمد بشیر صاحب انصاری مؤلف

حقائق الوسائط کی پُرانی ۔کیونکہ اس نظریہ کے مطابق چہاردہ معصومین علیہم السلام کی نوع انبیاءؑ سے بھی جداگانہ بنتی ہے ۔اسی لئے انصاری صاحب ان کو تمام کائنات سے جداگانہ نوع قرار دیتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ کائنات میں انبیاء بھی شامل ہیں ۔

افلاطون یُونانی کیا کہتا ہے۔

مقدس اردبیلی اپنی کتاب حدیقۃ الشیعہ کے ص۵۶۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"افلاطون وجمعی از پیروانش گفتہ اند کہ علت اولی راحق از نفس خود آفریدہ و ہر موجودی ہم خالق است وہم مخلوق ، واگر کسی نیک تأمل نماید خواہد دانست کہ سبب گمراہی اکثر اہل باطل خصوصاً ملاحدہ فلاسفہ شدہ اند"

ترجمہ :"افلاطون اور اس کی پیروی کرنے والے دوسرے فلاسفہ یہ کہتے ہیں کہ خداوند تعالی نے علت اول کو خود اپنے نفس میں سے خلق فرمایا ہے اور ہر موجود جو بھی ہے ۔ وہ خالق بھی ہے اور مخلوق بھی ہے اور اگر کوئی شخص خوب اچھی طرح سے غور کرے تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ اکثر اہل باطل کی گمراہی کا سبب خصوصیت کے ساتھ یہی ملاحدہ اور فلاسفہ ہوئے ہیں "

شیخ احمد احسائی اور دوسرے رؤسائے شیخیہ نے ان فلاسفہ کی بات کو تو رد کیا جو اسلام میں فلسفہ کو داخل کر کے اپنے زعم باطل کے مطابق اسلام سے سازگار بنا رہے تھے اور اہل اسلام کے نزدیک وہ بھی باطل پر تھے ، اسی وجہ سے شیخ احمد احسائی نے ملا صدرا کی کتابوں "مشاعر" اور "عرشیہ" کی شرح "شرح مشاعر" اور "شرح عرشیہ" کے نام سے لکھ کر ان اسلامیے گئے فلسفی افکار کو رد کیا لیکن اس نے خود افلاطون یونانی اور دوسرے یونانی فلسفیوں کے ملحدانہ نظریہ اور کافرانہ فلسفہ کو من وعن اور بعینہٖ قبول کر لیا اس تصرف کے ساتھ کہ فلاسفہ نے علت اول کہا ہے ۔اس علت اوّل کا نام ، شیخ احمد احسائی ، موسیٰ اسکوئی الحائری اور کریم خان کرمانی یعنی سب رؤسائے شیخیہ نے پیغمبر اکرم اور ان کی آل رکھ دیا ہے یعنی محمد و آل محمد علیہم السلام کو علت اوّل قرار دے دیا ۔باقی نظریہ وہی ہے یعنی ہر موجود خالق بھی ہے اور مخلوق بھی ۔یعنی ہر مخلوق اپنے سے بعد والے طبقہ کی خالق ہے اور اپنے سے پہلے طبقہ کی مخلوق ہے در خود خدا کو بھی مادہ اول قرار دے کر پہلے پیغمبر اکرم اور ان کی آل کا نور خدا کے نور سے

اس طرح نکلا جس طرح سورج سے شعاع نکلتی ہے۔ ملاحظہ ہو شیخ احمد احسائی کی شرح زیا
جامعہ صفحہ ۲۱۲ اور مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کی کتاب شرح زیارت جامعہ سے اخذ
حقائق الوسائط جلد دوم کا صفحہ ۱۲۴۔

لہٰذا اس طرح خدا خالق ہوا چہاردہ معصومین علیہم السلام کا اور چہاردہ معصومین علیہم ال
مخلوق ہوئے خدا کے۔ یہاں لاشئے سے خلق کرنے کا سوال نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح د
ہیں یا جیسے نصاریٰ کہتے ہیں یا جس طرح وحدت وجودی کہتے ہیں یا جس طرح فلاسفۂ یو
کہتے ہیں۔ یہ بھی اسی طرح ہے کہ خدا نے علت اوّل کو خود اپنے نفس میں سے مشتق فرما
اس کے بعد چہاردہ معصومین علیہم السلام کے نور کی شعاع سے انبیاء علیہم السلام پیدا ہ
پس چہاردہ معصومین علیہم السلام کا نور خالق ہوا اور انبیاء علیہم السلام مخلوق ٹھہرے پھر انبی
السلام کے نور کی شعاعوں سے مومن انسان پیدا ہوئے۔ پس مومن انسانوں کا نور مخلوق ہوا ا
نور کی شعاعوں کا اور انبیاء کا نور خالق ہوا انسانوں کے نور کا۔ پھر مومن انسانوں کے نور کی ش
نکلیں اور اس سے مومن جنوں کا نور پیدا ہو گیا۔ پس مومن جنوں کا نور مخلوق ہوا مومن انسانو
نور کی شعاعوں کا اور مومن انسانوں کا نور خالق ہوا جنوں کے نور کا۔ پھر مومن جنوں کے نور کی ش
نکلیں تو اس سے فرشتوں کا نور پیدا ہوا۔ پس فرشتے مخلوق ہیں مومن جنوں کے نور کی شع
اور مومن جن خالق ہوئے فرشتوں کے نور کے۔ پھر فرشتوں کے نور کی شعاعیں نکلیں اور ا
مومن حیوانات یعنی مومن گدھے، مومن کتے اور مومن سور اور دوسرے تمام مومن حیوا
نور پیدا ہوا۔ پس مومن حیوانات کا نور مخلوق ہوا مومن فرشتوں کے نور کی شعاعوں کا او
کا نور خالق ہوا مومن حیوانات کے نور کا۔ پھر مومن حیوانات کا نور شعاعیں دینے لگا
کی شعاعوں سے مومن نباتات کا نور پیدا ہوا۔ پس مومن نباتات کا نور مخلوق ہوا۔ مومن
کے نور کی شعاعوں کا اور مومن حیوانات کا نور خالق ہوا مومن نباتات کے نور کا۔ پھر مو
کا نور شعاعیں دینے لگا اس سے مومن جمادات پیدا ہو گئے۔ پس مومن جمادات مخلوق
نباتات کے نور کی شعاعوں کے اور مومن نباتات کے نور کی شعاعیں خالق ہیں مومن جما
کے نور کی۔

اس طرح بالکل افلاطون یونانی کا فلسفہ مکمل ہو گیا اور ہر موجود مخلوق بھی
اور خالق بھی ہو گیا۔ رہ گئے کافر تو دیوار کے پچھلی طرف اندھیرا رہا لہٰذا ہر طبقہ کے

طرف سے اس طبقہ کے کافر پیدا ہوتے رہے ۔
معلوم نہیں خدا کا نور وہاں کیوں اتنا کمزور پڑ گیا تھا کہ وہ دیوار کے دوسری طرف
سکا اور اندھیرے میں کافر پیدا ہوتے رہے ۔
ہم نے رؤسائے شیخیہ کے افکار کا تجزیہ کرنے میں یہاں پر انتہائی اختصار سے
لیا ہے ۔ اگر ہمارے قارئین خود غور کریں گے تو وہ رؤسائے شیخیہ کے افکار میں تمام
کفرہ دہریوں ، اترسائیوں ، مجوسیوں ، نصاریٰ ، فلاسفہ ، حلولیہ ، اتحادیہ ، وحدت وجودیہ
تمام شعوب کفر کے افکار کا نچوڑ پائیں گے ۔
ہم نے اپنی اس کتاب میں رؤسائے شیخیہ کے ان نظریات کا ردّ و ابطال پیش نہیں
ہے ، بلکہ قارئین کے فیصلے کے لئے ان کے افکار کو من وعن نقل کر دیا ہے ۔ لیکن اگر
ان افکار و عقائد کا تفصیل کے ساتھ رد و ابطال دیکھنا چاہیے تو وہ ہماری کتاب
ق بین الشیعہ والشیخیہ المخرفۃ الضالۃ المضلۃ کی طرف رجوع کریں ۔
بہر حال یہ ہے شیخی تصوّر " نور " کا ۔ اس کو پڑھیئے اور سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ
وہ معصومین علیہم السلام کو کائنات کی **علت مادی** کیوں کہتے ہیں ، کیا اب
ن کے کفر کے بارے میں آپ کسی مجتہد یا مفتی کے فتوے کی ضرورت محسوس کرتے

اب تک ہم نور کے دو تصوّر قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش کر چکے ہیں ۔ پہلا تصوّر
شیعہ عقیدے کے مطابق ہے ۔ دوسرا تصور نور کا شیخی عقیدہ کے مطابق ہے ۔
ہم آئندہ صفحات میں نور کا تیسرا تصوّر اپنے قارئین کے سامنے پیش کر رہے ہیں ۔ یہ
تصوّر نور کا شیعہ عقیدہ کے مطابق ہے ۔ آئندہ صفحات میں ملاحظہ کیجئے ۔

نور کا تیسرا تصور

شیعہ عقیدہ

ایمان نور ہے۔ عرفان نور ہے۔ ہدایت نور ہے
نبوت نور ہے۔ رسالت نور ہے۔ امامت نور ہے
توریت نور ہے۔ انجیل نور ہے۔ قرآن نور ہے

اس سے پہلے نور کے دو تصورات پیش کئے جا چکے ہیں۔ اب نور کا تیسرا تصور
فقہ جعفریہ اثنا عشریہ کا تصور ہے۔ قارئین کرام کے ملاحظہ کے لئے پیش خدمت ہے
مولانا محمد بشیر صاحب انصاری اپنے مکتوب مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء میں
میں رقم طراز ہیں کہ:۔

"مولانا محمد اسماعیل صاحب نے جو رسالہ تحریر فرمایا ہے اور شیخ و سید علیہما
کی تائید کی ہے اس کا مشورہ میں نے ہی دیا تھا کیونکہ "مذہب شیخی یا عقائد
کو بغیر علم و فہم غلط سمجھا جا رہا ہے اس کی رد ہو جائے۔"

چنانچہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے مذہب شیخی یا عقائد شیخیہ کی تائید میں رسالہ تحریر
انہوں نے تنبیہ المومنین عن شبہات المقصرین رکھا۔ اس رسالہ میں عقائد شیخیہ
سید المحققین رئیس المدققین استاذ العلماء عمدۃ العلما حضرت العلام قبلہ گلاب شاہ
مدظلہ العالی کی شان میں جو زبان استعمال کی ہے اور جو کچھ لکھا ہے وہ ان کے
تنبیہ المومنین عن شبہات المقصرین میں پڑھا جا سکتا ہے۔ ہم اپنی قلم سے نقل

لکھنا نہیں چاہتے۔
البتہ ہم نے یہی مناسب سمجھا ہے کہ اس عنوان کے تحت نور کا وہ تصور بھی پیش کر دیا
جو سرکار علامہ سید گلاب شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے اپنی کتاب نوری انسان میں پیش فرمایا
اس کے بعد نور کے چوتھے تصور میں مولانا محمد بشیر صاحب انصاری اور دیگر رؤسائے شیخیہ
کا وہ نور کا تصور بھی پیش کر دیا جائے تاکہ شیعان پاکستان خود یہ فیصلہ کر سکیں کہ نور کا کون
سا صحیح، درست اور حق ہے۔ لہٰذا یہاں سے نور کے تیسرے تصور کے لئے سرکار علامہ سید
شاہ صاحب قبلہ کا بیان ان کی کتاب "نوری انسان" کے صد ۲۳ و لبعد سے نقل کرتے ہیں۔

تحقیق در معنی نور

لغت عرب میں نور اس کیفیت کا نام ہے جو ظلمت اور تاریکی کی ضد ہے اور وہ بذات خود ظاہر
ہے اور دیگر اشیاء کے ظاہر ہونے کا باعث بنتی ہے۔ فریقین یعنی شیعہ سنی علماء نے اس کی تصریح
کی چنانچہ ملاحظہ ہو کتاب مجمع البحرین صد ۲۹۰ "والنور کیفیۃ ظاہرۃ بنفسھا مظہرۃ لغیرھا" کہ
نور کیفیت ہے جو بذات خود ظاہر ہوتی ہے، اور دیگر اشیاء کو ظاہر کرنیوالی ہوتی ہے اور ظاہر ہے
کہ کیفیت سے مراد روشنی ہے پھر بعض علماء نے ضوء اور نور میں تھوڑا سا فرق بیان کیا ہے
کہ اگر روشنی تیز ہو تو اسے ضوء کہا جاتا ہے اور ہلکی ہو تو اسے نور کہا جاتا ہے اور بعض نے ضوء
اور دونوں کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے، صاحب مجمع البیان نے پہلا مسلک اختیار کیا ہے۔

چنانچہ کہتے ہیں:۔
"والضیاء اقوی منہ واتم و لذالک اضیف الی الشمس"۔ کہ ضیاء اور ضوء اس روشنی
کو کہا جاتا ہے کہ جو نور سے زیادہ قوت رکھنے والی اور زیادہ کامل ہوتی ہے اور اسی لئے ضیاء
کو آفتاب کی طرف نسبت دی جاتی ہے اور نور کو ماہتاب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ھو الذی جعل الشمس ضیآء والقمر نوراً" پ۱۱ ۔ یونس ۔ ۱۰ ۔ ع ۱ ۔ کہ اللہ
وہ ہے جس نے آفتاب کو ضو پاش اور ماہتاب کو نور افشاں بنایا۔ اور دوسرے مسلک کے
مطابق صاحب مجمع البیان اپنی کتاب مذکور صد ۲۹۱ میں لکھتے ہیں:۔ "النور الضیاء وھو خلاف
الظلمۃ" کہ نور ضیاء کا نام ہے اور وہ ظلمت کے خلاف ہوتا ہے۔ حضرت علامہ شیخ ابو جعفر
محمد بن حسن طوسی اعلی اللہ مقامہ نے اپنی کتاب تفسیر التبیان ج ۲ صد ۵ پر مسلک اول کی تائید فرمائی

ہے چنانچہ فرمایا ہے :۔

"النور شعاع فیرینا فی الظلام ونور الشمس لما کان اعظم الانوار سماہ ضیاء کما قیل للنار نار لما فیھا من الضیاء۔ لما کان نور القمر دون ذالک سماہ نوراً لان نور الشمس وضیاء ھا الغلب علیہ" انتھی بقدر الحاجۃ۔

"نور اُس شعاع کا نام ہے جس میں ایسا وصف پایا جاتا ہے جو کہ تاریکی کے خلاف ہوتا ہے اور آفتاب کا نور چونکہ سب انوار سے زیادہ عظمت اور طاقت رکھنے والا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ضیاء رکھا ہے جس طرح کہ آگ کو نار اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی روشنی طاقتور ہوتی ہے اور ماہتاب کی روشنی چونکہ آفتاب سے کم ہوتی ہے۔ اس لئے خلاق عالم نے اس کا نام نور رکھا ہے کیونکہ آفتاب کی روشنی نور ماہتاب پر غالب آجاتی ہے"

حضرت علامہ شیخ ابوالفضل بن حسن طبرسی علیہ الرحمہ نے بھی اپنی تفسیر مجمع البیان ج صـ۹۱ میں اسی مسلک کی تائید فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا :۔

"والضیاء ابلغ فی کشف الظلمات من النور وفیہ صفۃ زائدۃ علی النور"

"کہ ضوء نور کی نسبت تاریکیوں کو دور کرنے میں زیادہ اثر انداز ہوتی اور اس میں نور کی نسبت روشنی کا وصف زیادہ موجود ہوتا ہے"

"النور الضوء ایا کان وھو خلاف الظلمۃ وقیل النور کیفیۃ تدرکھا الباصرۃ اولا بواسطتھا سائر المبصرات"

"کہ نور روشنی کا نام ہے خواہ وہ جس قسم کی ہو (یعنی خواہ تیز روشنی ہو خواہ ہلکی۔ یہ دوسرے مسلک کے مطابق ہے) اور وہ نور تاریکی کے خلاف ہوتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نور اس کیفیت کا نام ہے کہ قوت باصرہ جس کا سب سے پہلے ادراک کرتی ہے اور پھر اس کے واسطے سے دیگران تمام چیزوں کا ادراک کرتی ہے جو دیکھی جاتی ہیں"

صاحب القاموس المحیط اپنی کتاب مذکور ج ۲ صـ۱۵۵ میں لکھتے ہیں :۔

"النور بالضم الضوء ایا کان او شعاعہ"

"نور کہ جو مضموم نون سے ہے روشنی کا نام ہے خواہ جس قسم کی روشنی ہو اسکی شعاع کا نام ہے"

علامہ فخر الدین رازی اپنی تفسیر مفاتیح الغیب مشہور بہ تفسیر کبیر ج ۴ ص۸ میں لکھتے ہیں :۔

" وفی لفظ الظلمات والنور قولان : الاول ان المراد منھا الامران المحسوسان بحس البصر والذی یقوی ذالک ان اللفظ حقیقۃ فیھما وایضاً ھذان الامران اذا جعلا مقرونین بذکر السموٰت والارض فانھم لا یفھم منھما الا ھاتان الکیفیتان المحسوستان "

" (قول باری تعالیٰ : " وجعل الظلمات والنور " کا مرادی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں) " کہ لفظ ظلمات اور نور کے متعلق دو قول ہیں ایک یہ کہ ان سے مراد یہی دو امر ہیں جو حس بصرہ (یعنی بینائی) کے لئے محسوس ہوتے ہیں (یعنی روشنی اور تاریکی) اور جو دلیل اس قول کو قوی کرتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ دونوں لفظ یعنی " ظلمت " اور " نور " ان معنوں میں حقیقت ہیں " کیونکہ لغت عرب میں یہ ان کے لئے ہی موضوع ہوتے ہیں " نیز دوسری یہ دلیل بھی اس قول کی قوت کا باعث ہے کہ نور اور ظلمت کے ذکر کو جب آسمانوں اور زمین کے ذکر سے ملا کر بیان کیا جائے تو پھر یہی دونوں محسوس کیفیتیں ، " یعنی روشنی اور تاریکی " ہی سمجھی جاتی ہے "

علامہ فخر الدین رازی کے اس بیان سے واضح ہے کہ نور کا لغوی معنی روشنی ہے جو ظلمت ورتاریکی کی ضد ہے ۔ کیونکہ یہ دونوں محسوس کیفیتیں ہیں جو بیک وقت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں پھر علامہ موصوف اسی کتاب کے ص۸ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

" ان النور عبارۃ من تلک الکیفیۃ الکاملۃ القویۃ "

" کہ نور سے یہی کیفیت مراد ہے جبکہ وہ کامل اور زوردار ہو "

اس عبارت میں بھی علامہ موصوف نے نور کو کیفیت سے ہی تعبیر کیا ہے ۔ نیز علامہ موصوف اسی کتاب کے ج ۴ ص۹۰ پر لکھتے ہیں :۔

" النور لہ صفتان احداھما کونہ فی نفسہ ظاہراً جلیاً والثانیۃ کونہ بحیث یکون سبباً لظہور غیرہ "

" کہ نور کی دو صفتیں ہوتی ہیں ۔ ایک ان میں سے اس کا بذات خود ظاہر اور واضح ہونا اور دوسری صفت اس کا اس حیثیت سے ہونا ہے کہ جس کے لحاظ سے وہ دیگر اشیاء کے ظاہر ہونے کا سبب بنتا ہے "

نیز علامہ موصوف اسی کتاب کے جلد ۴ ص۵۳۹ پر لکھتے ہیں :۔

" اعلم ان النور کیفیت قابلۃ للاشد والاضعف "

" جاننا چاہیئے کہ نور ایسی کیفیت ہے جو شدت اور ضعف کو قبول کرتی ہے اور اس کے بعض افراد اشد اور اضعف ہو سکتے ہیں "

پھر چند سطور کے بعد لکھتے ہیں :-

" فکمال ھذا الکیفیۃ المسماۃ بالضوء علی مایحس فی جرم الشمس "

" کہ اس کیفیت کا کمال کہ جس کا نام ضوء رکھا گیا ہے اس حیثیت پر متحقق ہے جیسے آفتاب کے جرم میں محسوس کیا جاتا ہے "

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں :-

" اختلف الناس فی ان الشعاع الفائض من الشمس ھل ھو جسم او عرض والحق انہ عرض وھو کیفیۃ مخصوصۃ "

" کہ لوگوں میں اختلاف ہے کہ آفتاب سے جو شعاع نکلتی ہے کہ آیا وہ جسم " اور جوہر ہے یا وہ عرض ہے اور حق یہ ہے کہ وہ عرض ہے (جسم نہیں) وہ ایک مخصوص کیفیت ہے "

علامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین قمی نیشاپوری اپنی تفسیر غرائب القران در رغائب الفرقان مشہور بہ تفسیر نیشاپوری مطبوعہ برحاشیہ تفسیر ابن جریر ج ۷ صـ۱۰۷ طبع مصر میں آیت مبارکہ " وجعل الظلمات والنور " پ الانعام ع کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

" والظلمۃ والنور ھھنا الامران المحسوسان بالبصر لان الاصل فی الاطلاق الحقیقۃ و القرینۃ ذکر السموٰت والارض "

" کہ ظلمت اور نور سے مراد یہاں یہی دونوں امر (روشنی اور تاریکی) ہیں جو کہ " نگاہ کے ذریعہ محسوس ہوتے ہیں کیونکہ ہر لفظ کے استعمال میں اصل حقیقت ہوتی ہے۔ اور نور و ظلمت کے حقیقی معنی کہ جن کے لیئے یہ دونوں لغت عرب میں موضوع ہوئے ہیں وہ روشنی اور تاریکی ہی ہے " اور اس معنی کے مراد ہونے کا قرینہ بھی موجود ہے اور وہ ہے آسمانوں اور زمین کا تذکرہ "

چند سطروں کے بعد لفظ ظلمات کو جمع اور نور کو مفرد لانے کی وجہ بیان کرتے ہیں :-

" وحد النور لان النور عبارۃ عن تلک الکیفیۃ الکاملۃ القویۃ " انتھی لقدر الحاجۃ

" کہ نور کو مفرد کے صیغہ سے اس لیئے لایا گیا ہے کہ نور سے مراد وہی زوردار اور

کامل کیفیت ہے“ ازکتاب نوری انسان ص۲۲ تا ص۲۳۵

چہاردہ معصومین علیہم السلام پر اطلاقِ نور کی توجیہات

مذکورہ عنوان کے تحت سرکار علامہ السید گلاب شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے اپنی کتاب نوری انسان کے ص۲۴۰ سے ص۲۴۹ تک جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ہدیہ قارئین ہے لکھتے ہیں کہ:۔

”لفظ۔ نورہ“ کی شرح میں علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ، کتاب مراۃ العقول ج ۱ ص۲۲۴ میں تحریر کرتے ہیں“:۔

”نورہ۔ النور الظاہر بنفسہ الذی یصیر سببا لظہور الاشیاء۔ والانبیآ والائمۃ انوار اللہ لانھم سبب لظہور العلوم والمعارف علی الخلق بل لوجود عالم الکون“ انتھی بقدر الحاجۃ۔

”کہ نور یعنی روشنی بذات خود ظاہر ہوتی ہے اور دیگر اشیاء کے ظہور کا باعث ہوتی ہے اور انبیاء اور آئمہ علیہم السلام اس واسطے اللہ تعالیٰ کے انوار ہیں کہ وہ مخلوق خدا پر علوم ومعارف کے ظاہر ہونے کا سبب ہیں بلکہ وہ اس لئے بھی انوارِ خدا ہیں کہ وہ عالم کون ومکان کے وجود کا سبب ہیں۔ اور اس کی علتِ غائیہ ہیں“

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے اس فرمان کا ماحصل یہ ہے کہ انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کے لئے لفظ ”نور“ کا استعارہ دو وجہوں سے ہو سکتا ہے ایک تو اس لئے کہ وہ مخلوقِ خدا پر علوم ومعارف کے ظاہر ہونے کا سبب ہیں کیونکہ جس شخص کو جو علم ومعرفت حاصل ہوئی وہ ان کے ہی طفیل سے ہوئی لہذا ان کو اس معنی میں روشنی سے تشبیہ حاصل ہے کیونکہ جس طرح روشنی تمام اشیاء کے ظاہر ہونے کا باعث ہوتی ہے۔ اسی طرح علوم ومعارف کے ظاہر ہونے کا سبب انبیاء اور آئمہ ہوتے ہیں لہذا اس تشبیہ کے علاقہ اور رابطہ کے باعث جو لفظ روشنی کے لئے وضع ہوا تھا یعنی ”نور“ اس کا انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کے لئے استعارہ کیا گیا۔

دوسرے یہ کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام عالم کون ومکان کے وجود کی علتِ غائیہ ہیں ان کی وجہ سے ہر شے پردۂ عدم سے باہر آئی اور وجود سے آراستہ ہو کر ظہور پذیر ہوئی۔ لہذا انکو شے کے وجود اور ظہور کا سبب ہونے میں روشنی سے مشابہت حاصل ہے۔ اس لئے لفظ ”نور“ کہ جو روشنی کے لئے موضوع تھا اس کا چہاردہ معصومین علیہم السلام کیلئے استعارہ کیا گیا۔

نبی اور امام علوم و معارف حقہ کے ہادی اور رہبر ہوتے ہیں، صراط مستقیم اور راہ حق کی وضاحت اور ہدایت ان کا شان امتیازی ہوتا ہے، اس لئے ان کو روشنی کے ساتھ واضح طور پر تشبیہ حاصل ہوتی ہے لہٰذا ان کے لئے لفظ "نور" کا استعارہ آیات و احادیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔ پ ۲۸ ۔ التغابن ۔ ع ۱۵ آیت ۸ ۔

" فآمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا "

"کہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول پر اور اس نور پر ایمان لائیے جو ہم نے نازل کیا"

تفسیر صافی صہ ۵۳۲ بحوالہ تفسیر قمی "النور" امیر المومنین ۔ آیت مندرجہ بالا میں نور سے مراد امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور بحوالہ کافی شریف حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: "النور ھوا الامام"، کہ آیت میں نور سے مراد امام حق ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: "النور واللہ الائمۃ" کہ قسم بخدا اس آیت میں نور سے مراد آئمہ علیہم السلام ہیں کہ جو آل رسول مقبول ہیں ۔

تفسیر البرھان جلد ۲ صہ ۱۱۲۰ ۔ تفسیر قمی کے حوالہ مذکور کے بعد کافی شریف سے مختلف طرق کے ساتھ ابو خالد کابلی کی روایت نقل کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ:۔ "فآمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا" کے متعلق سوال کیا تو فرمایا:۔

"یا ابا خالد النور واللہ الائمۃ من آل محمد الی یوم القیمۃ وھم واللہ نور اللہ الذی انزل وھم نور اللہ فی السمٰوٰت والارض ۔ واللہ یا ابا خالد النور الامام فی قلوب المومنین انور من الشمس المضیئۃ بالنھار وھم واللہ ینورون قلوب المومنین ویحجب اللہ نورھم عمن یشاء فتظلم قلوبھم" انتھی بقدر الحاجۃ

"کہ اے ابو خالد قسم بخدا اس آیت میں نور سے مراد آئمہ علیہم السلام ہیں جو آل محمد ہیں اور تا روز قیامت رہیں گے، وہی بخدا اللہ کا نور ہیں جو نازل کیا گیا، اور وہی خدا کی قسم آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی نور خدا ہیں، نور امام بیشک مومنین کے دلوں میں اس آفتاب عالمتاب سے بھی زیادہ نورانی ہوتا ہے، جو ان میں ضوافشانی کرتا ہے آئمہ خدا کی قسم مومنین کے دلوں کو منور کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جن لوگوں سے ان کے نور کو روکنا چاہے روک لیتا ہے تو انکے دل تاریک ہو جاتے ہیں"

حدیث ہذا کے لئے ملاحظہ ہو اصول الکافی طبع جدید طہران ج ۱ صہ ۱۹۴ ۔ ۱۹۵ ۔ باب ان الائمۃ

نور اللہ عزوجل د مرأۃ العقول شرح اصول الکافی ج ۱ ص ۱۴۷، ص ۱۴۸۔

صاحب مراۃ العقول حضرت علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

" والنور الذی انزلنا" مفسرین کے ہاں مشہور یہ ہے: "ان المراد بالنور ھنا القرآن" کہ اس مقام پر نور سے مراد قرآن ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں حق تک پہنچا دینے والے جو دلائل وبراہین موجود ہیں ان کی وجہ سے قرآن کا نام "نور" رکھا گیا ہے۔ " فشبہ بالنور الذی یھتدی بہ الی الطریق" کیونکہ قرآن کو اس نور کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس کے ذریعہ رستے کی طرف رہبری حاصل کی جاتی ہے۔"

حضرت مجلسی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک کو "نور" کے ساتھ تشبیہ دے کر قرآن کے لئے نور کا استعارہ کیا گیا ہے کیونکہ جس طرح نور رستے وغیرہ کو روشن اور ظاہر کر دیتا ہے اسی طرح قرآن اپنے دلائل وبراہین کے ذریعہ صراط مستقیم اور معارف حقہ کو ظاہر کر دیتا ہے۔

اس کے بعد علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

" واقول لما کان النور فی الاصل ما یصیر سببا لظھور شیٔ فسمی الوجود نورا لانہ یصیر سببا لظھور الاشیاء فی الخارج، والعلم نوراً لانہ سببا لظھور الاشیاء عند العقل، وکل کمال نوراً لانہ یصیر سبباً لظھور صاحبہ، وانوار النیرین والکواکب نوراً لکونھا اسبابا لظھور الاجسام وصفاتھا للحس، وبھذہ الوجوہ یطلق علی الرب تعالیٰ النور ونور الانوار لانہ منبع کل وجود وعلم وکمال واطلاقہ الانبیاء والائمۃ علیھم السلام لانھم اسباب لھدایۃ الخلق وعلمھم وکمالھم، بل وجودھم لانھم العلل الغائیۃ لوجود الاشیاء۔" انتھی بقدر الحاجۃ

" (مجلسی) فرماتے ہیں۔ میرا قول تو یہ ہے کہ نور اصل میں ہر وہ چیز ہوتی ہے جو کسی شے کے ظہور کا سبب ہو۔ لہذا وجود کا نام بھی نور رکھا جاتا ہے کیونکہ وہ خارج میں اشیاء کے ظہور کا سبب بنتا ہے۔ اور علم کو بھی نور کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ عقل میں اشیاء کے ظاہر ہونے کا باعث ہوتا ہے۔ اور ہر کمال کو نور کہا جاتا ہے کیونکہ وہ صاحب کمال کے ظہور اور اس کی شہرت کا سبب ہوتا ہے۔ اور آفتاب وماہتاب اور ستاروں کے انوار کو بھی نور کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حسی طور پر اجسام اور ان کے صفات کے ظاہر ہونے کا سبب ہوتے ہیں۔" پھر فرماتے ہیں:۔

ان ہی وجوہ کے اعتبار سے ذات خداوند عالم اللہ جل شانہ پر نور کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور نور الانوار کا بھی اس رب جلیل کی ذات پاک پر اطلاق ہوتا ہے کیونکہ وہ ہی ہر وجود، ہر علم اور ہر کمال کا منبع ہے اور انبیاء اور آئمہ علیہم السلام پر نور کا اطلاق اس لیے ہوتا ہے کہ وہ ذوات قدسیہ مخلوق خدا کی ہدایت، ان کے علم، ان کے کمال کا سبب ہوتے ہیں کیونکہ وہی خلق خدا کے ہادی، رہنما اور معلم علوم ربانیہ ہوتے ہیں جو انہیں ہر پستی سے نکال کر عروج کمال تک پہنچاتے ہیں بلکہ وہ ساری مخلوق کے وجود کی علتِ غائیہ ہیں ان ہی کے وجود ذی جود کے تصدق اللہ تعالیٰ نے ہر موجود کو خلقت وجود سے آراستہ فرمایا ہے۔"

تبصرہ بر کلام مجلسی

حضرت علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اس کلام میں دیگر علماء کے بیان سے تھوڑا سا اختلاف ہے کیونکہ دیگر علماء کرام نے نور کی اصل وضع روشنی کے لیے قرار دی ہے جو کہ اعراض میں سے ایک عرض ہے، کیونکہ وہ ایک کیفیت خاصہ کا نام ہے جیسا کہ سابقہ کتاب مجمع البحرین تفسیر البیان اور المنجد وغیرہ کتب کے حوالہ جات کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔ مگر علامہ مجلسی نے نور کو اصل کے لحاظ سے ایک ایسے معنی کے لئے قرار دیا ہے جو ان تمام چیزوں کے درمیان قدر مشترک ہے، جن کے لئے نور کا استعمال ہوتا رہتا ہے، کیونکہ علامہ نے کہا ہے:۔

"النور فی الاصل مایصیر سبباً لظہور شئی" یعنی نور اصل میں وہ چیز ہے جو کسی شے کے ظاہر ہونے کا سبب بنے"

لیکن بظاہر علماء مذکورین کا مسلک علامہ مجلسی رہ کی نسبت راجح ہے کیونکہ لفظ نور کو جب کوئی شخص بولتا ہے تو اس سے جو معنی متبادر الی الذہن ہوتا ہے یعنی فوری طور پر جو معنی سمجھ میں آتا ہے وہ ہے روشنی اور علماء کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ تبادر علامتِ حقیقت ہوتی ہے یعنی جو معنی کسی لفظ سے فوری طور پر بلا احتیاج قرینہ سمجھ میں آتا ہے وہی اصل لغت میں اس کا موضوع لہ ہوتا ہے اور اسی معنی کے لئے اس کا استعمال ہونا علماء بلاغت کے نزدیک حقیقت کہلاتا ہے مگر روشنی کا یہ ایک واضح وصف اور بین خاصہ ہے کہ وہ بذات خود ظاہر ہوتی ہے۔ اور دیگر اشیاء اور ان کے صفات کے ظاہر ہوتے کا سبب بنتی ہے۔ لہذا روشنی کے اس وصف میں

جس چیز کو مشابہت حاصل ہو جاتی ہے۔ لفظ "نور" کا اس کے لئے استعارہ کیا جاتا ہے اس
لئے نور کا لفظ اس کے لئے مجازاً استعمال کر دیا جاتا ہے۔
بنابریں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنے مذکورہ بالا کلام میں نور کا استعمال جن جن چیزوں کے
لئے کیا ہے ان میں سے آفتاب، ماہتاب اور ستاروں کی روشنی کے لئے نور کا استعمال حقیقت ہوگا
کیونکہ روشنی کے لئے ہی یہ لفظ اصل لغت میں وضع ہوا جیسے سابقاً بارہا ذکر ہو چکا لیکن وجود
علم، ہر کمال، ذات پاک پروردگار، انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کے لئے اس لفظ "یعنی نور" کا است
اسی طرح مجاز اور استعارہ ہوگا جس طرح کہ قرآن پاک کے لئے خود کلام مجلسی سے اس کے استع
کا مجاز اور استعارہ ہونا ثابت ہو رہا ہے کیونکہ اس کلام کی ابتدا میں قرآن کریم کے متعلق مجلسی۔
مشہور مفسرین کی طرف منسوب کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے :۔

"المشہور بین المفسرین ان المراد ھنا القرآن سماہ نوراً لما فیہ من الادلۃ
والحجج الموصلۃ الی الحق بالنور یھتدی بہ الی الطریق "۔ مراۃ العقول
ج۔۱۔ ص۱۴۷۔

"مفسرین کے درمیان مشہور یہ ہے کہ اس مقام پر یعنی "النور الذی انزلنا" کے
متعلق نور سے مراد قرآن کریم ہے، اور قرآن کا نام نور ان دلائل اور براہین کے اعتبار
سے رکھا گیا ہے جو حق تک پہنچا دینے والی قرآن میں ودیعت کر دی گئی ہیں"۔
لہذا قرآن کی روشنی سے تشبیہ حاصل ہو گئی ہے جس کے ذریعہ رستے کی طرف ہدایت
حاصل کی جاتی ہے۔ اور جس کے لئے لفظ نور کی وضع ہے اس تشبیہ کے علاقے
اور رابطے کے باعث قرآن کو نور کہنا اس کی واضح دلیل کہ قرآن کے لئے نور کا
استعارہ کیا گیا ہے، ورنہ اصل نور کی وضع روشنی کے لئے ہے لہذا لفظ نور جس
طرح قرآن کے لئے استعارہ کیا جاتا ہے اسی طرح وجود، علم کمال، ذات باری،
نبی، امام، ہدایت اور معرفت وغیرہ امور کے لئے بھی اس تشبیہ کے علاقہ کے
باعث استعارہ کیا جاتا ہے۔
بنابریں جب وجود کو نور کہا جائے گا تو ہر موجود نوری کہلائے گا مگر یہ ایک واضح
کہ عرفاً اسی موجود کو نور کہا جاتا ہے جو علم و عرفان، ذیشان اوصاف کا حامل ہو، جس م
ایسا کوئی وصف نہ پایا جائے عموماً اس کے لئے نور کا استعارہ نہیں ظلمت کا استعارہ کیا

اور جب علم کو نور سے تعبیر کیا جائے گا تو ہر عالم نوری کہلانے کا مصداق ہوگا۔ اسی طرح جب کمال کو نور کہا جائے گا تو ہر صاحب کمال نورانی ہوگا۔ اور جب ہدایت، معرفت اور ایمان کو نور کہا جائے گا تو ہر ہدایت یافتہ، عارف اور صاحب ایمان نورانی کہلائے گا۔ علی ھذا القیاس۔ اگر نبوت یا امامت کے لئے نور کا استعارہ کیا جائے تو امام اور نبی نوری کہے جائیں گے اور نبی اور امام کی ذات چونکہ ہر کمال انسانی سے نہ صرف متصف ہوتی ہے بلکہ وہ اپنے اہل زمانہ سے ان کمالات میں افضل و بلند تر شان کی مالک ہوتی ہے اس لئے امام اور نبی ہر کمال کے اعتبار سے حامل نور اور نوری کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے اور محمد و آل محمد علیہم السلام چونکہ تمام انبیاء و اوصیاء کی نسبت اپنے ہر کمال میں اعلیٰ الشان پر فائز ہیں اور زیادہ بلندی کے مالک ہیں لہٰذا ان ذوات مقدسہ کو استعارۃً "نور کہنا زیادہ موزوں اور مناسب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب کمال کو جو کمال عطا کیا وہ انکی ہی وجہ سے عطا کیا اور انکو ہر کمال میں اپنی مخلوق کا سرتاج قرار دیا۔

پھر چونکہ اللہ تعالیٰ ہر کمال کا سرچشمہ ہے اور ہر صاحب کمال کو وہی کمال عطا کرنے والی ہستی ہے جو اپنے کمال میں یکتا و یگانہ اور بے مثل و بے مثال ہے، اس کے کسی بھی کمال میں نہ کوئی شریک ہے، نہ ہو سکتا ہے اس لئے اس ذات والاصفات کے لئے نہ صرف نور کا استعارہ صحیح اور درست ہے بلکہ اسے نور الانوار کہنا بھی نہایت موزوں اور بجا ہے۔

ہاں مگر نور کا جب لغوی معنی مراد ہو تو پھر اس معنی کے اعتبار سے ذاتِ خداوند عالم کو نور کہنا درست نہیں، کیونکہ نور کا لغوی معنی ہے روشنی جیسے کہ سابقاً بیان ہو چکا اور خداوند عالم روشنی اور تاریکی اور نور و ظلمت کو پیدا کرنے والا ہے، چنانچہ ارشاد قدرت ہے۔ "وجعل الظلمات والنور" کہ اس نے تاریکیوں کو بھی اور نور کو بھی پیدا کیا۔ روشنی اور تاریکی از قبیل اعراض ہیں اور خداوند عالم نہ عرض ہے نہ جوہر، وہ ان سے پاک و پاکیزہ اور بلند و بالا ہے، اس لئے قرآن کریم یا احادیث معصومین علیہم السلام میں جس جس مقام پر اللہ تعالیٰ کی ذات والاصفات کو نور کہا گیا ہے ہر مقام پر اس کا لغوی معنی مراد نہیں ہے بلکہ مجازاً اسے نور کہا گیا ہے۔ علی ھذا القیاس انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کو بھی جو نور کہا گیا ہے تو وہ لغوی معنی کے لحاظ سے نہیں بلکہ ان ذوات مقدسہ کو بھی مجازاً ہی نور کہا گیا ہے کیونکہ لغوی معنی کے لحاظ سے خداوند عالم کا نور ہونا بھی محال ہے۔ اور انبیاء اور آئمہ کا بھی محال"۔ کتاب نوری انسان صفحہ ۲۲۸ تا صفحہ ۲۲۹

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یا آنحضرت سرور کائنات یا آئمہ طاہرین علیہم السلام کے

لئے جس جس مقام پر لفظ نور کا اطلاق ہوا ہے ہر مقام پر وہاں لفظ روشنی مراد نہیں جو کہ
نور کا حقیقی اور لغوی معنی ہے بلکہ ہر مقام پر مجازی معنی ہی مراد ہے۔ چنانچہ ذیل میں
قرآن پاک اور حدیث شریف کی چند ادر مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

پ ۶۔ المائدہ ع ۳ آیت ۱۰

"قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین "
"کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نور اور وضاحت کرنے والی
کتاب آگئی ہے "

اس آیہ وافی ہدایہ میں لفظ "نور" اور "کتاب مبین سے جو معنی مراد الٰہی
ہو سکتا ہے اس کے متعلق تین احتمال ہیں:۔

اول یہ کہ "نور" سے مراد محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن کریم ہے"
دوم یہ کہ "نور" اور کتاب مبین ہر دو سے مراد محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں۔
سوم یہ کہ ہر دو سے مراد قرآن پاک ہے۔

مؤیدات احتمال اوّل

احتمال اول کی تائید حضرت علی ابن ابراہیم قمی اعلی اللہ مقامہ کے کلام سے ہوتی ہے چنانچہ
تفسیر صافی صہ ۲۵ اور تفسیر البرہان ج ۱ صہ ۴۵۷ ہر دو کتابوں میں مرقوم ہے۔ علی بن ابراہیم
القمی "یعنی بالنور النبی و امیر المومنین والآئمۃ"
"کہ علی بن ابراہیم قمی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ نور سے مراد اس آیت میں نبی پاک،
جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور آئمہ علیہم السلام ہیں "

تفسیر التبیان للشیخ ابی جعفر الطوسی ج ۱ صہ ۵۲۱ و تفسیر مجمع البیان للشیخ ابی علی فضل
بن حسن الطبرسی ج ۲ صہ ۱۷۴:۔
"یعنی بالنور محمداً لانہ یھتدی بہ الخلق کما یھتدون بالنور عن قتادہ
واختارہ الزجاج "
"کہ اللہ تعالیٰ نے نور سے آنحضرت سرکار نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی ذات والاصفات کو مراد لیا ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

ذریعہ مخلوق اسی طرح ہدایت حاصل کرتی ہے جس طرح کہ وہ نور یعنی روشنی کے ذریعہ حاصل کرتی ہے"۔

اس کلام سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ آنحضرت اور آئمہ علیہم السلام کو نور اسی لئے کہا گیا ہے کہ ان کے ذریعہ بھی اسی طرح ہدایت حاصل کی جاتی ہے جس طرح کہ نور بمعنی روشنی کے ذریعہ رہبری اور ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ امام اور نبی کو نور سے مشابہت حاصل ہے وجہ شبہ رہبری اور ہدایت ہے اس لئے لفظ نور کا محمد و آل محمد علیہم السلام کے لئے استعمال کیا گیا ہے، اس احتمال کے مطابق۔ نور و کتاب مبین کے الفاظ میں جو "واو عاطفہ" واقع ہوئی ہے یہ عطف تفسیری کے لئے نہیں ہو گی کیونکہ نور سے مراد محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں اور کتاب مبین سے مراد قران پاک ہے اور یہ دونوں آپس میں دو متغائر چیزیں ہیں لہذا اس صورت میں عطف اپنے اصلی معنی کے مطابق تغائر کے لئے ہو گا۔

مؤیدات احتمال دوم

اس احتمال کے مطابق "نور سے بھی مراد محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں اور "کتاب مبین" سے مراد بھی محمد و آل محمد علیہم السلام ہی ہیں۔ لفظ مبین جو کتاب کی صفت واقع ہوا ہے۔ وہ دلالت کر رہا ہے کہ اس کتاب سے مراد کوئی ایسی کتاب ہے جو بذات خود بغیر کسی دوسری چیز کی طرف احتیاج رکھنے کے بیان اور وضاحت کرنے کے وصف سے متصف ہے، اور ظاہر ہے کہ قران بذات خود ایک ایسی صامت اور خاموش چیز ہے کہ جو اپنے مطالب اور معانی کی وضاحت میں کسی ناطق اور گویائی رکھنے والے شخص کی طرف محتاج ہے اور وہ ناطق ہستی محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں۔ جو قران کریم کے صحیح معنی اور مفاہیم کو مخلوق کے سامنے بیان کرتے اور واضح فرماتے ہیں۔ انہیں قران کریم کے پورے علوم سے خداوند تعالیٰ نے مشرف فرمایا اور پھر انہیں قوت گویائی بخشی کیونکہ وہ نوع انسانی کے ایسے کامل ترین افراد ہیں کہ جن کو فصاحت و بلاغت اور حکمت و دانش کے اعلیٰ معیار سے اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا۔ لہذا لفظ "مبین" اولاً و بالذات انہیں نفوس مقدسہ کی صفت ہو سکتی ہے۔ قران پاک کو اگرچہ مبین کہا جا سکتا ہے لیکن ثانیہ و بالعرض، کیونکہ قران پاک اپنے بیان اور وضاحت میں محمد و آل محمد علیہم السلام کے بیان کی طرف محتاج ہے لہذا قران کا مبین کی صفت سے متصف ہونا واسطہ پر مبنی اور موقوف

ہے کیونکہ وہ محمد وآل محمد علیہم السلام کے واسطہ سے مبین ہے اور محمد وآل محمد علیہم السلام بلا واسطہ صفت مبین سے متصف ہیں۔ رہا یہ امر کہ محمد وآل محمد علیہم السلام نوع انسانی کے افراد ہیں لہذا ان کو کتاب کیسے کہا جا سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے محمد وآل محمد علیہم السلام کو مجازاً "نور" کہنا صحیح ہے ایسے ہی انکو مجازاً "کتاب" سے تعبیر کرنا بھی درست ہے اسی لئے ان کو احادیث معصومین میں قران ناطق سے بھی تعبیر کیا گیا ہے، اور کتاب سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ (از کتاب نوری انسان ص۲۵ تا ص۲۶)

اس کے بعد سرکار علامہ نے "محمد وآل محمد علیہم السلام کتاب مبین ہیں" کا عنوان قائم کر کے احادیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ نہ صرف محمد وآل محمد علیہم السلام کو کتاب مبین کہنا جائز ہے بلکہ احادیث میں ہر انسان کے لئے بھی کتاب کا لفظ آیا ہے۔ احادیث سے استشہاد کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

ان روایات سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بطور تشبیہ ہر انسان کو کتاب مبین کہا جاتا ہے اور جب ہر انسان کو کہا جاتا ہے تو امام اور نبی کو کتاب مبین کہنا تو بطور اولی صحیح ہے خاص کر جب کہ احادیث ائمہ میں جناب امیر المومنین اور دیگر ائمہ علیہم السلام کو تفسیر قران کے اعتبار سے کتاب کا مصداق قرار بھی دیا گیا ہے لہذا آیہ کریمہ "قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین" میں لفظ "نور" اور "کتاب مبین" ہر دو سے محمد وآل محمد علیہم السلام کا مراد ہونا صحیح ہو سکتا ہے۔ مگر یہ دونوں لفظ بطور استعارہ استعمال ہوئے ہیں لہذا نہ ہی "کتاب مبین" کا لغوی معنی مراد ہوگا نہ ہی نور کا لغوی معنی کیونکہ (یہاں) نور سے نہ روشنی مراد ہے نہ کتاب سے اوراق کاغذ کتاب۔

معلوم ہوا کہ وہ لوگ کم سواد اور علم بلاغت سے بے بہرہ ہیں جو محمد وآل محمد علیہم السلام کے حق میں لفظ "نور" کے استعمال سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب وہ نور تھے تو پھر نہ انہیں کھانے کی ضرورت تھی نہ پینے کی نہ نکاح وغیرہ کی، وہ نوع انسانی کے افراد نہیں وغیرہ وغیرہ۔ العیاذ باللہ۔ جہالت بُری بلا ہے اور اس کے مفاسد لاتعداد اور بے شمار ہوتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ محمد وآل محمد علیہم السلام نوع انسان کے افراد ہیں مگر ایسے کامل ترین افراد ہیں کہ صرف انکا خالق اللہ جل شانہ ان سے افضل ہے۔ دیگر ہر چیز سے وہ افضل ہیں۔ جن وانس ملک وفلک، لوح وقلم، عرش وکرسی، آفتاب وماہتاب وغیرہ ہر چیز ان کی خاطر پیدا ہوئی ہے لہذا کوئی شے ان کے ہم پلہ نہیں اور فضل وشرف میں ان سے برابری بھی نہیں کر سکتی چہ جائیکہ کوئی شے اُن سے افضل ہو۔ بے شک وہ نور ہیں مگر ان کی

کسی کو عطا نہیں فرمایا۔ لہذا بے شک وہ "نور" ہیں لیکن اس سے یہ نتیجہ مرتب کرنا انتہا
جہالت ہے کہ وہ حضرت آدم اور دیگر اپنے آباؤ اجداد کی اولاد نہیں یا اپنی اولاد
وہ آباؤ اجداد نہیں۔ اور ان کی نوع اپنے آباؤ اجداد اور اپنی اولاد سے جداگانہ ہے۔

یعسوب شہد کی مکھیوں میں سے ایک نر مکھی ہوتی ہے جو

۲۔ یعسوب الدین: مکھیوں کی سردار اور ان کی بادشاہ ہوتی ہے اور لفظ یع
الدین حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شان والاشان میں بھی وارد ہوا ہے۔ جو آپ کے
میں شمار ہوتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ جب یہ لفظ جناب امیر کی شان میں واقع ہوتا ہے تو
کا لغوی معنی مکھی ہرگز مراد نہیں ہوتا ہے بلکہ یعسوب کے وصف سرداری میں تشبیہ دے
سردار کا معنی مراد ہوتا ہے۔ کہ علی علیہ السلام دین کی دنیا میں اس طرح سردار ہیں جس
"یعسوب النحل" شہد کی مکھیوں میں سب کا سردار ہوتا ہے اور جس طرح کہ لفظ یعسوب
جناب امیر کو متصف کرنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اب نوع انسان کے افراد نہیں
بلکہ وہ العیاذ باللہ مکھیوں وغیرہ کسی دوسری نوع کے افراد ہو گئے ہیں۔
اسی طرح ان کو لفظ "نور" کے ساتھ متصف کرنے کے باعث بھی یہ کہنا صحیح نہیں
سکتا کہ وہ نوع انسان کے افراد نہیں، کسی دوسری نوع کے افراد ہیں۔

مدینہ لغت عرب میں شہر کو کہا جاتا ہے

۳۔ مدینۃ العلم و باب المدینہ:- اور گھروں کا مجموعہ ہوتا ہے اور "باب"
میں دروازے کو کہا جاتا ہے جو مکان کی دیوار میں لگایا جاتا ہے یا شہر کی فصیل وغیرہ
میں لگایا جاتا ہے۔ حضرت رسول پاکؐ نے اپنے آپ کو مدینۃ العلم قرار دیا اور جناب امیر
علیہ السلام کو اس کا دروازہ قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا:-
"انا مدینۃ العلم وعلی بابھا" کہ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں"
اور ظاہر ہے کہ مدینہ کا لغوی معنی جیسے کہ بیان ہو چکا مکانوں دیواروں وغیرہ کا مجموعہ
یعنی شہر لہذا مدینہ کے لغوی معنی سے آنحضرتؐ مراد نہیں ہو سکتے اس لئے مجاز کے اعتبا
اور تشبیہ کے لحاظ سے ہی حضور نے اپنے آپ کو مدینہ اور علی کو باب فرمایا ہے یعنی جس
میں جو چیز ہوتی ہے وہ اس کے دروازے سے داخل ہو کر حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس طر
علم الٰہی کو حاوی ہوں اور عالم ہوں اور میرے بعد اس کو حاصل کرنے کا طریقہ علی عب

نورانیت انسانیت کے منافی نہیں - اور ان کی انسانیت ان کے نور ہونے کے خلاف نہیں انسان کے لغوی معنی کے لحاظ سے وہ انسان ہیں اور نور کے مجازی معنی کے اعتبار سے وہ نور ہیں۔ اور ایسے الفاظ انکی شان میں کثرت سے واقع ہوئے ہیں جن سے ان الفاظ کے لغوی حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ ان سے مجازاً ان نفوس قدسیہ کے ذوات مقدسہ مراد ہیں۔ ذیل میں انکی چند ایک مثالیں پیش کی جاتی ہیں :-

مثل "نور" آئمہ کی شان میں مجازاً استعمال ہونے والے دیگر الفاظ

(۱) اسد اللہ - اسد عربی میں شیر کو کہا جاتا ہے۔ جو جنگل کا ایک جری اور بہادر درندہ ہے جو ایک خاص نوع کا حیوان اور جانور ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمایا ہے اور جس طرح دیگر ہر چیز کا مالک خداوند عالم ہے اسی طرح اس کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اس جانور کو بایں معنی اسد اللہ کہا جا سکتا ہے یعنی "اللہ کا شیر"

یہی لفظ اسد اللہ حضرت جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کی شان والا شان میں وارد ہوا ہے۔ جو حضور کے فضائل میں شمار ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت جناب امیر کی شان میں اس لفظ کو مجازاً استعمال کیا گیا ہے یعنی جب کہا جاتا ہے۔ "علیؑ" اسد اللہ" تو مطلب یہ ہوتا ہے - کہ علی ایسا مرد مجاہد ہے جو شیر کی مثل جری اور بہادر ہے۔ میدان کارزار میں علی کا قدم ہمیشہ دشمن کی طرف آگے کو ہی بڑھتا تھا۔ شکست خوردہ ہو کر پسپا ہونا، یہ علی کے متعلق سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا علی بایں معنی اللہ کا شیر ہے۔

اب اگر کوئی شخص لفظ اسد کو لغوی معنی پر محمول کر کے اس جنگلی درندے کے دیگر خواص جناب امیر کے لئے ثابت کرنا شروع کر دے تو یہ اس کی انتہائی حماقت اور جہالت ہو گی۔

اسی طرح جناب امیر اور دیگر معصومین کو جب نور کہا جاتا ہے تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ وہ کامل اور اکمل رہبر اور ہادی ہیں جو حقائق اور معارف حقہ کو اس طرح واضح اور ظاہر کر دیتے ہیں جس طرح نور دنیا کی اشیاء کو واضح کر دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے خزانہ خاص سے اس کثرت سے علم و حکمت وغیرہ کمالات سے سرفراز کیا ہے کہ جو شرف اللہ تعالیٰ نے

ہیں کیونکہ وہ بھی ان تمام علوم کے عالم ہیں جن کو میں جانتا ہوں لہٰذا جس طرح جناب رسول
کو مدینہ اور علی علیہ السلام کو باب کہنے سے یہ صحیح نہیں کہ انکی نوع اب جداگانہ ہوگئی۔ اسی
طرح ان کو "نور" کہنے سے بھی ان کی نوع کا جداگانہ ہو جانا صحیح نہیں ہوسکتا بلکہ وہ نوع
انسان سے ہی ہیں۔

۴۔ دارالحکمۃ وبابھا:۔

دار کا معنی ہے گھر۔ اور باب کا معنی دروازہ جیسا
بیان ہوچکا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے آپ کو حکمت کا گھر قرار دیا اور علی علیہ السلام کو اس کا دروازہ قرار دیا۔ کیونکہ حضور نے
فرمایا:۔ "انا دار الحکمۃ وعلی بابھا" "کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے"
اور ظاہر ہے کہ گھر اس حویلی اور مکان کا نام ہوتا ہے جو اینٹ پتھر وغیرہ سے بنا ہوا ہوتا ہے
حضور کا یہ فرمان اسی تشبیہ کے اعتبار سے ہی درست ہوسکتا ہے کہ آپ حکمت کے عالم اور اس پر
اسی طرح حاوی تھے جس طرح گھر کسی چیز پر حاوی ہوتا ہے۔ کیا کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے
نے جب اپنے آپ کو گھر قرار دیا تو اس کی نوع ہی جداگانہ ہوگئی اور وہ العیاذ باللہ نوع انسان
سے ہی نہیں رہے، اور جب حکمت کا گھر اور علی کے اس گھر کا دروازہ ہونے سے ان کی نوع جدا
نہیں ہوسکتی تو ان کے "نور" ہونے سے بھی وہ نوع انسان سے الگ کوئی نوع رکھنے والی ہستی
قرار نہیں دیئے جا سکتے بلکہ وہ نور بھی ہیں۔ مدینۃ العلم بھی ہیں اور جناب امیر المومنین علیہ
اسد اللہ بھی ہیں، یعسوب الدین، باب مدینۃ العلم، باب دار الحکمۃ، لسان اللہ، عین اللہ، ید اللہ
قائد الغر المحجلین، اذن اللہ، کتاب مبین اور قرآن ناطق بھی ہیں لیکن ان تمام باعظمت القاب
مصداق ہونے کی وجہ بس **تشبیہ** ہے۔ اور ان تمام القاب کا مصداق ہونے کے باوجود
وہ نوع انسان سے خارج نہیں، اور کسی دوسری نوع کا مصداق نہیں ہوسکتے بلکہ وہ نوع انسان
کے ہی سب سے زیادہ باکمال اور باعظمت افراد ہیں۔

وہ باب مدینۃ العلم اس لیے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم ان کے
ہی ذریعہ حاصل ہوسکتے تھے جس طرح کہ شہر میں رکھی ہوئی چیز اس کے دروازے سے جا کر
ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ باب دار الحکمت اس لیے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جن حکمتوں کے عالم تھے، ان کے حاصل ہونے کا ذریعہ جناب امیر ہی تھے جس طرح گھر کے
اندر رکھی ہوئی چیز وہی حاصل کرسکتا ہے جو دروازے سے داخل ہوکر اندر جائے، وہ لسان

اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان مبارک کو اپنے احکام اور مخلوق تک پہنچانے کا ذریعہ
بنایا۔ جس طرح کہ ہر انسان کے مافی الضمیر کے اظہار کا ذریعہ اس کی زبان ہی ہوتی ہے اور ان کی
زبان حق بیان پر وہ کلام جاری ہوتا تھا، جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوتا تھا
وہ عین اللہ اس لئے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مخلوق کے نگران تھے، وہ ید اللہ
اس لئے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مخلوق کے لئے نعمتِ خدا تھے نیز ان کے دست
حق پرست (دست) مبارک پر بیعت کرنا بیعتِ خدا کے حکم میں قرار دیا گیا تھا۔ وہ قائد الغر المحجلین
اس لئے کہلائے کہ وہ ان نماز گزاروں کے رہبر اور امام ہیں، جن کی پیشانیاں اور دیگر اعضاء وضو
بروز قیامت روشن اور نورانی ہونگے، وہ اذن اللہ اس لئے تھے کہ ان کا گوش مبارک ہمیشہ اسی
بات کو سننے کا خواہاں ہوتا تھا جس کا سننا خوشنودی خدا کا باعث ہو اور ان کے کتاب مبین اور قرآن
ناطق کا مصداق ہونا سابقاً بیان ہو چکا کہ وہ قرآن کریم کے تمام علوم کو جاننے والے اور ان کی
وضاحت اور ان کا ایسا بیان کرنے والے تھے کہ جس کے ذریعہ مخلوق خدا کو اسی طرح معرفت
خدا حاصل ہو سکتی تھی جس طرح کہ معرفت حاصل ہونے کا حق ہے۔

مگر ان تمام کمالات سے متصف ہونے کے باوجود وہ نوع انسان کے ہی افراد کاملہ تھے
نوع انسان سے وہ خارج نہ تھے، لہٰذا جس طرح ان تمام القاب سے متصف ہونے کے باوجود
نوع انسان ہی کے افراد تھے۔ تو اسی طرح لفظ "نور" کا مصداق ہونے کے باوجود وہ نوع انسان
سے خارج نہیں بلکہ نوع انسان کے ہی نورانی افراد تھے کیونکہ نور کا اطلاق ان پر اسی طرح تشبیہ
کی وجہ سے مجازاً ہوا۔ جس طرح قرآن پاک اور دیگر آسمانی کتابوں پر ہوا۔ اور جس طرح کہ وہ
کتابیں باوجود "نور" کے وصف سے متصف ہونے کے کتاب کی نوع سے خارج نہیں اسی طرح
یہ نفوس مقدسہ بھی نوع انسان سے خارج نہیں۔

اطلاق نور بر قرآن

آیت مبارکہ:- "قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین" پ۶۔ المائدہ آیت نمبر ۱۵
کے معنی مراد کے متعلق تیسرا احتمال سابقاً گزر چکا ہے کہ اس آیت مبارکہ کے معنی مراد کے
متعلق تیسرا احتمال یہ ہے کہ نور اور کتاب مبین ہر دو لفظوں سے مراد قرآن پاک ہے اس احتمال
کی تقدیر پر "واو عاطفہ" تفسیر کے لئے ہوگی۔ لہٰذا معنی یہ ہوگا کہ اللہ کی طرف سے تمہارے

پاس ایک نور یعنی کتاب مبین آئی ہے ۔ ابو علی جبائی نے جو اہل سنت کے مفسر ہیں۔ اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو، تفسیر مجمع البیان الجز الثالث ص۱۷۴ تفسیر البیان ج ا ص۵۲۱، تفسیر الصافی ص۱۲۵ : " وقیل عنی بہ القرآن لانہ یبین الحق من الباطل عن ابی علی الجبائی " کہ بعض نے کہا ہے کہ نور سے مراد قران پاک ہے کیونکہ وہ حق کو باطل سے ممتاز اور واضح کرتا ہے۔ یہ مجمع البیان کے الفاظ ہیں۔ اور تفسیر الصافی کے الفاظ یہ ہیں :۔

نور اور کتاب مبین دونوں الفاظ سے مراد قران کریم ہے اور اس قول کی تائید اس سے کی گئی ہے کہ " بہ " کے لفظ میں ضمیر مفرد کی واقع ہوئی ہے ۔ اگر نور سے مراد اور چیز ہوتی اور کتاب سے مراد دیگر چیز تو پھر یہ لفظ " بہ " نہ ہوتا بلکہ " بھما " ہوتا یعنی تثنیہ کی ضمیر لائی جاتی مگر تثنیہ کی نہیں مفرد کی ضمیر لائی گئی ہے ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ نور اور کتاب مبین ہر دو سے مراد ایک ہی چیز ہے کہ جو قران کریم ہے۔

پ۹ ۔ الاعراف ۔ ع۱۹ ۔ آیت ۱۰۷

" فالذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون "

" کہ وہ لوگ جو رسول پاک پر ایمان لائے اور آپ کی انہوں نے نصرت اور تائید کی اور اس نور کا انہوں نے اتباع کیا جو آپ کے ساتھ نازل کیا گیا ہے ۔ یہی لوگ وہ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں "

اس آیت مبارکہ میں جو لفظ " النور " وارد ہوا ہے اس سے حسب روایت عیاشی از امام محمد باقر علیہ السلام و بروایت کافی کلینی از امام جعفر صادق علیہ السلام مراد علی علیہ السلام ہیں۔ جیسا کہ تفسیر صافی ص۲۰۷ اور تفسیر البرھان جلد ا ص۲۷۰ ۔ ص۲۷۱ تفسیر عمدۃ البیان ج ا ص۴۳۷ میں منقول ہے ۔

لیکن بعض علماء نے اس مقام پر نور سے مراد قران کریم لیا ہے ۔ چنانچہ مولانا فرمان علی اپنے ترجمہ میں لکھتے ہیں :۔ " اور اس نور " قران " کی پیروی کی جو اس کے ساتھ نازل ہوا نیز تفسیر صافی ص۲۰۷ میں بھی تحریر ہے ۔ " قیل النور القرآن " کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ " نور " سے مراد قران پاک ہے ۔

صاحب تفسیر عمدۃ البیان تحریر فرماتے ہیں " واتبعوا " اور پیروی کی انہوں نے ۔

نور الذی انزل معہ" نور کی جو نازل کیا گیا ہے ہمراہ اس کے کہ وہ قران ہے صاحب
تفسیر التبیان لکھتے ہیں :۔ ملاحظہ ہو جلد ۱ صفحہ ۲۹ :۔
" واتبعوا النور الذی انزل معہ یعنی القران سماہ نوراً لانہ یھتدی بہ کما
یھتدی بالنور"۔
"کہ اس آیت مبارکہ واتبعو النور الذی انزل معہ میں النور سے مراد قرآن ہے۔
قران کا نام نور اس وجہ سے رکھا ہے کہ اس کے ذریعہ اسی طرح ہدایت حاصل کی جاتی ہے جس
طرح کہ نور کے ذریعہ رستے کا علم حاصل کیا جاتا ہے نیز ملاحظہ ہو تفسیر مجمع البیان الجزو الثالث
ج ۲ صفحہ ۴۲۸ (واتبعوا النور) "معناہ القران الذی ھو نور فی القلوب کما ان الضیاء نور فی
العیون ویھتدی بہ الخلق فی امور الدین کما یھتدون بالنور فی امور الدنیا"
"کہ آیت مبارکہ (واتبعوا النور) میں نور کا مرادی معنی وہ قران پاک ہے کہ جو اہل ایمان
کے دلوں میں اسی طرح نور ہے جس طرح کہ آنکھوں میں روشنی ہوتی ہے، اور امور دین
میں اس کے ذریعہ اسی طرح ہدایت اور رہبری حاصل کی جاتی ہے، جس طرح امور دنیا میں
روشنی کے ذریعہ رہبری حاصل کی جاتی ہے۔

پ ۲۸ - التغابن ۱۴ - ع ۱۵ - آیت ۸
" فآمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا"
"کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لاؤ اور اس نور پر ایمان لاؤ
جو ہم نے نازل کیا ہے"

اس آیت مبارکہ میں جو لفظ "النور" وارد ہوا ہے اس سے بھی بعض لوگوں نے
قران پاک مراد لیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو تفسیر الصافی صفحہ ۵۲۴، تفسیر المیزان ج ۱۹ صفحہ ۳۴۷ تفسیر
مجمع البیان ج ۵ صفحہ ۲۹۹، تفسیر التبیان ج ۲ صفحہ ۶۸۱ تفسیر عمدۃ البیان ج ۳ صفحہ ۲۱۱
التبیان اور مجمع البیان کے الفاظ تقریباً یہ ہیں :۔
" والنور الذی انزلنا" وھو القرآن سماہ نوراً لما فیہ من الادلۃ والحجج
الموصلۃ الی الحق فشبہ بالنور الذی یھتدی بہ الی الطریق"
"کہ اس آیت مبارکہ" والنور الذی انزلنا" میں لفظ نور سے مراد قران پاک
ہے۔ ان دلائل و براہین کے باعث اسے نور کے لفظ سے موسوم کیا ہے جو اسی

قرآن مجید میں موجود ہیں اور حق کی رہبری کرنے والے ہیں۔ قرآن پاک کو "نور" بمعنی روشنی سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ روشنی کے ذریعہ رستے کا علم حاصل کیا جاتا ہے"۔ خلاصہ یہ کہ اس آیت میں نور سے قرآن پاک کو تشبیہ دی گئی ہے اور پھر لفظ نور بول کر مجازاً قرآن مراد لیا گیا ہے۔

پ۶ ۔ النساء ۴ ع آیت ۔ ۱۷۴

"یا ایھا الناس قد جاء کم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبیناً"

"اے لوگو! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محکم دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک وضاحت کرنیوالا نور نازل کیا"

اس آیت میں جو "نوراً مبیناً" واقع ہوا ہے اس نور مبین سے بعض لوگوں نے قرآن پاک مراد لیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو تفسیر "مجمع البیان" جلد ۲ ص ۱۴۷ ۔ تفسیر التبیان ص ۴۹۶ تفسیر "عمدۃ البیان" ج ۱ ص ۲۸۰ "تفسیر الصافی" ص ۱۲۱

اگرچہ روایات معصومین علیہم السلام میں نور مبین سے جناب امیر علیہ السلام اور امامت کا مراد ہونا بھی وارد ہوا ہے۔ لیکن چونکہ امام کی ذات بھی تشبیہ اور مجاز کے طریقہ پر ہی مراد ہو سکتی ہے، اور قرآن پاک بھی مجازاً ہی مراد ہو سکتا ہے۔

کیونکہ نور کا لغوی معنی تو روشنی ہے۔ جیسے سابقاً بارہا بیان ہو چکا۔ لہذا جن لوگوں نے قرآن پاک مراد لیا ہے، انہوں نے روشنی سے تشبیہ دے کر مجازاً ہی مراد لیا ہے چنانچہ "التبیان" کے الفاظ یہ ہیں:۔

"وذالک النور ھو القرآن الذی انزلہ اللہ علیٰ محمد وھو قول مجاھد وقتادہ والسدی وابن جریح وجمیع المفسرین وانما سماہ نوراً لما فیہ من الدلالۃ علی ما امر اللہ بہ ونھی عنہ والاھتداء بہ تشبیھا بالنور الذی یھتدی بہ الظلمات"

"کہ اس نور سے مراد وہ قرآن پاک ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نبی محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل فرمایا، مجاہد و قتادہ وسدی وابن جریح اور تمام مفسرین کا یہی قول ہے۔ اس کا نام نور اس لئے رکھا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی پر دلالت اور رہبری موجود ہے اور یہ نام اسے اس

روشنی کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ سے دیا گیا ہے کہ جس کے ذریعہ تاریکیوں
میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے "
ان تمام آیات میں جبکہ نور سے مراد قرآن لیا جاسکتا ہے تو کیا اس سے قرآن پاک کتاب نہیں
رہے گی۔ بدل کر کچھ اور چیز ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں! قرآن پاک نور بھی ہے اور پھر بھی کتاب ہے
اسی طرح محمد و آل محمد علیہم السلام نور بھی ہیں اور انسان بھی ہیں۔ نوع انسان سے خارج نہیں
ہیں۔ ورنہ قرآن پاک میں انکو انسان نہ کہا جاتا حالانکہ سابقاً اس کثرت سے ان کی انسانیت پر
آیات و احادیث پیش کی جاچکی ہیں کہ قرآن و حدیث پر ایمان رکھنے والا کوئی شخص اس کا
انکار نہیں کر سکتا۔

❖ نورانیت توریت ❖

صرف قرآن پاک کو ہی نہیں بلکہ توریت کو بھی نور سے متصف کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد
قدرت ہے :۔ پ الانعام ۶ ع ۱۱ آیت ۹۱"۔
"قال من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسی نوراً وھدی للناس"۔
"(کہ اے نبی کہہ دیجئے کہ) اس کتاب کو کس نے نازل کیا جو موسی علیہ السلام لائے
تھے جبکہ وہ لوگوں کے لئے نور اور ہدایت تھی "
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُسے (توریت کو) نور کہا ہے نیز اُسے ہدایت بھی کہا ہے اور
ظاہر ہے کہ توریت کو روشنی کے ساتھ تشبیہ دینے کے باعث ہی مجازاً نور کہا ہے کیونکہ
توریت بھی اسی طرح ہدایت اور رہنمائی کا باعث تھی جس طرح کہ روشنی رہنمائی کا باعث ہوتی ہے
"پ المائدہ ۵ ع آیت ۔۴۴"
"انا انزلنا التوارۃ فیھا ھدی ونور"۔
"بے شک ہم نے توریت کو نازل کیا، اس میں ہدایت اور نور تھا"
اس آیت سے بھی توریت کی نورانیت ثابت ہے اس میں ہدایت و رشد کے جو دلائل
ودیعت کئے گئے تھے ان کی رہنمائی میں روشنی سے تشبیہ دے کر اُن کے لئے نور کا استعارہ
کیا گیا ہے اور انہیں مجازاً نور کہا گیا ہے، یہی صورت امام اور نبی کی بھی ہوتی ہے کیونکہ وہ
بھی ہادی اور رہنما ہوتے ہیں۔ اس لئے انکو بھی "نور" یعنی روشنی سے تشبیہ حاصل ہوتی ہے

لہذا وہ نور کہلاتے ہیں۔

⁘ نورانیت انجیل ⁘

پ۶ ۔ المائدہ ۵ ع ۱۱ آیت ۔ ۴۶

" وآتیناہ الانجیل فیہ ھدی ونور "

" اور ہم نے اسے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور تھا"

انجیل میں بھی چونکہ مثل توریت ہدایت ورشد اور علم وعرفان کے دلائل وبراہین ودلیت تھے جیکے باعث راہ حق اور صراط مستقیم کی رہنمائی کرتی تھی لہذا اسے بھی نور کہا گیا کیونکہ نور روشنی کا نام ہے جس کا کام رستے اور دیگر تمام اشیاء کو ظاہر کر دینا ہے، اس لئے انجیل کو بھی اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور مثل قران وتوریت اس میں ودلیت کردہ علم وحکمت اور دلائل وبراہین کے لئے نور کا استعارہ کیا گیا۔

ایمان وعرفان بھی نور ہے اور کفر وشرک اور ضلالت وفسق۔ "ظلمات"

" پ۳ ع ۱ البقرہ ۲ آیت ۲۵۷ "

" اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور "

" اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ولی ہے جو ایمان لائے انکو اللہ تعالیٰ تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے "

اس آیت میں نور سے مراد ایمان وعرفان۔ توبہ ومغفرت ہے۔ کیونکہ وہ قلب مومن سے فسق وفجور اور کفر وشرک کی گھٹاؤں کو دور کر کے روشن کر دیتے ہیں لیکن روشنی سے انکو تشبیہ حاصل ہے اس لئے ان کے لئے نور کا استعارہ کیا گیا۔ اس کے بعد قدرت کا ارشاد ہے:۔

" والذین کفروا اولیاھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت "

" اور جن لوگوں نے کفر اختیار کر لیا ان کے سرپرست اور ان کے ڈڈیرے شیطان ہیں جو ان کو نور سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں "

اس آیت میں بھی نور کا علم وعرفان اور ہدایت ورشد کے لئے استعارہ کیا گیا ہے اور اسکے

میں کفر و شرک و فسق و فجور وغیرہ کے لئے ظلمات کا استعارہ کیا ہے اور یہ استعارہ قران
کریم میں بکثرت مقامات پر واقع ہوا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

پ۶ المائدہ ۵ آیت ۱۶

"و یخرجھم من الظلمات الی النور باذنہ"

"کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب مبین کے ذریعہ جن لوگوں کو چاہتا ہے انہیں اپنے اذن سے
کفر و شرک اور فسق و فجور وغیرہ کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان و ایقان اور معرفت و تقویٰ
کے نور کی طرف پہنچا دیتا ہے۔"

پ۱۳۔ ابراھیم ۔ ۱۴ ۔ ع ۱ ۔ آیت ۱

"الر ۔ کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور"۔

"یہ "قران پاک" ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے تیری طرف اس لئے نازل کیا ہے کہ تو
لوگوں کو "کفر و شرک اور فسق و فجور اور ضلالت و جہالت وغیرہ کی" تاریکیوں سے نکال کر
ایمان و عرفان ، عدالت و تقویٰ اور ہدایت و رشد کے "نور کی طرف نکال دے۔

پ۱۳ ۔ ابراھیم ۔ ۱۴ ۔ ع ۱ ۔ آیت ۔ ۵

"ولقد ارسلنا موسیٰ بآیتنا ان اخرج قومک من الظلمات الی النور"

"بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزات کے ساتھ مبعوث کیا اور اسے حکم دیا کہ اپنی
قوم کو کفر وغیرہ کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان و معرفت وغیرہ کے نور تک پہنچا دو۔"

پ۲۲ ۔ الاحزاب ۔ ۳۳ ۔ ع ۶ ۔ آیت ۴۳

"ھو الذی یصلی علیکم و ملائکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور"

"وہی تو وہ خدا ہے جو تمہارے اوپر رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے
طلب رحمت کرتے ہیں اور ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ وہ تمہیں "کفر وغیرہ کی" تاریکیوں سے
نکال کر "ایمان وغیرہ کے" نور کی طرف پہنچا دے۔"

پ۲۷ ۔ الحدید ۔ ۵۷ ۔ ع ۱ ۔ آیت ۹

"ھو الذی ینزل علی عبدہ آیات بینات لیخرجکم من الظلمات الی النور"

"وہی تو وہ خدا ہے جو اپنے بندے پر روشن اور واضح آیات اس لئے نازل کرتا ہے
کہ وہ تمہیں "کفر و شرک وغیرہ کی تاریکیوں سے نکال کر "ایمان و عرفان" وغیرہ کے

نور کی طرف لے جائے "

پ۲۸ الطلاق - ۲۵ - ع۱۸ - آیت ۱۱

" قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً یتلو علیکم آیات اللہ مبینٰت لیخرج الذین آمنوا وعملوا الصلحات من الظلمت الی النور "

" بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف ذکر یعنی رسول پاک کو نازل کیا ہے جو تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی واضح آیات کی اس لئے تلاوت کرتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے عمل صالح کئے ان کو "کفر و شرک اور ضلالت اور فسق وغیرہ کی " تاریکیوں سے نکال کر " علم و عرفان اور ایمان و ایقان وغیرہ کے " نور کی طرف لے جائے "

ان تمام آیات سے مثل روز روشن واضح ہے کہ نور کا اطلاق مجازاً ایمان و ایقان اور علم و عرفان کے لئے بلکہ ہر کمال کیلئے قران و حدیث میں کثرت کے ساتھ واقع ہے اور اسی سے یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جب ایمان و عرفان کو نور کہا جاتا ہے تو صاحب ایمان و عرفان یعنی مومن و عارف بندہ یقیناً نوری ہے -

از روئے قران و حدیث ہر مومن نوری ہے

پ۲۳ - الزمر - ۳۹ - ع۱۷ آیت ۲۲

" افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ "

" تو کیا وہ شخص جس کے سینے کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو اور اس وجہ سے وہ اپنے رب کی طرف سے " ایمان و عرفان اور ہدایت و رشد کے نور پر فائز ہو، (وہ گمراہوں کے برابر ہو سکتا ہے) "

" فھو علی نور " کے الفاظ اس مطلب کے لئے نص ہیں کہ ہر مومن عارف نوری ہوتا ہے۔

پ۸ الانعام ۶ ع۱۴ آیت ۱۲۲

" اومن کان میتاً فاحییناہ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمت لیس بخارج منھا "

" کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا اور اسکو ایسا " ایمان و عرفان کا " نور رحمت کر دیا جس کے ذریعہ وہ لوگوں میں ' بابصیرت ہو کر ' چلتا پھرتا ہے اس

شخص کی مانند ہو سکتا ہے کہ جو "کفر و ضلالت اور شرک و خیانت کی" تاریکیوں میں
گرفتار ہو، ان سے باہر ہی نہ نکل سکتا ہو" (یعنی یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے)"۔
"وجعلنا لہ نوراً"، کے الفاظ نصاً دلالت کر رہے ہیں کہ صاحب ایمان و عرفان من جانب اللہ
عطیہ نور پر فائز ہوتا ہے۔ نوری انسان ص ۲۶۳ تا ص ۲۸۷
اس کے بعد سرکار علامہ نے احادیث کے ذریعہ اہل ایمان کا نوری ہونا ثابت کیا ہے۔ پھر
از روئے منطق انسان اور بشر کی بحث فرمائی ہے اور ادارہ الانوار کے رسالہ کے تمام بودے دلائل کا جواب
دیکر اسکے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے ہیں اور کتاب کے آغاز میں سینکڑوں آیات قرآن کریم سے انبیاء
علیہم السلام کا بشر، انسان، بنی آدم اور رجل ہونا ثابت فرمایا ہے، جس کو مفصل طور پر پڑھنے کا شوق
ہو وہ کتاب "نوری انسان" مخزن العلوم الجعفریہ شیعہ میانی ملتان سے حاصل کر کے مطالعہ کرے۔

کتاب "نوری انسان" کے مذکورہ اقتباسات نقل کرنے کی اصل وجہ

ہم نے کتاب "نوری انسان" کے مذکورہ اقتباسات اسلئے اس مقام پر درج کئے ہیں کہ ایک تو
یہ اقتباسات شیعہ نقطہ نظر کو ظاہر کرنے کیلئے نور کے اس تیسرے تصور کیلئے سند کی حیثیت رکھتے
ہیں۔ دوسرے اسلئے نقل کئے گئے ہیں تاکہ پاکستان کے بے خبر اور سادہ لوح شیعہ عوام کو یہ معلوم
ہو جائے کہ ہمارے جن بزرگ شیعہ علماء کو شیخی حضرات مقصر، مقصرہ ظاہری۔ خالصی۔ نجدی اور
وہابی وغیرہ کہتے ہیں انکے اور شیخیوں کے نظریات آمنے سامنے کر دیئے جائیں۔ لہذا اسی مقصد کے
پیش نظر ہم نور کے چوتھے تصور میں صرف شیخی تصور پیش کریں گے۔
اگرچہ اس عنوان کے تحت ابھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن چونکہ کتاب کی ضخامت بڑھتی
جا رہی ہے۔ دوسرے نور کے اس زیر عنوان تصور کے بارے میں سرکار علامہ حضرت استاذ العلماء
سید گلاب شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی مذکورہ تحریر شیعہ نکتہ نظر سے حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے
لہذا ہم صرف انکے بیان پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور آئندہ صفحات میں رؤسائے مذہب شیخیہ کی
کتابوں سے نور کے چوتھے تصور کا بیان نقل کرتے ہیں۔

محمدؐ و آل محمدؐ بشر نہیں تھے۔ بلکہ اُنکی نوع تمام کائنات سے جدا گانہ تھی
ہر نوع کے پاس اسی نوع سے اور اسی جنس سے اسی کی زبان بولنے والا
نبی آتا ہے۔ محمدؐ و آل محمدؐ کائنات کے ہادی تھے لہٰذا وہ ہر زمانے میں
ہر نوع کے پاس شکل بدل بدل کر آتے رہے یعنی جمادات کے پاس
جماد کی شکل میں، نباتات کے پاس نبات کی شکل میں، حیوانات کے
پاس حیوان کی شکل میں، بشر کے پاس بشر کی شکل میں آئے

نور کا چوتھا تصوّر

شیخی عقیدہ کا بیان

مولف حقائق الوسائط مولانا محمد بشیر صاحب انصاری اپنی کتاب حقائق الوسائط جلد دوم کے صہ ۱۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ حضرات عالم ارواح میں بشکل روحانی اور عالم ملکوت میں بشکل ملکوتی اور عالم نور میں بشکل نورانی ہادی بن کر تشریف لائے اور جب عالم ناسوت میں (انسانوں کے پاس) تشریف لائے تو ہیکل ناسوتی (انسانی) میں تشریف لائے، جس جس طرح امت تبدیل ہوتی گئی ان کی شکل ظاہری تبدیل ہوتی گئی، لیکن حقیقت اولیہ روحانیہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، یعنی صرف ظاہری لباس بدلتا رہا لہذا انکی نوع جداگانہ ہے"

اور حقائق الوسائط جلد دوم صہ ۱۴۶ پر اس عنوان کے تحت کہ علماء محققین نے اطلاق بشریت سے انکار نہیں کیا۔ فرماتے ہیں:-

"قائلین وحدت نوع نے اپنی تالیف "اصول الشرلعیہ" میں کثیر صفحات صرف اس مقصد کے ثبوت میں ضائع کئے ہیں کہ حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام اور ہر ایک نبی و امام کیلئے

بشریت کا اطلاق ہوا ہے، حالانکہ محققین نے کبھی اس سے انکار نہیں کیا۔ علماء محققین کا موقف یہ ہے کہ جب یہ ذوات مقدسہ عالم ناسوت (یعنی انسانوں) کی ہدایت کے لئے تشریف لائے تو بشکل بشری ظاہر ہوئے "

پھر اس کے چند سطر بعد فرماتے ہیں :-

"ہر نبی و امام بشر بن کر ہدایت کرتا ہے جبکہ اس کی امت بشر ہو"

ہم انصاری صاحب کے مذکورہ بیان میں سے درج ذیل الفاظ کی طرف دوبارہ اپنے قارئین کی توجہ خاص طور پر مبذول کرانا چاہتے ہیں :-

۱۔ "جس جس طرح امت تبدیل ہوتی گئی انکی شکل ظاہری تبدیل ہوتی گئی لیکن حقیقت اولیہ روحانیہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی"

۲۔ "یعنی صرف ظاہری لباس بدلتا رہا لہذا انکی نوع جداگانہ ہے"

۳۔ علماء محققین کا موقف یہ ہے کہ جب یہ ذوات مقدسہ عالم ناسوت (انسانوں) کی ہدایت کیلئے تشریف لائے تو بشکل بشری ظاہر ہوئے"

۴۔ ہر نبی و امام بشر بن کر ہدایت کرتا ہے جب کہ اس کی امت بشر ہو۔

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کے اس مضمون کا حوالہ بھی دے دیا جائے جو انہوں نے درنجف ۱۵ر اکتوبر ۱۹۷۵ء میں شائع فرمایا تھا، وہ اپنے اس مضمون کے کالم ۱ کی آخری دو سطور اور کالم ۲ کی سطر ۱ تا ۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"اگر دلائل قرآنیہ و حدیثیہ اور براہین عقلیہ سے **شیخ احمد احسائی رح کا مسلک ثابت ہے** تو ہم ان کے سامنے نہیں، دلائل کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کریں گے کیونکہ عقائد میں تقلید حرام ہے مرد مومن پر تقاضائے دلیل و برہان فرض ہے اور حسب ارشاد آئمہ طاہرین علیہم السلام ایمانی درجات میں سب یکساں نہیں ہو سکتے ایک مرد مومن جو امتحان خداوندی میں کامیاب ہو چکا ہو وہ اپنے ایمان میں ہزارہا مجتہدین سے افضل ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام کے مرتبہ و مقام کا تحمل و برداشت کوئی نہیں کر سکتا مگر صرف ملک مقرب اور نبی مرسل کر سکتا ہے یا وہ مرد مومن جس کے ایمان کا امتحان خداوند عالم لے چکا ہو اور وہ اس میں کامیاب ہو چکا ہو۔ اس حدیث صحیح و متواتر سے ثابت ہے کہ **علماء و مجتہدین**

اس سے خارج ہیں۔ لہٰذا ان کا ایمان قابل تقلید نہیں ہے کیونکہ علم و اجتہاد اور چیز ہے اور ایمان و اعتقاد اور شے ہے ''

مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کو مجتہدین عظام سے کیا دشمنی ہے۔

انصاری صاحب نے اپنے اس مضمون میں جو کچھ فرمایا۔ قارئین کرام اس کا مطلب خود اپنے مقام پر اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں اور یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آخر انصاری صاحب اور انکے ساتھی مبلغین مجتہدین عظام سے اظہار دشمنی کیوں کرتے رہے ہیں، اور انکے مداح و طرفدار مجتہدین عظام اور علمائے حق سے دور دور کیوں رہتے ہیں۔ ذرا غور کیجئے ان کے ان جملوں پر:-

"ایک مرد مومن جو امتحان خداوندی میں کامیاب ہو چکا ہو وہ اپنے ایمان میں ہزارہا مجتہدین سے افضل ہے"

یہ عبارت بھی قابل غور ہے کہ:-

"جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام کے مرتبہ و مقام کا تحمل اور برداشت کوئی نہیں کر سکتا مگر صرف ملک مقرب اور نبی مرسل کر سکتا ہے یا وہ مرد مومن جس کے ایمان کا امتحان خداوند عالم لے چکا ہے اور وہ اس میں کامیاب ہو چکا ہو"

اب انتہائی قابل غور بات یہ ہے کہ جو اس سے آگے فرماتے ہیں:-

"اس حدیث صحیح و متواتر سے ثابت ہے کہ علماء و مجتہدین اس سے خارج ہیں لہٰذا انکا ایمان قابل تقلید نہیں ہے کیونکہ علم و اجتہاد اور چیز ہے اور ایمان اور اعتقاد اور شے ہے"

گویا مجتہدین سارے کے سارے بے ایمان ہی ہوتے ہیں۔

آخر انصاری صاحب کا وہ مرد مومن کونسا ہے جو ہزارہا مجتہدین سے افضل ہے، اور اس ایمان و اعتقاد سے علماء و مجتہدین کیوں خارج ہیں؟ کیا خدا کے وہ مرد مومن جنکا خدا امتحان لے اور وہ اس میں کامیاب ہوں مجتہدین میں سے نہیں ہو سکتے؟ فرماتے ہیں "نہیں"۔ "علماء و مجتہدین اس سے خارج ہیں"۔

انصاری صاحب نے اپنے زعم باطل کے مطابق اس مرد مومن کی خبر اپنے اس بیان کے آغاز میں دے دی ہے۔ اس طور پر کہ فرماتے ہیں:-

"اگر دلائل قرآنیہ و حدیثیہ و براہین عقلیہ سے شیخ احمد احسائی رح کا مسلک ثابت ہے تو ہم ان کے سامنے نہیں دلائل کے سامنے اپنا سر خم کریں گے"

مولانا صاحب کے مذکورہ بیان سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ انکی دلائل قرانیہ وحدیثیہ اور براہین عقلیہ اور شیخ احمد احسائیؒ کی دلائل قرانیہ وحدیثیہ اور براہین عقلیہ عین مطابق ہیں یعنی ایک ہی ہیں۔ انکی براہین عقلیہ سے شیخ احمد احسائیؒ کا مسلک ثابت ہے۔ لہذا جس طرح شیخ احمد احسائیؒ اور تمام روٴسائے شیخیہ نبی وامام کی نوع، انسان کی نوع سے جداگانہ قرار دیتے ہیں اسی طرح انکی براہین قرانیہ وحدیثیہ وعقلیہ بھی یہی کہتی ہیں کہ نبی وامام کی نوع جداگانہ ہے۔

اور اگر قارئین کرام غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ مولانا صاحب نے یہ لکھ کر صرف تکلف ہی کیا ہے کہ انکی دلائل قرانیہ وحدیثیہ اور براہین عقلیہ سے شیخ احمد احسائیؒ کا مسلک ثابت ہے کیونکہ انکے مکتوب مطبوعہ گلدستہ مودت سے جنہیں ہم نے بھی اپنی کتاب "ایک پراسرار جاسوسی کردار" میں شائع کر دیا ہے۔ صاف طور پر یہ راز کھل گیا ہے کہ انکی اپنی کوئی دلیل قرانیہ وحدیثیہ وبراہین عقلیہ نہیں تھیں بلکہ وہ خود اور انکے تمام ساتھی آج تک جو کچھ بیان کرتے رہے ہیں وہ شیخ احمد احسائیؒ کی شرح زیارۃ اور رئیس شیخیہ احقاقیہ مرزا موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق سے اخذ کر کے بیان کرتے رہے ہیں اور اہل پاکستان پر یہ رعب گانٹھتے رہے ہیں کہ یہ خود انکی تحقیقات ہیں لہذا خود کو محققین میں سے شمار کرتے ہوئے بڑے فخر کے ساتھ اونچی آواز سے فرماتے رہے ہیں کہ: بشیر

کہتا ہے ....!

مولانا انصاری اپنے ایک مکتوب مطبوعہ گلدستہ مودت میں فرماتے ہیں۔

"علماء شریعت ظاہرہ (مفتی ومجتہد) علوم باطنیہ کے فہم وادراک سے قاصر ہیں"

اور پھر دوسرے مکتوب مطبوعہ گلدستہ مودت میں فرماتے ہیں:۔

"آپ نے حقائق الوسائط جلد دوم کا مطالعہ فرمایا ہوگا اس میں ان بزرگوں کے عقائد کی تائید اور دلائل عقلیہ سے تسدید کی گئی ہے"

یعنی حقائق الوسائط شیخ احمد احسائیؒ اور روٴسائے شیخیہ کے عقائد کی تائید میں لکھی گئی اور انہی دلائل عقلیہ سے انکو ثابت کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مجتہدین عظام کو خمس خوار کہنا اور آیت اللہ کہلانے کے خلاف بحث اکثر قارئین کی نظر میں ہوگی۔ اس گروہ کی مجتہدین عظام اور علمائے حق سے دشمنی کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ یہ حضرات درپردہ شیخی تھے شیخ احمد احسائیؒ کے پیروکار تھے اور درپردہ اس کے افکار و نظریات وعقائد کی نشرواشاعت میں مصروف تھے۔ اگر علمائے متعہدین سے کسی نے اس قسم کا اعتراض کر دیا کہ یہ عقائد تو شیخیہ

مذہب کے بیان کئے جارہے ہیں تو وہ آسمان سر پر اٹھا لیتے اور چونکہ مجتہدین عظام نے شیخ احمد احسائی اور اسکے ماننے والوں کو کافر و مرتد و ضال و مضل قرار دیا تھا لہٰذا ان حضرات کے ذہن میں انکا تصور دوڑ جاتا تھا اور یہ مجتہدین عظام اور تمام علمائے حقہ کو بے نقط سنانے لگ جاتے۔ دوسرے اس خیال سے بھی کہ اگر عوام نے علماء و مجتہدین عظام سے رجوع کر لیا تو وہ انکے شیخی نظریات کا بطلان ظاہر کر دیں گے لہٰذا مجتہدین عظام اور علماء حقہ سے متنفر کرنے کے لئے اور ان سے روگرداں کرانے کیلئے علماء و مجتہدین عظام سے اظہار دشمنی کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

اور تعجب ہے مبلغ اعظم شیخیہ پر کہ وہ شیعان پاکستان کو تو اصول الشریعہ کے مولف محترم کے خلاف یہ کہہ کر ابھارتے رہے کہ لو دیکھو! پنجاب کی اکثریت کو شیخی کہہ دیا لیکن خود سربراہ فرقہ شیخیہ اسکوئیہ احقاقیہ کویت یعنی مرزا حسن الحائری الاحقاقی کو یہ لکھتے رہے کہ ہم نے پاکستان میں سب کو شیخی بنا لیا ہے اور مرزا حسن الحائری الاحقاقی ان سے اس طائفہ مظلومہ کی پاکستان میں مردم شماری کرا کے اعداد و شمار مانگتے رہے۔ ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو۔ ہماری کتاب "پاکستان میں شیخیت کا تاریخی جائزہ"۔

بہرحال مذکورہ بیان سے یہ ثابت ہو گیا کہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری آج تک شیخ احمد احسائی اور مسلک شیخیہ کی ہی نشر و اشاعت کرتے رہے ہیں اور انکے عقائد شیخ احمد احسائی کے عقائد کے مطابق ہیں۔ انہوں نے شیخ احمد احسائی اور رؤسائے شیخیہ کے عقائد و افکار و نظریات کی ہی حقائق الوسائط میں تسدید کی ہے۔

اب اس بیان کی روشنی میں مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کے ان جملوں اور ان عبارات کا شیخ احمد احسائی اور دوسرے رؤسائے شیخیہ کے بیانات و افکار و عقائد سے مقابلہ کر کے دیکھئے کہ

۱۔ "جس جس طرح امت تبدیل ہوتی گئی انکی شکل ظاہری تبدیل ہوتی گئی لیکن حقیقت اولیہ روحانیہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی" حقائق الوسائط ص ۱۴۱

۲۔ "صرف ظاہری لباس بدلتا رہا لہٰذا انکی نوع جداگانہ ہے" حقائق الوسائط ص ۱۴۱

۳۔ "جب یہ ذوات مقدسہ عالم ناسوت کی ہدایت کے لئے تشریف لائے تو بشکل بشری ظاہر ہوئے" حقائق الوسائط ص ۱۴۶

۴۔ "ہر نبی و امام بشر بن کر ہدایت کرتا ہے جبکہ اس کی امت بشر ہو" حقائق الوسائط ص ۱۴۶

مولف حقائق الوسائط کے مذکورہ بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے اب دیکھنا یہ ہے کہ:۔

۱؎ "شیخ احمد احسائی اور دیگر رؤسائے شیخیہ کے نزدیک حقیقت اولیٰ کیا ہے"؟

۲؎ "امتیں کتنی ہیں اور کون کون سی ہیں"؟

۳؎ "ہر امت میں لباس تبدیل کرنے کی کیفیت کیا ہے"؟

۴؎ "اور امتیں کس طرح بدلتی ہیں"؟

شیخیہ احقاقیہ کویت اور شیخیہ رکنیہ کرمان کا انداز فکر

اس مقام پر یہ بات بھی ذہن نشین کرا دینا ضروری ہے کہ شیخ احمد احسائی اس مذہب "شیخیہ" کا بانی ہے اور اس مذہب کے دو معروف فرقے ہیں۔ ایک شیخیہ رکنیہ کرمان اور دوسرے شیخیہ احقاقیہ کویت۔ شیخیہ رکنیہ کرمان کے پہلے سربراہ محمد کریم خان کرمانی ہیں۔ جن کے عقائد کی کتاب کا نام ارشاد العوام ہے اور شیخیہ احقاقیہ کے پہلے سربراہ مرزا حسن قراچہ داغی ہیں جن کا بیان شرح حیوٰۃ الارواح سے اس کتاب کے مقدمہ میں گزر چکا مگر شیخ احمد احسائی کے مکمل دفاع اور تائید میں جو کتب لکھی گئی وہ موجودہ سربراہ شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی کے والد مرزا موسیٰ اسکوئی الحائری کی کتاب احقاق الحق ہے اور مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے شیخ احمد احسائی کی شرح زیارۃ اور موسیٰ اسکوئی کی احقاق الحق سے ہی عقائد کی تبلیغ کا اپنے مکتوبات میں اقرار کیا ہے۔

بہر حال شیخیہ رکنیہ کرمان تو شیخ احمد احسائی کے تمام دعاوی و تعلیمات کو من وعن و بعینہٖ تسلیم کر کے مصروف تبلیغ ہیں اور شیخیت کی نشر و اشاعت کر رہے ہیں، لیکن شیخیہ احقاقیہ کویت مرزائیوں کی لاہوری شاخ کی طرح، شیخیہ رکنیہ کرمان کے مقابل تو خود کو ہی شیخ احمد احسائی کا سچا پیرو بتلاتے ہیں لیکن جب شیعوں سے بات کرتے ہیں تو سادہ لوح اور بے خبر شیعہ عوام کو دھوکہ دینے کیلئے یہ کہتے ہیں کہ ہم کو تو اس لئے شیخی کہا جاتا ہے کہ ہم شیخ احمد احسائی پر کئے گئے الزامات کا دفاع کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ خود کو مدافعین شیخ احمد احسائی ظاہر کرتے ہیں اور نہ صرف شیخ احمد احسائی پر وارد کئے گئے اعتراضات کی صفائیاں پیش کرتے ہیں بلکہ اپنی تاویلات کے ذریعہ شیخ کے ان نظریات و افکار و عقائد کو بھی جو سراسر شیعت اور اسلام و قرآن کے خلاف ہیں۔ صحیح شیعہ اور اسلامی عقائد ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر کوئی ایسی بات ہو جو کہ کسی قسم کی فحش ہو وہ انہیں شیخ احمد احسائی یا سید کاظم رشتی کی طرف سے معلوم ہوتی ہے تو وہ اس کے لئے دو طریقے استعمال کرتے ہیں۔ ۱؎ یا تو وہ شیعوں کو دھوکہ دینے کے لئے جھوٹ

بالکل جھوٹ، نصف النہار پر چمکتے ہوئے سورج کے انکار کی طرح جھوٹ، طور پر صاف انکار
کر دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ بات ہمارے شیخ نے کبھی ہی نہیں ہے۔ یہ نسبت اس کی طرف
جھوٹ ہے۔ یہ سنے سنائے لکھی ہے۔ یہ بغض اور حسد کی بنا پر لکھی ہے اور شیخ کے دشمنوں نے
غلط طور پر اس کے ذمے لگا دی ہے۔ اس گروہ ضلالت شعار کے اس طرز جواب کا ہم نے شیخ
احمد احسائی کے کشف کے دعوے سے انکار کے جواب میں اپنی کتاب "ایک پر اسرار جاسوسی کردار"
میں خوب اچھی طرح سے بھانڈا پھوڑا ہے اور دستاویزی اسناد کے ساتھ انکے اس جھوٹ کو
ثابت کیا ہے۔ ۲ یا دہ اس صریح فحش بات کو اپنے حریف یعنی فرقہ شیخیہ رکنیہ کرمان کے
رئیس محمد کریم خان کرمانی کے ذمہ لگا دیتے ہیں کہ یہ بات اس نے بنائی ہے اور یہ شیخیہ رکنیہ
کرمان کے رئیس محمد کریم خان کرمانی کا عقیدہ ہے۔

یعنی جس طرح لاہوری مرزائی ربوہ والے مرزائیوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ مرزا غلام
احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ یہ ربوہ والوں کی بنائی ہوئی بات ہے، لیکن ہر کوئی
جانتا ہے کہ ربوہ والے مرزائی اس معاملے میں سچے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تالیفات
اس کے دعوائے نبوت کے بیان سے بھری پڑی ہیں لہذا لاہوری مرزائیوں کی تاویلات اور صفائیاں
کسی کے لئے بھی قابل قبول نہیں ہو سکتیں لیکن وہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروی کرنے
والوں کے ہی حکم میں ہیں۔

اس تمہید کے بعد نور کا چوتھا تصور جو خالصتاً مذہب شیخیہ کا تصور ہے شیخ احمد احسائی
کی شرح زیارت سے ملاحظہ کیجیے۔ اور موجودہ سربراہ شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الاسکوئی الحائری
الاحقاقی کے والد بزرگوار موسیٰ اسکوئی الحائری کی کتاب احقاق الحق سے ملاحظہ کیجئے اور شیخیہ
رکنیہ کرمان محمد کریم خان کرمانی کی کتاب ارشاد العوام کی بات بھی احقاق الحق کے توسط سے ہی ملاحظہ
کیجئے۔ ہمارے پاس محمد کریم خان کرمانی کی کتاب ارشاد العوام بھی ہے لیکن چونکہ مولانا محمد بشیر
صاحب انصاری نے شرح زیارت اور احقاق الحق سے عقائد کی تبلیغ کا اقبال کیا ہے لہذا ہم
ارشاد العوام کی بات بھی احقاق الحق کے توسط سے ہی پیش کریں گے۔ مولانا محمد بشیر صاحب
انصاری کی بات آپ سن چکے ہیں کہ۔ "جیسے جیسے امت بدلتی گئی یہ لباس بدل بدل کر اور شکل بدل
بدل کر ہر امت کے پاس اسی کی صورت اسی کی شکل اور اسی کی نوع بن کر آتے رہے۔ اب
امتوں کا بدلنا اور لباس کے تبدیل ہونے کی حقیقت کا بیان بنیاد گزار شیخیت شیخ احمد احسائی

اور رؤسائے شیخیہ کی زبانی سنئے اور خود انکی اپنی کتابوں سے ملاحظہ کیجئے۔

موسیٰ اسکوئی کی "نبوت عامہ" جو تمام زمانوں اور کائنات کی تمام موجودات کی تمام انواع کے لئے ہے۔

موسیٰ اسکوئی الحائری اپنی کتاب احقاق الحق کے صفحہ ۲۸۶ پر مقالۃ السادستہ فی النبوۃ العامہ" کے بیان میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کی "نبوت عامہ" کا بیان کرتے ہوئے سطر ۱۵ تا ۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں :۔

"اور اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اور کسی کو بھی اس میں اختلاف نہیں کہ سید الانبیاء کی نبوت تشریعیہ عامہ مطلقہ ہے۔ خود ان کے زمانے سے لیکر قیامت تک کیلئے، اور باطن میں اور نفس الامر میں آپ کی نبوت عام ہے، ہر زمانے کے لئے اور ہر عالم کے لئے خواہ وہ زمانہ اور وہ عالم گذر چکا ہو یا بعد میں آنیوالا ہو بلکہ آپ کی نبوت تمام موجودات اور تمام اشیاء کے لئے ہے ذرہ سے لیکر ذرہ تک اور یہی بات حق ہے اور آپ بلا کسی استثنا کے سوائے خدا کے ہر شے کیلئے نبی ہیں، اور بہت سی صحیح روایات ایسی موجود ہیں جن سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ کا نور یا آپکی روح یا آپ کی عقل تمام عوالم سے اول و سابق مخلوق ہے اور اس کے علاوہ بھی اور بہت سی روایات ہیں۔

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے صفحہ ۲۸۶ سطر ۱۵ تا ۲۱ کا عکس حسب ذیل ہے۔

وأما سيد الانبياء فنبوته التشريعية عامة مطلقة ، من زمانه الى يوم القيامة في الظاهر بلا خلاف فيه من أحد من المسلمين ، وفي الباطن ونفس الامر نبوته عامة على جميع الازمان والعوالم قبلا وبعدا ، بل وجميع الموجودات والاشياء من الذرة الى الذرة ، كما هو الحق .

وبالجملة نبي على ما سوى الله بلا استثناء شيء ؛ والروايات الكثيرة الصريحة في سبق نوره او روحه او عقله على العوالم دالة على ذلك ؛ وغيرها من طوائف الاخبار ، كقوله : « كنت نبيا وآدم بين الماء والطين »

رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ نے وہ بات جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق بتلایا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے یعنی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کی شریعت خود ان کے زمانے سے لے کر قیامت تک

کے لیے ہے لیکن وہ بات جو خود انہوں نے لکھی ہے اور جس کو انہوں نے باطن کی بات لکھا ہے وہ غلط ہے یعنی آپ کی نبوت تشریعیہ کا اس زمانے کے لئے بھی ہونا جو آپ سے پہلے گزر چکا ہے اور تمام موجودات اور تمام اشیاء کے لئے ہونا خالصتاً شیخی عقیدہ ہے اور تمام مسلمانوں اور اسلام اور قرآن کے خلاف ہے کیونکہ تمام موجودات یعنی انسانوں کے علاوہ حیوانات، نباتات اور جمادات کے لئے بھی انکی شریعت کا ہونا بلکہ تمام اشیاء کے لئے سوائے خدا کے ہونا غلط اور باطل ہے چونکہ اشیاء میں ہر شے آجاتی ہے مثلاً انسانوں کا پاخانہ اور پیشاب بھی ایک شے ہے۔ اسی طرح کتے کا لینڈ، گدھے کی لید، بندر اور سور کا گو وغیرہ وغیرہ یہ سب چیزیں ہیں اور ان سب پر اشیاء کا اطلاق ہوتا ہے۔ اہل اسلام میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے کہ ان کے لئے بھی کسی شریعت کی ضرورت ہے۔ یہ صرف مذہب شیخیہ کی خرافات ہے جس کو وہ فضیلت قرار دیتے ہیں اور نہ ماننے والوں کو مقصر کہتے ہیں۔ اس مقام پر ہم شیخی عقائد پر بحث نہیں کر رہے ہے چونکہ ہم نے شیخی عقائد پر اپنی کتاب :- الفرق بین الشیعہ والشیخیۃ المخرفۃ الضالۃ المضلۃ میں تفصیل سے بحث کی ہے لہٰذا ان کے بطلان کو معلوم کرنے کیلئے اس کتاب کی طرف رجوع کریں یہاں پر ہم صرف شیخ احمد احسائی اور دیگر رؤسائے شیخیہ کے اپنے بیانات پر ہی اکتفا کریں گے اور انکے بیانات میں سے خاص باتوں کی طرف توجہ دلانے کیلئے ان کو نمایاں کریں گے۔

حجۃ الاسلام آیت اللہ آقائے ملا رضا ہمدانی کا شیخ احمد احسائی پر الزام اور رئیس شیخیہ موسیٰ اسکوئی کا دفاع :-

موسیٰ اسکوئی نے اپنے مذکورہ "مقالۃ السادسۃ فی النبوۃ العامہ" میں اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے اپنے انداز میں نبوت عامہ کا بیان کر کے شیعہ مجتہد حجۃ الاسلام آیت اللہ آقائے ملا رضا ہمدانی کے شیخ احمد احسائی پر الزام کا انکی کتاب ہدیۃ النملہ الی رئیس الملہ کے حوالے سے بیان کر کے اس کو اپنے حریف رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان محمد کریم خان کرمانی کے گلے میں ڈال کر جس طرح شیخ احمد احسائی کا دفاع کیا ہے اس کو ہم احقاق الحق کے ص۲۸۷ سطر ۱۷ تا ۲۱، و ص۲۸۸ سطر ۱ تا ۱۰ ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں :-

"پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت عامہ میں کوئی اشکال نہیں ہے اور وہ جناب اپنے وجود شخصی کے ساتھ اور اسی جسم بشری کی صورت میں تمام موجودات

کو ان کے احکامات پہنچاتے ہیں، کل طبقات کو یعنی جمادات کو بھی نباتات کو بھی حیوانات کو بھی اور انسانوں کو بھی خواہ کسی واسطے کے ذریعے سے یا بلا واسطہ بہ نفس نفیس خود ان احکامات کو موجودات کے ان تمام طبقات تک پہنچاتے تھے۔

اور ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں اس بات کے بارے میں کہ وہ جمادات کے پاس جمادات کی شکل میں اور نباتات کے پاس نباتات کی شکل میں اور حیوانات کے تمام اصناف و اجناس و اقسام کے پاس ان حیوانات کی شکل میں انکے لباس میں جاتے تھے۔

اور نہ ہی یہ بات صحیح ہے کہ تمام موجودات اور تمام مخلوقات کی ہر نوع کے لئے نبی ہوتا ہے جو خود اس نوع کی ہی نوع میں سے ہوتا ہے اور اس کی جنس سے ہوتا ہے اور یہ دونوں مذہب باطل ہیں اور صراط مستقیم اور راہ حق سے خارج ہیں۔ اور اولین و آخرین میں سے کسی مسلمان عالم نے نہ سنّی نہ شیعہ کسی نے بھی آج تک ایسی بات نہیں کہی ہے سوائے الحاج محمد کریم خان کرمانی رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان کے اور اس موضوع پر اس کی صریح عبارات کا بیان آگے آتا ہے۔

البتہ ملا رضا ہمدانی نے اپنی کتاب ہدیۃ النملہ میں ان مذکورہ عقائد و افکار و نظریات کی نسبت شیخ احمد احسائی کی طرف بھی دی ہے اس نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ شیخی حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہر نوع کا نبی اس نوع میں سے ہوتا ہے۔ پس جمادات کا نبی جمادات میں سے ہوتا ہے اور حیوانات کا نبی حیوانات میں سے ہوتا ہے۔ اور نباتات کا نبی نباتات میں سے ہوتا ہے۔

اور شیخیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ انبیاء میں جتنی صفات نبوت کے لئے مقرر ہیں وہ سب کی سب ان انبیاء میں بھی موجود ہوتی ہیں مثلاً یہ کہ وہ طاہر و مطہر ہوتے ہیں عاقل ہوتے ہیں، عالم ہوتے ہیں اور اپنی امت کو فیض پہنچانے والے ہوتے ہیں، اور ہر امت میں جمادات کی نباتات کی حیوانات کی اور انسانوں کی آئمہ بھی ہوتے ہیں، جو شریعت کے محافظ ہوتے ہیں اور نقبا بھی ہوتے ہیں اور نجبا بھی ہوتے ہیں ان تمام افکار و نظریات و اعتقادات کو ابن صقر یعنی شیخ احمد احسائی نے اپنی کتاب جوامع الکلم میں صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور عبدالاثیم یعنی

محمد کریم خان کرمانی نے اپنی کتاب ارشاد العوام میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور کسی بھی صاحب عقل پر اس بات کا کفر ہونا پوشیدہ نہیں ہے۔ اور خان کرمانی نے تو اپنے طنبورہ میں خوب نغمہ سرائی کی ہے اور اس نے یہ کہا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ موجودات کے تمام طبقات میں ہر نوع میں اسی نوع کی صورت میں اور اس کی شکل اختیار کر کے اس طبقہ میں نزول فرماتے ہیں اور ہر طبقہ کی نوع کی شکل و صورت اختیار کر کے اسی کی شکل و صورت میں اس کے پاس جا کر اس کی اپنی زبان میں اس کو تبلیغ کرتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ موجودات کی ہر صورت میں ظہور فرماتے ہیں۔ پس جمادات کے پاس جمادات کی شکل و صورت میں اور جمادات کے لباس میں جاتے ہیں، اور نباتات کے پاس نباتات کی شکل و صورت اور نباتات کے لباس میں جاتے ہیں اور حیوانات کے پاس حیوانات کی شکل و صورت اور حیوانات کے لباس میں جاتے ہیں اور ابن صقر یعنی شیخ احمد احسائی نے اپنی کتابوں میں کئی مقامات پر ان افکار و نظریات و عقائد کا بیان کیا ہے"۔

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے ص ۲۸۷ و ص ۲۸۸ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے۔

" فلا ينبغي

الاشكال في عموم نبوته (ص) عليها بوجوده الشخصى ، وهيكله الشريف البشرى ، أي يوصل ؛ جميع الموجودات تكاليفهم على طبقاتهم كل بحسبه بواسطة او بلا واسطة ، بهذا اللباس البشري ، لا انه صلى الله عليه وآله العياذ بالله كان ينزل [illegible] بلباس الحيوانات او النباتات او الجمادات

ولا ان كل نوع من المخلوقات والموجوات لهم نبي من نوعهم وسنخهم فان كلا المذهبين باطلان خارجان عن جادة الحق ، ولم يصر اليهما احد من الاولين والاخرين ، الا الحاج محمد كريم خان ، ويأتي صريح عبائره في ذلك .

نعم نسب الملا رضا الواعظ الهمداني في هدية نملته المذهب الثاني الى الشيخ الاوحد الاحسائي (قده) أيضا ، قال في تلك الرسالة : وقالت الشيخية لكل نوع من الموجودات نبى من نوعهم، فللجماد نبى من الجمادات

نوعا ، وللنباتات هكذا ، وللحيوانات هكذا ، وقالوا : ان الصفات المقررة في انبياء بني آدم مقررة لها ، من كونها طاهرة مطهرة ، عاقلة عالمة ، قابلة للوحي والالهام ، معصومة فياضة على ما تحتها من امة ، ولها في تبليغها ائمة حافظة لشرايعها ، ونقباء ونجباء صرح به ابن صقر في جوامعه ، وانعبد الاثيم في ارشاده ، ولا يخفى على ذي لب كفره ، وزاد الخان في منبوره نعمات ، فقال : ان محمدا صلى الله عليه وآله ينزل ويتصور في كل مقام في صورة كل نوع ، تتنباه فيها وبلغتها ، فانهم قد يظهرون في صورة الجمادات والنباتات والحيوانات ؛ وصور بنى آدم سعيدهم وشقيهم ، وبه قال ابن صقر في مواضع من كتبه ، منها ما ذكره في شرح الزيارة في تفسير (واجسادكم في الاجساد) قال : ان الائمة (ع) قد يظهرون في احسن صورة لاوليائهم ، وفي اوحش صورة لاعدائهم ، ثم ذكر حديث جابر بن

موسیٰ اسکوئی کا یہ بیان اتنا صاف اور واضح ہے کہ کسی تشریح یا تبصرہ کا محتاج نہیں ہے انہیں یہ بات تسلیم ہے کہ یہ عقیدہ کہ ہر نوع کے لئے اسی نوع کا نبی ہوتا ہے۔ مذہب باطل ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ہر نوع کی شکل وصورت میں آنا بھی مذہب باطل ہے اور آج تک کسی مسلمان یعنی نہ شیعہ عالم نے اور نہ ہی کسی سنّی عالم نے ایسا بیان نہیں کیا ہے لیکن وہ شیخ احمد احسائی بنیاد گذار شیخیت اور جانشین اول شیخ احمد احسائی یعنی سید کاظم رشتی کا دفاع کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ ان کا نہیں ہے بلکہ ان کے حریف اور مذہب شیخیہ کی دوسری شاخ کے سربراہ یعنی محمد کریم خان کرمانی کا رائج کردہ ہے۔ درانحالیکہ ملا رضا ہمدانی کا الزام یہ ہے کہ شیخ احمد احسائی نے ہی اپنی کتاب جوامع الکلم میں یہ عقیدہ پیش کیا ہے اور محمد کریم خان کرمانی نے اپنی کتاب ارشاد العوام میں یہی عقیدہ اور یہی نظریہ بیان کیا ہے کہ تمام مخلوقات کی ہر نوع کے لئے اسی نوع سے نبی ہوتا ہے اور چونکہ پیغمبر اکرمؐ تمام کائنات کے نبی ہیں لہٰذا وہ جمادات کی ہدایت کے لئے جمادات کے پاس جمادات کی شکل میں، نباتات کے پاس نباتات کی شکل میں اور حیوانات کے پاس حیوانوں کی صورت میں جاتے ہیں۔ اور انسانوں کے پاس انسانوں کے لباس میں اور انسانوں کی صورت میں انسانوں کی نوع میں اور انسانوں کی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے آتے ہیں۔

موسیٰ اسکوئی کی صفائی اور مدافعت شیخ احمد احسائی

موسیٰ اسکوئی مذکورہ الزام تحریر کرنے اور اس کو اپنے حریف محمد کریم خان کی گردن میں

ڈالنے کے بعد شیخ احمد احسائی کی صفائی اور مدافعت میں احقاق الحق کے صٓ ۲۸۹ پر یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہم نے شیخ احمد احسائی کی تمام کتابوں کی ورق گردانی کی اور ان کا ایک ایک صفحہ الٹا اور ایک ایک ورق پلٹا۔ ہمیں تو ایک بھی عبارت شیخ احمد احسائی کی ایسی نہیں ملی جس میں مذکورہ نظریات وافکار واعتقادات کی ذرا سی بھی بو آتی ہو خاص طور پر شیخ احمد احسائی کی کتاب "جوامع الکلم" میں ایسی تصریح کے ساتھ کہیں بھی بیان نہیں ہوا۔ جوامع الکلم کی دونوں جلدیں ان افکار کے بیان سے خالی ہیں۔ جن کی نسبت اس کی طرف دی گئی ہے اور اس کے وافر نسخے موجود ہیں ان کو ملاحظہ کرو۔ یہاں تک کہ تم پر واضح ہو جائے گا کہ ہم یہ بات کہنے میں سچے ہیں۔ ہاں اگر اس نے (یعنی حجۃ الاسلام آیت اللہ ملا رضا ہمدانی نے) الحاج محمد کریم خان کرمانی کی کتابوں کو دیکھ کر یہ کہا ہے تو کیا کسی کے بیان کو کسی دوسرے پر قیاس کرنا درست ہے؟ اور کسی پڑوسی کے جرم میں کسی دوسرے پڑوسی کو کیسے پکڑا جا سکتا ہے؟ کیا خداوند تعالیٰ نے یہ نہیں کہا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا بوجھ نہیں اٹھائے گا؟ کیا علماء کا یہی شعار ہے کیا علماء ماضی کا یہی طریقہ ہے، اور کیا علماء سلف کی یہی سیرت ہے؟"

موسیٰ اسکوئی کی مذکورہ عبارت کے اصل الفاظ کا عکس احقاق الحق صٓ ۲۸۹ سے حسب ذیل ہے۔

الفصل الثاني

"قد تصفحنا كتب الشيخ الاوحد نور الله ضريحه صفحة بعد صفحة وورقا بعد ورق فلم نقف منه على عبارة يشم منها رائحة ما نسبه اليه، فضلا عن التصريح بذلك، لاسيما كتاب «جوامع الكلم» بجلديه، الذي نسب اليه ما نسب، ونسخه موفورة، لاحظه حتى يتضح لك صدق المقال ولئن اطلع على ذلك في كتب الحاج محمد كريم خان، فماله يقيس الغير عليه! وكيف يأخذ الجار بجرم الجار؟ اليس قال الله سبحانه: الا تزر وازرة وزر اخرى؟ وهل هذا ديدن العلماء، وطريقه الماضين وسيرة السالفين؟"

موسیٰ اسکوئی کے نزدیک شیخ کا عقیدہ کیا تھا۔

موسیٰ اسکوئی نے اپنے مذکورہ بیان میں یہ کہا ہے کہ شیخ احمد احسائی کی کتابوں میں یہ دونوں باتیں لکھی ہوئی نہیں ہیں یعنی نہ یہ بات ہے کہ ہر نوع کا نبی اسی نوع سے ہوتا ہے۔ جمادات کا نبی جمادات سے، نباتات کا نبی نباتات سے، حیوانات کا نبی حیوانات سے اور انسانوں کا نبی انسانوں سے اور نہ یہ بات ہے کہ چونکہ پیغمبر اکرمؐ تمام کائنات کے نبی ہیں لہٰذا وہ تمام موجودات کے احکام خود ان موجودات کی نوع اور انکی شکل اور انکی صورت میں جاکر خود ان کی زبان میں ان کو تبلیغ کرتے ہیں۔ موسیٰ اسکوئی کہتے ہیں کہ یہ دونوں باتیں شیخ احمد احسائی کی کتابوں میں سے کسی بھی کتاب میں موجود نہیں ہیں۔ اور (حجۃ الاسلام آیت اللہ آقائے) ملا رضا ہمدانی نے اپنی کتاب ہدیۃ النملہ میں غلط طور پر شیخ احمد احسائیؒ کی طرف منسوب کردی ہیں۔

البتہ موسیٰ اسکوئی تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے دوسرے فرقہ یعنی شیخیہ رکنیہ کرمان کی کتاب ارشاد العوام میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں اور یہ دونوں باتیں باطل ہیں، جادہ حق سے خارج ہیں اور صراط مستقیم سے باہر ہیں۔ لہٰذا اگر ملا رضا ہمدانی نے ان کو دیکھ کر شیخ کی طرف نسبت دی ہے تو کیا پڑوسی کے جرم میں دوسرے پڑوسی کو پکڑنا انصاف کی بات ہے اور یہ بیان کرنے کے بعد اپنی طرف سے شیخ احمد احسائی کا عقیدہ یوں بیان کیا ہے جس کو انہوں نے ترمیم کرکے اپنی دانست میں لاہوری مرزائیوں کی طرح خوبصورت بنایا ہے چنانچہ وہ احقاق الحق کے صفحہ ۲۹۰-۲۸۹ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اب رہا شیخ احمد احسائی کا اعتقاد پس وہ یہ ہے کہ ہمارے نبی جن کا اسم شریف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہے اور ان کے باپ عبداللہ تھے اور دادا عبدالمطلب تھے اور عدنان تک نسب ان کا چلتا ہے اور ماں ان کی آمنہ بنت وہب تھی وہ وہی تھے جو مخلوق کے سامنے موجود تھے کھاتے بھی تھے اور پیتے بھی تھے اللہ عزوجل نے انکو ان کے وجود شخصی کے ساتھ کل مخلوقات اور جمیع موجودات پر ذرہ سے لیکر درہ تک نبی و رسول بناکر مبعوث کیا تھا۔ کیونکہ تمام اشیاء ذوشعور ہیں لیکن ہر ایک کا شعور اس کے اپنے حسب حال (جیسا کہ ارشاد قدرت ہے کہ) "کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو اس کے حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔"

(اور خداوند تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ) "جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے" خواہ ان کی وہ تسبیح زبان حال سے ہو...... اور جو بھی صاحب شعور ہے وہ مکلف ہے لیکن ہر ایک کی تکلیف اس کے حسب حال ہے۔ پس جمادات کی شریعت واحکام نباتات کی شریعت واحکام سے مختلف ہیں اور نباتات کی شریعت واحکام حیوانات کی شریعت واحکام سے مختلف ہیں اور حیوانات کی شریعت واحکام انسانوں کی شریعت واحکام سے مختلف ہیں۔ اور اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ بھی ان سب کے شریعت واحکام کو ان تک پہنچاتے ہیں۔ اور ہر ایک کے حسب حال فیوضات تشریعیہ و تکوینیہ جس کی ان کو احتیاج ہوتی ہے۔ ان تک خود پہنچاتے ہیں لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ ان کی نبوت عامہ ہے۔ ان کی ولایت مطلقہ ہے۔ پس اللہ نے ان کو قوت کاملہ تامہ عامہ اس طور پر عطا کی ہے کہ وہ تمام مخلوقات کی شریعت واحکام و فرائض کی تبلیغ اور جس جس چیز کے وہ ضرورت مند ہیں ان کو پہنچاتے ہیں اور کل مخلوقات کی ہر نوع کو اپنی تعداد اور کثرت کے باوجود اور اختلاف مراتب کے باوصف اور اختلاف زبان کے علی الرغم احکام الٰہی کو اسی وجود مبارک کے ذریعہ اور اسی وجود شخصی و نبوی کی صورت میں اپنی فصیح عربی زبان میں ہی پہنچاتے ہیں۔ اور نہ تو ان کے زمانے میں ان کے ساتھ اور نہ ہی ان کے بعد کوئی ایسا نبی و رسول ہو سکتا ہے کہ جو کل مخلوقات کو اس کے تمام مراتب میں قیامت تک تبلیغ کرے سوائے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے۔ اور جو شخص اس عقیدہ کے خلاف دوسرا عقیدہ رکھے (جیسا کہ محمد کریم خان کرمانی نے بیان کیا ہے) تو اس پر اللہ کی بھی لعنت، انبیاء کی بھی لعنت، رسولوں کی بھی لعنت ملائکہ کی بھی لعنت اور تمام انسانوں اور تمام جنوں کی بھی لعنت"

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے صفحہ ۲۸۹ و صفحہ ۲۹۰ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے۔

" واما معتقد الشیخ مروجه فهو : ان نبینا الذی اسمه الشریف محمد صلی الله علیه وآله ، وابوه عبدالله وجده عبد المطلب ، وینتسب منه الی عدنان ، وامه آمنة بنت وهب ، الذی کان بین اظهر الخلق ویأکل ویشرب ،

بعثه الله عز وجل نبياً ورسولا ، بوجوده الشخصى على كل المخلوقات ، وجميع الموجودات ، من الذرة الى الدرة ، اذ كل شيء ذو شعور ، لكن شعور كل بحسبه : «وان من شيء الا يسبح بحمده ولكن لاتفقهون تسبيحهم » ، « يسبح الله ما في السموات وما في الارض » (٢) ولو كان تسبيحا بلسان الحال ، أي دلالتها على وجود صانعها كدلالة الاثر على المؤثر ، لما وافقه قوله تعالى : « لاتفقهون تسبيحهم » اذ تلك الدلالة من أوضح الاشياء ، فليس الا تسبيح خاص بحسب ادراكه وشعوره الخفي عامة الخلق ، ولسنا في صدد برهان ذلك ، فراجع مظانه كما ارشدناك سابقا ، وكل صاحب شعور له تكليف لكن تكليف كل بحسبه ، فتكليف الجماد غير تكليف النبات، وتكليفه غير تكليف الحيوان ،وهكذا نبينا (ص) هو الذي يبلغهم تكاليفهم ، ويوصلهم ما يحتاجون اليه من فيوضات التكوين والتشريع كلا بحسبه ، ولذا قلنا : ان نبوته عامة ، وولايته مطلقة ، فأعطاه الله سبحانه قوة كاملة تامة عامه ، بحيث يوصل تكاليف جميع المخلوقات مما ذرء وبرء وما يحتاجون اليها ، من الاحكام الالهيه اليهم ، بوجوده الشخصى الدنيوى ، ولسانه الفصيح العربي ، وكان يأخذ ويكتسب كل نوع من أنواع المخلوقات على تعددها وكثرتها واختلاف مراتبها والسنتها وتكاليفها ، من ذلك الوجود المبارك ، مظهر قدرة الله ، وهيكل توحيده ، ومن ذلك اللسان الفصيح العربي ، ولم يكن في زمانه معه وبعده نبى ورسول يبلغ أحكام الله تعالى الى خلقه في تمام المراتب الى قيام الساعة غيره صلى الله عليه وآله ، ومن اعتقد غير هذا فعليه لعنة الله وانبيائه ورسوله والملائكة والانس والجن اجمعين ، نعم لا بأس ان يكون له صلى الله عليه وآله مع قدرته الكاملة التامة في تبليغ ما أمره الله سبحانه به لجميع المخلوقات والموجودات ما يحتاجون اليه ، ويستحقون كونا وشرعا ، بوجوده الشريف الدنيوي اسباب والات ، وحملة ونقلة ، وحفاظ فى كل نوع من الانواع ، وكل قسم من اقسام ، المخلوقات والموجودات ، يأخذون ويتلقون منه الاحكام الالهية ، والفيوضات الكونية والشرعيه ، ويكونون آلة وواسطة في ايصالها الى ما هو من نوعهم وسنخهم وجنسهم ، ليكون اتم في التبليغ

موسیٰ اسکوئی اپنے حریف محمد کریم خان کی ارشاد العوام سے ثابت کرتے ہیں کہ مذکورہ عقیدہ کرمانی رؤسائے شیخیہ کا ہے۔

موسیٰ اسکوئی نے اپنے مذکورہ بیان میں اگرچہ مذکورہ عقیدہ کو مذہب باطل الاعتقاد فاسد ...

کا مسد جادۂ حق سے خارج اور صراط مستقیم سے باہر بتلا کر اس اعتقاد کو پیش کرنے والے پر اللہ ورسول وملائکہ وجن وانس کی لعنت بھیجی ہے مگر خود جو تقسیم کر کے شیخ کا عقیدہ بنا سنوار کر پیش کیا ہے وہ بھی باطل ہے کیونکہ نہ جمادات کیلئے کسی ہادی کی ضرورت ہے نہ نباتات کے لئے کسی ہادی کی ضرورت ہے نہ حیوانات کے لئے کسی ہادی کی ضرورت ہے، ان سب کا شعور فطری ہے اور ان سب کی تکلیف طبعی ہے سورج اور چاند زمین وستارے ایک مقررہ قانون جذب وکشش کے ماتحت جو قدرت نے شروع دن سے اُن کے لئے مقرر کر دیا ہے اپنی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں اور اس کی ہر مخلوق اپنے مقرر کردہ فرض پر مامور ہے اور یہی ان کی تسبیح ہے اور نبوت کی تقسیم تشریعیہ وتکوینیہ بھی خود اسی کی ایجاد ہے، آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک کسی دیندار اور صاحب ایمان نے نبوت کی یہ تقسیم بیان نہیں کی۔ نہ جمادات ونباتات وحیوانات کی کوئی ایسی شریعت ہے جسکے لئے کسی نبی کی ضرورت ہو لہٰذا جن باتوں کو محمد کریم خان کرمانی نے بیان کیا وہ بھی باطل ہے اور جن باتوں کو بنا سنوار کر مرزا موسیٰ اسکوئی الحائری نے بیان کیا وہ بھی باطل ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جن باتوں کی شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کی کتابوں میں نہ ہونیکی صفائی دی ہے وہ بھی غلط اور جھوٹ ہے اور محمد کریم خان کرمانی نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کے بیان کے عین مطابق ہے جس کا بیان آئندہ صفحات میں پیش ہوگا لیکن موسیٰ اسکوئی کہتے ہیں کہ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کی ذوات کی طرف ان عقائد کی نسبت صحیح نہیں ہے بلکہ یہ عقائد فاسد اور مذہب باطل محمد کریم خان کرمانی کے پیش کردہ ہیں لہٰذا وہ اپنی کتاب احقاق الحق کے صفحہ نمبر ۲۹۲ تا ۲۹۵ پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ مذکورہ عقیدہ ان کے حریف محمد کریم خان کرمانی نے اپنی کتاب ارشاد العوام میں بیان کیا ہے۔

چنانچہ موسیٰ اسکوئی اپنی کتاب احقاق الحق کے ص ۲۹۲ تا ۲۹۵ پر لکھتے ہیں :۔

> "اب تمہیں معلوم ہوگیا کہ حضرت شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی اور سید الامجد سید کاظم رشتی کی ذوات پاک اور منزہ ہیں اس الزام سے جو ملا رضا ہمدانی نے اپنی کتاب "ہدیۃ النملۃ" میں شیخ احمد احسائی پر لگایا ہے۔
>
> ہاں یہ صحیح ہے کہ یہ عقیدہ محمد کریم خان کرمانی کا ہے (جو مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان کا رئیس ہے) اور یہ اعتقادات محمد کریم خان کرمانی نے اپنی کتاب ارشاد العوام میں بیان کئے ہیں اور اس کے بیٹے محمد خان نے (جو اُس محمد کریم خان کے بعد مذہب

شیخیہ رکنیہ کرمان کا رئیس تھا) دوسری کتاب میں بیان کیے ہیں۔ بلکہ ان دونوں حضرات نے صریح طور پر بیان کیا ہے کہ مخلوقات میں ہر نوع کا نبی انسان سے لیکر جمادات تک اسی نوع سے ہوتا ہے اور اسی جنس سے ہوتا ہے یعنی ضروری ہے یہ بات کہ انسان کا نبی انسان ہو، جنوں کا نبی جن ہو، حیوانوں کا نبی حیوان ہو، نباتات کا نبی نبات ہو جمادات کا نبی جماد ہو اور اللہ عزوجل ہر نوع کو ان انواع میں سے ان کی تکالیف ان کے احکام، انکی شریعت اسی نبی کی معرفت، اور اسی نوع کے نبی کے واسطہ سے پہنچاتا ہے۔ جو اسی نوع اور اسی جنس سے ہوتا ہے اس طور پر کہ ہر نوع کا یہ نبی جو اسی طبقہ سے ہوتا ہے، اس لائق اور اس قابل ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ اس کو وحی اور الہام کرے اور ہر نوع کا نبی انسانوں کے نبی کی طرح سے معصوم ہوتا ہے۔ صفات کمالیہ کا جامع ہوتا ہے اور مرتبہ نبوت کے لائق ہوتا ہے، اور محمد کریم خان کرمانی نے خدا اس پر رحمت کرے اپنے اس مدعا کو احادیث و آیات سے دلائل دے کر ثابت کیا ہے۔ حالانکہ یہ آیات و احادیث اس کے مدعا کو کسی طرح بھی ثابت کرنے والی نہیں ہیں۔ سوائے تاویلات بعیدہ کے جس کا کوئی شاہد نہیں ہے۔ اور اگرچہ اس کی عبارات بہت طویل ہیں لیکن ہمارے لئے کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم اس کی کتاب ارشاد العوام کی عبارتوں کو یہاں پر نقل کریں تاکہ ہماری بات کی صداقت ثابت ہو اور صحیح حال واضح ہو جائے اور اس کے پیروکاروں اور مریدوں کو کسی قسم کا جھگڑا کرنے اور انکار کی مجال نہ ہو اور ہم اللہ پر توکل کر کے ذیل میں لکھتے ہیں :۔

"خدا محمد کریم خان کرمانی (رئیس مذہب شیخیہ کرمان) پر رحم کرے اس نے اپنی کتاب ارشاد العوام میں لکھا ہے کہ :۔

"معلوم ہونا چاہیئے کہ چونکہ تمام ملک خداوند عالم کا بندہ ہے اور خدا نے سب کو باشعور و با اختیار خلق فرمایا ہے، اور خداوند تعالیٰ حکیم ہے، اور وہ بیہودہ کام کرنیوالا نہیں ہے پس اس نے تمام مخلوقات کو فائدہ کیلئے خلق فرمایا ہے کہ وہ فائدہ بھی اس مخلوقات کے لئے ہی ہے کیونکہ خدا تو خود بے نیاز ہے پس سب کیلئے لازم ہے کہ وہ سب کے سب اللہ کی بندگی کا طریقہ اختیار کریں تاکہ وہ اس عنایت الٰہی کو حاصل کر سکیں جس کیلئے وہ خلق کیے گئے ہیں اور وہ فائدہ

ان کو حاصل ہو، اور اس میں بھی شک نہیں کہ کل مخلوقات کو رد دیہ بندگی صرف خداوند تعالیٰ ہی تعلیم کر سکتا ہے، پس تمام موجودات اور کل مخلوقات کہ جو انسان سے پست ہیں یعنی حیوانات و نباتات و جمادات یقیناً احکام خداوندی سے واقف نہیں ہو سکتے جب تک کہ خداوند تعالیٰ انکو تعلیم نہ دے۔ اب یہ بات دو حال سے خالی نہیں ہو سکتی یا تو ہر نوع کا ہر فرد جمادات و نباتات و حیوانات اور جنوں میں سے خداوند تعالیٰ سے بلا واسطہ اپنے احکام شریعت و بندگی کو حاصل کرے یا یہ کہ وہ بھی کسی واسطہ کے ذریعہ سے اپنے احکام شریعت کو حاصل کریں۔ اب رہی یہ بات کہ تمام کے تمام بلا واسطہ کے حاصل کریں یہ تو ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ سب کے سب وحی والہام خداوندی کی صلاحیت نہیں رکھتے اور مقام رسالت کے حامل نہیں ہیں جیسا کہ انسان کے بارے میں تم جان چکے ہو، پس ضروری ہوا کہ ان سب کے لئے بھی کوئی پیغمبر ہو جمادات کا بھی پیغمبر ہو، نباتات کا بھی پیغمبر ہو حیوانات کا بھی پیغمبر ہو جنوں کا بھی پیغمبر ہو کہ جو اس نوع میں سے بہترین فرد ہو کہ خداوند تعالیٰ تو اپنے احکام انکو تعلیم کرے اور وہ سب کے پاس پہنچائے اور اپنی حجت کو اپنی رعیت پر تمام کرے اور ردیہ بندگی کو انہیں سکھائے۔

" اور اسی طرح لازم و ضروری ہے کہ مذکورہ تمام طبقات میں ان ہی کی جنس سے پیغمبر ہو کہ وہ اس کی زبان کو سمجھتے ہوں اور اسی طرح وہ اس رتبہ و طبقہ میں معصوم و مطہر و طاہر ہو، اور اس طبقہ کے افراد کو ہدایت کرے اور خداوند تعالیٰ کے رضا و غضب کی باتوں کو انہیں سکھائے اور ان کے احکام شریعت اُن تک پہنچائے اور چونکہ یہ مطلب اکثر علماء پر پوشیدہ ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس کو ذرا کھول کر اور تفصیل سے بیان کروں تاکہ ہر طالب انصاف پر یہ مطلب ثابت ہو جائے جیسے آسمان پر آفتاب کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ کتاب کی مناسبت سے عامیانہ انداز میں لکھوں گا لیکن مطلب ایک عالمانہ اور بزرگ مطلب ہوگا۔"

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے صفحہ ۲۹۳ تا صفحہ ۲۹۵ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے۔

الفصل الثالث

الهمداني من ذلك الاعتقاد الفاسد والمذهب الكاسد ، نعم الذي يظهر من كلمات الحاج محمد كريم خان في ارشاد العوام وابنه في غيره ، بل صريحهما: ان نبي كل نوع من المخلوقات من الانسان الى الجماد من سنخ ذلك المخلوق وجنسه ،يعني لابد ان يكون نبي الانسان من الانسان، ونبي الجن من الجن ،ونبي الحيوان من الحيوانات ، ونبي النباتات من النباتات ، ونبي الجماد من الجمادات والله عز وجل يعلم كل نوع من تلك الانواع تكاليفه واحكامه بواسطة ذلك النبي الذي من سنخ ذلك النوع وجنسه ، بحيث يكون ذلك النبي في كل نوع وطبقة من الطبقات قابلا للوحي والالهام من قبل الله عز وجل ، ويكون كنبي الانس معصوما طاهرا جامعا للصفات الكمالية ، لايقا لمرتبة النبوة)، واستدل رحمه الله على ذلك بالآيات والاخبار غير الدالة على مدعاه بوجه من الوجوه ، الا بتأويلات بعيدة لاشاهد لها ، وان كانت عبارته طويلة لكن لابد لنا من نقلها حتى يتضح صدق المقال ، ويتبين الحال ، ولا يبقى لتابعيه محل انكار جدال ، وعلى الله التوكل في المبدء والمآل .

قال رحمه الله في كتاب (ارشاد العوام) : بدانكه چون همه ملك بندگان خداوند عالم ميباشند ، وهمه را خلق كرده است باشعور واختيار، وخداوند حكيم است ، هرزه كار نيست ، پس آنها را بجهة فائدة آفريده است ، كه بخود شان برسد ، چراكه خدا خودش بي نياز است ، پس همه بايد روية بندگيرا منظور دارند ، تاباآن عنايتي كه از براي او خلق شده اند برسند ، وفايده از براي ايشان حاصل شده . وشك نيست كه روية بندگيرا خداوند بايد تعليم آنها كند ، پس ساير موجودات كه از انسان پستراند البتة نميدانند ، مگر بتعليم خداوند عالم .

حال از دو قسم بيرون نيست : يابايد كه هر يك از جماد ونباتات وحيوان وجن خود از خداوند عالم بگيرند بدون واسطة يا آنكه بواسطه بايد بگيرند ، اما بدون واسطه كه ممكن نباشد ، چراكه انها همه قابل وحي والهام خداوندي نيستند ، ومقام رسالت را ندارند ، چنانكه در انسان يافتي ، پس بايستي كه از براي آنها هم پيغمبرى باشد كه بهترين آنها باشد ، وخداوند احكام خدرا باو بياموزد ، واز او بسايرين برساند ، وحجت را بر رعيت خود تمام كند ، وروية بندگيرا بايشان بياموزد وهمچنين بايد پيغمبر از جنس هر يك از طايفهها باشد تا نعت او را بفهمند ، ومعجزات ثابت شود ، وظاهر گردد ، چنانكه پيش دانستي ،

معجبین در آن رتبه معصوم ، ومطهر ، وطاهر باشد ، واهل آن رتبه را هدایت کند ، ورضا وغضب خداوند بایشان نیاموزد ، واحکام ایشانرا بایشان برساند ، وچون این معنی بر اکثر علما پوشیده وپنها نست ، لابد است که قدري آنرا شرح دهم تابر هر طالب منصفي ظاهر گردد • مثل افتاب در میان آسمان • واگرچه بمناسبت کتاب عامیانه خواهم نوشت • ولی مطالب مطلبي عالمانه وبزرگست •)

موسیٰ اسکوئی کے نزدیک محمد کریم خان کرمانی کے مذکورہ عقیدہ کی بنیاد کیا ہے؟

موسیٰ اسکوئی نے اپنے مذکورہ بیان کے بعد ص۹۵ سے لے کر ص۲۰۴ تک محمد کریم خان کرمانی کی ارشاد العوام سے مزید فارسی عبارات نقل کی ہیں جن میں اس نے اپنے مدعا کو اپنی دلائل کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے پھر اس کا ترجمہ عربی میں کرکے اس کو باطل قرار دیا ہے اس کے بعد احقاق الحق کے ص۲۰۴ و ص۲۰۵ پر الفصل الرابع میں اپنے بیان کو سمیٹتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ محمد کریم خان کرمانی کے اس باطل عقیدے کی اصل بنیاد کیا ہے چنانچہ وہ احقاق الحق کے ص۲۰۴ و ص۲۰۵ پر یوں تحریر فرماتے ہیں:-

"آپ سابق فصل میں جان چکے ہیں کہ الحاج محمد کریم خان کرمانی نے کہا ہے کہ جمادات، نباتات، حیوانات اور انسانوں میں ہر مرتبہ میں انکی جنس اور انکی نوع سے ہی نبی ہوتا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس کی یہ بات اس کے قول کلیۃ النبی والامام کے اوپر متفرع ہے کیونکہ اس نے کلیۃ النبی والامام کا نظریہ پیش کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ان کے لئے ناممکن ہے یہ بات کہ وہ اس تنگ اور چھوٹے سے عالم ظاہر میں اپنی کلیّت کی حیثیت سے ظہور کرسکیں اور اس چھوٹے سے عالم میں اتر سکیں اور ان کے لئے ضروری و لازمی ہے کہ وہ تمام مخلوقات اور موجودات کو احکام شریعت کی تبلیغ کریں کیونکہ وہ صاحب نبوۃ عامہ ہیں اس سے یہ بات لازم آئی کہ ہر مرتبہ میں جمادات میں نباتات میں حیوانات میں انسانوں میں ان ہی کی نوع سے اور ان ہی کی جنس سے نبی و رسول ہو اور وہ مظہر ہو اس نبی کلی کا پس اللہ کی طرف سے نبی اور حقیقی مبلغ تو وہ نبی کلی ہے لیکن وہ ہر مرتبہ میں اپنے مظاہر موجود کیلئے اسی مرتبہ کی صورت میں اسی طبقہ کی شکل میں اسی طبقہ کے

لباس میں اور اسی طبقہ کی نوع بن کر اور اسی طبقہ کی جنس میں ظاہر ہو کر تبلیغ کرتا ہے
پس وہ نبی کلی انسان اور بشر کے احکام تو اپنے اس وجود کے مظہر کے واسطے سے پہنچاتا
ہے جو انسانوں میں اور بشر میں انسان اور بشر کی شکل میں اور انسانوں کے لباس میں اور
انسانوں کی صورت میں ظہور کیے ہوئے ہے اور وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ
علیہ وآلہ ہے اور وہی نبی کلی محمد کے لباس بشری میں بشر اور انسانوں کے لیے بشکل بشر و
انسان ظاہر ہوا ہے اور تجلی کیے ہوئے ہے۔ اور حیوانات کی شریعت اور ان کے احکام
حیوانوں کی شکل میں اور انکی صورت میں اور ان کے لباس میں جاکر ان کی زبان میں بیان
کرتے ہیں۔ نباتات کے احکام اور انکی شریعت نباتات کی صورت اور ان کے لباس
میں جلوہ گر ہو کر اور ان کی نوع اور ان کی جنس میں ظہور کر کے بیان کرتے ہیں۔ اور
جمادات کے احکام و شریعت انکی شکل میں ان کی صورت میں ان کے لباس میں اور
ان کی نوع میں اور ان کی جنس میں ظہور کر کے تبلیغ کرتے ہیں اور ان تمام مراتب
میں ان کے اکمل افراد میں متصور ہوتے ہیں اور اکمل لباس پہن کر جلوہ افروز
ہوتے ہیں اور انکی صورت میں ظہور کرتے ہیں۔"

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے ص۳۰۴ و ص۳۰۵ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے

الفصل الرابع

[illegible] من الفصل [illegible] ان الحاج محمد كريم خان قال بوجود
وجود نبي [illegible] كل مرتبة من مراتب من الانسان الى الجماد . ولا يخفى ان
[illegible] هذا [illegible] القول بكلية النبي والامام . فحسب قال بكلية
الامام [illegible] ان يظهر بكليته في هذا العالم الظاهر [illegible]
[illegible] تبليغ الاحكام الالهية الى [illegible] الموجودات
[illegible] حسب [illegible] العامة [illegible] القول بلزوم وجود نبي
[illegible] كل مرتبة من سنخ وجنس تلك المرتبة
[illegible] والملك حقيقة من الله عز وجل هو [illegible]
[illegible] الموجودة له في كل مرتبة بالباس وصورة [illegible]
[illegible] كان يبلغ [illegible]
[illegible] الانسان وصورته [illegible]

[illegible]

مرزا موسیٰ اسکوئی الحائری نے جو کچھ بیان کیا ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی نبوت
بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ بھی نقل کر دیا ہے، موسیٰ اسکوئی کا بیان انکی کتاب احقاق الحق سے اتنا
فی ہے، اور محمد کریم خان کرمانی کا بیان بھی اتنا ہی کافی ہے جو ہم نے نمونے کے طور پر موسیٰ اسکوئی
ب احقاق الحق کے حوالے سے ہی نقل کیا ہے، اور موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق سے ہی ملا
ہمدانی کی کتاب ہدیۃ النملہ کا اقتباس بھی ہدیہ قارئین کر دیا ہے،

ملا رضا ہمدانی نے اپنی اس کتاب "ہدیۃ النملہ" میں انتہائی اختصار سے کام لیا ہے نہ توان کی
رت نقل کی ہیں اور نہ ہی صفحات کا حوالہ دیا ہے بلکہ خلاصہ کے طور پر اس طرح بیان کیا ہے
شیخیہ یوں کہتے ہیں یا شیخ احمد احسائی اور رؤسائے شیخیہ یہ کہتے ہیں اور شیعہ جعفریہ اثنا عشریہ
عقیدہ یہ ہے، چونکہ ملا رضا ہمدانی کی مذکورہ کتاب میں کوئی حوالہ نہیں تھا لہذا انکی علمیت
نت امانت اور فضیلت کے باوجود موسیٰ اسکوئی نے عوام کو دھوکہ دینے کیلئے یہ جرأت کی اور بڑی
نی اور دیدہ دلیری کے ساتھ دروغ بیانی کرتے ہوئے یہ لکھ دیا کہ ہم نے شیخ احمد احسائی کی
ں کا ایک ایک صفحہ الٹا اور ایک ایک ورق پلٹا ہمیں تو شیخ کی کتابوں میں یہ عبارت کہیں

نہیں علی علی الخصوص شیخ کی کتاب "جوامع الکلم" میں یہ بات کہیں نہیں ہے جیسا کہ موسیٰ اسکوئی کا بیان احقاق الحق کے صـ۲۸۹ سے سابق اوراق میں گزر چکا ہے کہ :-

"قد تصفحنا کتب الشیخ الاحد نور اللہ ضریحہ صفحۃ بعد صفحۃ وورقاً بعد ورق فلم نعقف منہ علی عبارۃ یشم منھا رائحۃ مانسبہ الیہ، فضلا عن التصریح بذالک، لا سیما کتاب "جوامع الکلم" بجلدیۃ الذی نصب الیہ مانسب"

"یعنی ہم نے شیخ احمد احسائی کی تمام کتابوں کا ایک ایک صفحہ الٹا اور ایک ایک ورق پلٹا مگر ہمیں تو شیخ کی کسی کتاب میں ایسی عبارت نہیں ملی جس سے اس بات کی ذرا بھی بو آتی ہو جس بات کی ملا رضا ہمدانی نے شیخ احمد احسائی کی طرف نسبت دی ہے خصوصاً "جوامع الکلم" کی دونوں جلدوں میں تو یہ بالکل نہیں ہے"

اگرچہ ہماری اس کتاب کی ضخامت روسائے شیخیہ کی اصل عبارات کو پیش کرنے کی وجہ سے بڑھتی جارہی ہے لیکن شیخیوں اور روسائے شیخیہ کی جھوٹ بولنے، مکرنے اور عوام کو دھوکہ دینے کی عادت کو دیکھتے ہوئے انکی اصل عبارتوں کے عکس پیش کرنے کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے

موسیٰ اسکوئی کے بیانات کا تجزیہ

اب ہم موسیٰ اسکوئی کے بیانات کا تجزیہ قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

موسیٰ اسکوئی کے بیان کے مطابق شیخ احمد احسائی اور اس کے جانشین اول سید کاظم رشتی کی کسی کتاب میں یہ لکھا ہوا نہیں ہے کہ :-

"ہذا : ہر نوع کا نبی اسی نوع سے ہوتا ہے۔ جمادات کا نبی جمادات سے، نباتات کا نبی نباتات سے حیوانات کا نبی حیوانوں سے، جنوں کا نبی جنوں سے اور انسانوں کا نبی انسانوں سے"

ہذا : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ ہر نوع کو ہدایت کرنے کیلئے اسی نوع میں اترتے ہیں یعنی جمادات کی ہدایت کے لئے جمادات کے لباس میں جاکر، نباتات کی ہدایت کے لئے نباتات کے لباس میں جاکر، حیوانات کی ہدایت کیلئے حیوانات کے لباس میں جاکر ہدایت کرتے ہیں۔

موسیٰ اسکوئی کہتے ہیں کہ شیخ احمد احسائی کی کتابوں میں یہ مذکورہ دونوں باتیں نہیں ہیں نہ

اس کی کتاب جوامع الکلم میں۔ نہ شرح زیارت جامعہ میں۔ لیکن کہتے یہ ہیں کہ شیخیہ رکنیہ کرمان کے رئیس محمد کریم خان کرمانی نے اپنی کتاب ارشاد العوام میں مذکورہ دونوں باتیں لکھی ہیں۔

موسیٰ اسکوئیؒ کہتے ہیں کہ اگر (ایران کے شیعہ مجتہد حجۃ الاسلام آیت اللہ آقا سے) ملا رضا ہمدانی نے ان کے حریف یعنی شیخیہ رکنیہ کے سربراہ محمد کریم خان کرمانی کی کتاب ارشاد العوام میں دیکھ کر یہ لکھا ہے اور اس کو شیخ احمد احسائی کی طرف منسوب کر دیا ہے تو یہ بڑی ناانصافی کی بات ہے کہ کسی پڑوسی کے جرم میں کسی دوسرے پڑوسی کو پکڑ لیں۔

اور ہدیۃ النملہ مولفہ ملا رضا ہمدانی کا فیصلہ جو انھوں نے ان دونوں باتوں کو لکھ کر دیا ہے وہ آپ احقاق الحق کے صفحہ ۲۸۸ سے پیش کردہ اصل عبارت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ ملا رضا ہمدانی نے یہ لکھا ہے کہ:۔

"ولا یخفی علی ذی لب کفرہٗ"

"یعنی کسی بھی صاحب عقل سے ان دونوں باتوں کا کفر ہونا مخفی نہیں ہے" یعنی ہر صاحب عقل ان دونوں باتوں کو کفر سمجھتا ہے اور خود موسیٰ اسکوئیؒ نے اپنی کتاب احقاق الحق کے صفحہ ۲۸۸ سطر ۱۲ میں یہ لکھا ہے:

"فان کلا المذھبین باطلان خارجان عن جادۃ الحق"

"یعنی یہ دونوں باتیں اور دونوں نظریات و اعتقاد کا مذہب باطل ہے اور صراط مستقیم اور جادۂ حق سے خارج ہے"

اور پھر احقاق الحق کے صفحہ ۲۹۰ پر لکھتے ہیں:۔

"ومن اعتقد غیر ھذا فعلیہ لعنۃ اللہ وانبیائہ ورسولہ والملائکۃ والانس والجن اجمعین"

"یعنی جو ہمارے بیان کردہ اعتقاد کے علاوہ (محمد کریم خان کرمانی کا پیش کردہ) اعتقاد رکھے اس پر اللہ کی بھی لعنت، انبیاء کی بھی لعنت، اس کے رسول کی بھی لعنت ملائکہ کی بھی لعنت، جنوں کی بھی لعنت اور کل انسانوں کی بھی لعنت ہو"

پھر احقاق الحق کے صفحہ ۲۹۳ پر الفصل الثالث میں شیخ احمد احسائیؒ اور اس کے جانشین اول سید کاظم رشتی کی برأت کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"قد عرفت ان ساحۃ الشیخ الاوحد والسید الامجد منزھۃ عما نسبہ

الھم انی من ذالک الاعتقاد الفاسد و لمذھب الکاسد ۔"

"یعنی آپ کو معلوم ہو گیا کہ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کی ذوات مقدسہ اس مذہب باطل اور اعتقاد فاسد سے منزہ اور پاک ہے اور ملا رضا ہمدانی نے اپنی کتاب "ھدیۃ النملۃ" میں جو کچھ انکی طرف منسوب کیا ہے وہ نسبت صحیح نہیں ہے۔"

ہمارا چیلنج

موسیٰ اسکوئی اور اُن کی اولاد احقاقی جھوٹی ہے، لاہوری مرزائیوں کی طرح تحریفی ہے اور ابلیسی انداز میں شیخیت کی تبلیغ کرتی ہے۔

ہم اپنے قارئین کے سامنے اب یہ ثابت کریں گے کہ لاہوری احمدیوں کی طرح احقاقی شیخی بھی جھوٹے ہیں اور جس طرح لاہوری احمدی مرزا غلام احمد کی نبوت کے دعوے سے مکرتے ہیں اور اس کو مجدد بنا کر اس کے افکار کو پھیلا رہے ہیں۔ احقاقی روٴسائے شیخیہ بھی جس کے موجود سربراہ حسن الاسکوئی الحائری الاحقاقی ہیں۔ بالکل جھوٹے ہیں ورجس طرح لاہوری احمدی مرزا غلام احمد کے دعوائے نبوت کو ربوہ کے احمدیوں کے سر مڑھتے ہیں اور مرزا غلام احمد کو اس دعوے سے بری قرار دیتے ہیں اسی طرح صریحاً کفر اعتقادات اور شیخ کی واضح دعووں کو احقاقی شیخی کرمانی شیخیوں کے سر مڑھ دیتے ہیں لیکن پھر انہیں نظریات کو اپنی نئی تشریح کے ساتھ اسی سے ملتی جلتی صورت میں پیش کر دیتے ہیں۔ اور آگے چل کر قارئین کرام ملاحظہ کریں گے کہ محمد کریم خان کرمانی رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل وہی ہے جو بانی مذہب شیخیہ نے اپنی ان دونوں کتابوں میں تحریر کیا ہے جس کا موسیٰ اسکوئی اور اس کی اولاد احقاقی نے ایک ایک صفحہ الٹا اور ایک ایک ورق پلٹا مگر ان کو شیخ کی مذکورہ کتابوں میں ایسی کوئی عبارت دکھائی نہیں دی جس سے مذکورہ اعتقادات کی بو آتی ہو۔

موسیٰ اسکوئی کو ان اعتقادات کا کفر ہونا تسلیم ہے اس کو ان اعتقادات کا باطل ہونا اور جادۂ حق سے اور صراط مستقیم سے خارج ہونا تسلیم ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ جو یہ اعتقاد رکھتا ہو

اس پر اللہ کی بھی لعنت، انبیاء کی بھی لعنت، رسولوں کی بھی لعنت کل انسانوں اور کل جنوں کی بھی لعنت ہو۔

اللہ اللہ، خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھئے کہ جس شخص نے اپنے شیخ کو منزہ قرار دینے کے لئے اتنی جدوجہد کی تھی اور اس کی صفائی دینے کی وجہ سے کہتے ہیں کہ ہمیں تو لوگ صرف اس وجہ سے شیخی کہتے ہیں کہ ہم شیخ احمد احسائی کا دفاع کرتے ہیں۔ ہم مدافعین شیخ ہیں شیخ کے اوپر لگائے گئے الزامات کے جواب دیتے ہیں۔ اب دیکھئے یہ سب لعنتیں کہاں جا رہی ہیں، کیونکہ یہ اعتقاد فاسد، یہ مذہب باطل، یہ نظریہ کاسد خود اس کے شیخ احمد احسائی کا ہے جو اس نے خود بیان کیا ہے، اور ان ہی کتابوں میں بیان کیا ہے جن کا انہوں نے ایک ایک ورق الٹا ہے اور ایک ایک صفحہ پلٹا ہے لیکن ان کو ان دونوں کتابوں میں یہ عبارات نہیں ملیں۔ اور تعجب کا مقام یہ ہے کہ ہمارے بعض بھولے بادشاہوں نے موسیٰ اسکوئی کی بات کا یقین کر کے یہ سمجھ لیا جیسے کہ ان کے علماء و مجتہدین نے حسد کی وجہ سے شیخ احمد احسائی کے خلاف کفر کے فتوے دیئے ہیں اور یوں موسیٰ اسکوئی کی باتوں سے دھوکہ کھا کر معیار شرافت میں شرافت کا جنازہ نکال دیا۔ ہم اپنے قارئین کے ملاحظہ کیلئے شیخ احمد احسائی کی مذکورہ کتابوں کی یہ عبارات جو مذکورہ اعتقادات و نظریات و افکار باطل پر مشتمل ہیں ان ہی کتابوں سے صفحہ و سطر کے ساتھ نقل کر رہے ہیں۔

شیخ احمد احسائی کی کتابوں میں ہر نوع کا نبی ہونے کا بیان

قارئین محترم خداوند تعالیٰ کی قدرت کا تماشہ دیکھئے، اور موسیٰ اسکوئی مولف "احقاق الحق" اور ان کی اولاد۔ جو احقاق الحق کی نسبت سے ہی احقاقی کہلاتی ہے۔ کی حالت پر غور کیجئے۔ جو احقاق الحق کو شیخ احمد احسائی اور اس پر عائد کردہ الزامات کے لئے مدافعت کے سلسلے میں صحیفہ آسمانی سمجھتے ہیں کہ اسی شخص یعنی موسیٰ اسکوئی کی زبان سے ہی ان دونوں باتوں کا عقیدہ رکھنے والے پر لعنت بھجوا دی۔

اللہ سبحانہٗ کے معجزات میں سے یہ ایک معجزہ ہے، اور اپنے دین کی عجیب و غریب طریقہ کی نصرتوں میں سے یہ ایک نصرت ہے کہ اس نے اپنی عظیم قدرت کو کام میں لاتے ہوئے اسی شخص کی زبان پر لعنت کو جاری کرا دیا اور اسی کے حق میں جاری کرا دیا کہ جس کی وہ صفائی پیش کر رہا تھا، اور اسی کی زبان سے اس کو کافر اور فاسد العقیدہ و باطل مذہب کا حامل بنوا دیا

کیونکہ یقیناً اس کا شیخ احمد احسائی اسی اعتقاد کا معتقد تھا اور اس نے ہی ان نظریات کو رواج دیا تھا، اور جب تک وہ زندہ رہا اسی اعتقاد پر زندہ رہا اور جب وہ مرا تو اسی اعتقاد پر مرا اور کاظم رشتی اور محمد کریم خان کرمانی اور مرزا حسن قراچہ داغی نے جو کچھ لکھا وہ اس کی پیروی میں لکھا۔

اور قارئین کرام شیخ احمد احسائی کی وہ عبارت جس کا ملا رضا ہمدانی نے اپنی کتاب ہدیۃ النملہ میں "جوامع الکلم" سے حوالہ دیا ہے اور جس کا موسیٰ اسکوئی نے اپنی کتاب احقاق الحق میں "جوامع الکلم" میں ہونے سے انکار کیا ہے۔ شیخ کی وہ عبارت جوامع الکلم کی جلد دوم کے تیسرے رسالہ قطیفیہ کے ص۱۴۱ کی سطر ۲۵ سے شروع ہوتی ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"پس حیوانات میں سے ہر نوع ایک امت ہے اور ہر امت کی طرف خدا نے کسی نہ کسی ڈرانے والے کو ضرور بھیجا ہے جو اس کی زبان میں اس سے باتیں کرتا ہے اور احکام خداوندی ان کے سامنے بیان کرتا ہے۔ لیکن انسان کے علاوہ جتنے بھی رسول ہیں وہ سب کے سب اُس رسول سے احکام خداوندی حاصل کرتے ہیں۔ جو انسانوں میں سے ہو، کیونکہ انسان ہی وہ ہے جو اللہ اور تمام حیوانات کے درمیان واسطہ ہے لیکن اس اصول سے حضرات محمد و آل محمد اور حضرت سلیمان (ان پر اور انکی عترت پر درود و سلام ہو) مستثنیٰ ہیں، اور وہ رسول غالباً ترتیب طبعی کے لحاظ سے احکامات حاصل کرتے ہیں مثلاً جنوں میں کا نبی و نذیر تو اس نذیر کے پاس آئے گا جو انسانوں میں نذیر ہے اور وہ اس سے احکام خداوندی حاصل کریگا، اور حیوانات کو ڈرانے والا نبی یا نذیر اس نذیر کے پاس آئے گا، جو جنوں کو ڈرانے والا نبی یا نذیر ہے اور وہ اس سے احکام خداوندی حاصل کرے گا۔ لیکن حضرت سلیمان کے بارے میں یہ اصول قائم نہیں رہے گا کیونکہ وہ حضرت تمام حیوانات کی زبان کو جانتے اور سمجھتے تھے پس وہ حیوانات کے احکامات خداوندی حیوانات کے پاس بلا واسطہ پہنچاتے تھے اسی طرح محمد و آل محمد کے بارے میں اس ترتیب طبعی کا لحاظ نہ رہے گا۔ کیونکہ وہ بھی تمام لغات کے عالم ہیں۔ پس وہ حیوانات کے پاس ان کے لیے احکام خداوندی تین طریقوں میں سے جس طریقہ سے چاہتے ہیں پہنچاتے ہیں۔

۱: اگر وہ چاہیں تو خود ان حیوانات سے ان کی اپنی زبان میں باتیں کر کے ان کے احکام ان کو پہنچائیں۔

۲: اگر وہ چاہیں تو مجانست حیوانیہ کی غرض سے ان کے مرتبہ میں تنزل کر کے (یعنی ان کی صورت اور ان کی شکل اور ان کے لباس میں جا کر) ان سے ان کی زبان میں خطاب کرتے ہیں۔

۳: یا اگر وہ چاہیں گے تو مجانست انسانیہ کی خاطر اُن حیوانات کو شکل و صورت و نوع انسانی کے مرتبہ میں بلند کر کے یعنی ان کو انسانی صورت میں لا کر اُن سے خطاب کریں گے۔"

شیخ احمد احسائی کی کتاب "جوامع الکلم" جلد دوم کے تیسرے رسالہ قطیفیہ کے ص ۱۴۱ کی سطر ۲۵ و مابعد کی اصل عبارت بلفظہ حسب ذیل ہے:۔

"فکل نوع من الدواب أمة وکل أمة ارسل فیھا نذیر بلسانھا لیبین لھم ولکن رسل غیر الانس تاخذ من رسل الانس لان الانسان ھو الواسطة بین اللہ وبین سائر الحیوانات الا انھا فی غیر محمد وآلہ والنبی سلیمان ع غالباً بالترتیب الطبیعی مثلاً یاتی نذیر الجن الی نذیر الانس ویاخذ عنہ ویاتی نذیر الحیوانات الی نذیر الجن ویاخذ عنہ اما سلیمان بن داؤد علی نبینا وعترتہ الطاھرین وعلیھما ص فلا یجب فی حقہ ذالک لانہ کان یعلم لغات الحیوانات فھو یبلغ نذرھم بلا واسطة واما محمد واھل بیتہ الطیبون ع فکذالک لا یجب فی حقھم الترتیب الطبیعی معھم لانھم یعلمون سائر اللغات فیبلغون نذر الحیوانات باحد وجوہ ثلاثة - ان شاؤا خاطبوھا بلغاتھا وان شاؤا نزلوا الی رتبتھم فخاطبوھم بجھة المجانسة الحیوانیہ وان شاؤا ادفعوا تلک النذر الی مراتب الانسانیة فخاطبوھا بجھة المجانسة الانسانیة" انتھی۔

شیخ احمد احسائی کی کتاب جوامع الکلم کے مذکورہ بیان سے دونوں مذہب ثابت ہو گئے یعنی:

۱: ہر نوع کا نبی اُسی نوع سے ہونا بھی۔

۲۔ اور پیغمبر اکرم کا ہر نوع کی شکل میں آکر ان کی صورت اختیار کر کے یا انکے لباس میں اور انکی زبان میں تبلیغ احکام کرنا بھی۔

اور قارئین محترم یہ بات ظاہر ہے کہ حیوانات میں گدھے، گھوڑے، خچر، کتے، سور، بندر، ہاتھی وغیرہ وغیرہ سب ہی شامل ہیں۔

اور شیخ احمد احسائی یہ کہتا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ حیوانات سے مجانست حیوانیہ کی غرض سے ان کی شکل وصورت میں تنزل کر کے ان کی زبان میں ان کو ہدایت کرتے ہیں۔ ہم نے بلحاظ ادب ہر ایک کے ساتھ خصوصی طور پر ذکر کر کے بیان نہیں کیا، قارئین خود غور کریں کہ شیخ نے یہ کیا کہا ہے۔

یہ تو تھا شیخ احمد احسائی کا بیان جوامع الکلم میں، اب شیخ احمد احسائی کا بیان اس کی کتاب شرح زیارت سے پڑھیے جس سے مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کتاب سے عقائد کا بیان کیا ہے۔ شیخ احمد احسائی شرح زیارہ کے صفحہ ۶۰ سطر ۱۰ تا سطر ۱۲ پر لکھتا ہے:۔

"ہم سابق میں اشارہ کر آئے ہیں اور ہم نے صراحت کے ساتھ اپنے بہت سے رسالوں میں اس کو بیان کیا ہے، اور اپنی بحثوں میں اس کی تصریح کی ہے کہ کل اشیاء (تمام چیزیں) تمہاری طرح سے ہی امتیں ہیں (اور خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ) ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اس قوم کی زبان میں ہی تبلیغ کرتا تھا جس کی طرف وہ بھیجا جاتا تھا تاکہ وہ ان کی زبان میں وضاحت کے ساتھ احکام خداوندی کو بیان کر سکے۔ پس کل اشیاء (تمام چیزیں) مخلوقات میں سے علل کاملہ اور امثال العلیا کی رعیت ہیں پس اللہ کی جانب سے کل اشیاء کی تبلیغ کرنے والے ان (محمد وآل محمد علیہم السلام) میں سے ہی ہوں گے اور ان کی علوِ شان اور بلندی مرتبہ کے ساتھ ان کی دو حالتیں ہوں گی۔

(الاولیٰ): یعنی پہلی صورت تو یہ ہے کہ وہ اس مقام میں تنزل کرتے ہیں کہ جس میں اس امت کا وہ فرد ہے جس کو تبلیغ احکام کرنی ہے پس وہ اس کی صورت میں اسی کی شکل میں، اسی کے مرتبہ میں پہنچ کر اس کی اپنی زبان میں خطاب کرتے ہیں اور تبلیغ کرتے ہیں اور اس بات میں سب برابر ہیں خواہ وہ امت جمادات ہو یا وہ امت نباتات ہو یا وہ امت حیوانات ہو، ذات ہو یا صفت ہو عیناً ہو یا معنی ہو، (یعنی جمادات کو جمادات کی صورت میں ان کے لباس میں جا کر ان کی اپنی

زبان میں تبلیغ کرتے ہیں نباتات کو نباتات کی صورت میں ان کے لباس میں جاکر ان کی اپنی زبان میں تبلیغ کرتے ہیں۔ حیوانات کو حیوانات کی صورت میں ان کے لباس میں جاکر ان کی اپنی زبان میں تبلیغ کرتے ہیں غرضیکہ کل اشیاء کو خواہ وہ ذات ہوں یا صفت ہوں عیناً ہوں یا معنی ہوں ہر ایک چیز کو اسی کی صورت میں اور اسی کے لباس میں جاکر اسی کی زبان میں اس کو تبلیغ کرتے ہیں۔)

(الثانیہ) اور دوسری صورت یہ ہے کہ چیز کو دعوت دینی مقصود ہو اس چیز کو اس کے اپنے مقام سے بلند مرتبہ میں لاکر اور اس کو شکل انسانی اور لباس انسانی میں لاکر مقام انسانی میں مجالست انسانی کے لحاظ سے اس کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔ خواہ وہ چیز مخلوقات کی کسی بھی صنف سے تعلق کیوں نہ رکھتی ہو"

شیخ احمد احسائی کی شرح زیارت کے ص۶۰ سطر نمبر۱ تا ۱۳ کی اصل عبارت کا عکس اسی کتاب کے مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

یہ ہے وہ عبارت جو شیخ احمد احسائی نے شرح زیارت جامعہ میں تحریر کی ہے اور یہ ہے وہ عبارت جس کا شیعہ مجتہد حجۃ الاسلام آقائے ملا رضا ہمدانی نے اپنی کتاب "ہدیۃ النملہ" میں حوالہ دیکر اس کو صریح کفر قرار دیا ہے۔

شیخ کی یہ عبارت اس کی کتاب "جوامع الکلم" سے بھی زیادہ تفصیلی ہے۔ اس میں جمادات و نباتات و حیوانات کے ساتھ "کُلُّ شیءٍ" (تمام چیزیں) کہا ہے اور "کل شیء" کے ساتھ ذاتاً و صفتاً و عیناً و معناً کہا ہے۔

موسیٰ الکوئی الحائری کے ماننے والے اور ان کے فرزند مرزا حسن الحائری الاحقاقی الکویتی ملاحظہ کریں کہ وہ تو یہ کہتے تھے کہ یہ سب کچھ ان کے حریف رئیس شیخیہ رکنیہ محمد کریم خان کرمانی کے پیش کردہ اور بیان کردہ اعتقادات و نظریات ہیں اور اس کی کتاب ارشاد العوام سے اس کے بیانات پیش کر کے یہ ثابت کیا تھا کہ یہ اعتقاد فاسد۔ یہ نظریہ کاسد۔ یہ مذہب باطل اس کا ہے اور ہمارا شیخ اس سے منزہ ہے اور شیخ کا جانشین اوّل ان کا سید الامجد یعنی سید کاظم رشتی بھی اس سے منزہ ہے لیکن محمد کریم خان کرمانی نے تو صرف جمادات و نباتات اور حیوانات کی شکل میں اترنا اور ان کے لباس میں جانا ہی لکھا تھا لیکن شیخ احمد احسائی تو اس سے بھی آگے بڑھا ہوا ہے اور اس نے "کُلُّ شیءٍ" کہا ہے اور ذات و صفات و عیناً و معنیً کہا ہے۔

اور قارئین محترم آپ جانتے ہیں کہ کل چیزوں میں پاخانہ، پیشاب، سور کا خون، بندر کا گو اور کتے کا گو وغیرہ وغیرہ سب چیزیں شامل ہیں۔

اور صفات میں، حسد وکبر وکفر ونسب وغیبت وبہتان وغیرہ وغیرہ کیا کیا چیزیں آتی ہیں اب جو کچھ شیخ نے کہا ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ مزید کھول کر بیان کیا جائے کہ صرف اتنا ہی پڑھنے سے خون کھولنے لگتا ہے۔

کیا شیعہ اور کیا سُنی کوئی بھی مسلمان اس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر اکرمؐ کی اشرف المخلوقات یعنی نوع انسانی سے جداگانہ کوئی نوع مانی جائے اور یہ کہا جائے کہ وہ انسان کے پاس انسان کے لباس میں اور حیوانات کے پاس حیوان کے لباس میں اور نباتات کے پاس نباتات کے لباس میں اور جمادات کے پاس جمادات کے لباس میں اور ہر چیز کے پاس اسی چیز کے لباس اور اس کی شکل وصورت اور نوع میں جاکر ہر ایک کو انکی اپنی زبان میں تبلیغ احکام کرتے ہیں۔

ہمارے مذکورہ بیان سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ شیخ احمد احسائی کے افکار کو بے کم وکاست کے بیان کرتا ہے اور ربوہ کے مرزائیوں کی طرح شیخ احمد احسائی کا سچا پیرو ہے اور شیخیہ احقاقیہ جن کے موجودہ رئیس مرزا حسن الاسکوئی الحائری الاحقاقی الکویتی ہیں لاہوری مرزائیوں کی طرح ترمیمی وتحریفی شیخی ہیں اور بھیس بدل کر خود کو شیعوں میں شیعہ ظاہر کر کے اور رکن رابع کی بجائے مجتہد کا نام اپنا کر شیخی نظریات وافکار وعقائد کی ابلیسی انداز میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور اپنی اور شیخ کی مظلومیت کا رونا روتے ہیں اور غلط طور پر اس کا دفاع کرتے ہوئے اس کے عقائد باطلہ کی تائید وتسدید کرتے ہیں۔

اور اس بیان سے مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کے ان جملوں کا مطلب بھی واضح ہو گیا کہ "محمد وآل محمد بشر ہوتے ہیں جب کہ ان کی امت بشر ہوئے" اور انکی اس بات کا مطلب بھی سمجھ میں آگیا کہ "جیسے جیسے امت تبدیل ہوتی گئی ان کا لباس تبدیل ہوتا گیا لہذا انکی نوع جداگانہ ہے"

اور اس بات کی بھی تصدیق ہو گئی کہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے اپنے مکتوبات میں شیخ احمد احسائی کی شرح زیارت سے عقائد کے بیان کرنے کا جو اظہار کیا ہے وہ بالکل درست ہے اور اس بات کی بھی تصدیق ہو گئی کہ مولانا محمد بشیر صاحب نے اپنے مکتوبات میں جو یہ کہا ہے کہ انہوں نے انہیں بزرگوں کے عقائد کی حقائق الوسائط جلد دوم میں دلائل عقلیہ کے ساتھ تائید وتسدید کی ہے۔

بہر حال یہ شیخ احمد احسائی کے عقائد وافکار ونظریات کی تبلیغ ہے کہ محمد وآل محمد کی نوع تمام

کائنات سے جداگانہ ہے وہ اصلاً انسان نہیں ہیں وہ ہر امت کے پاس شکل بدل بدل کر لباس بدل بدل کر آتے رہتے ہیں۔ انسانوں کے پاس انسان کے لباس میں جب امت انسان یا بشر ہو۔ حیوانوں کے پاس حیوانوں کے لباس میں جب امت حیوان ہو۔ وعلی ھذہ القیاس۔

اور کاظم رشتی کا بیان اس کتاب کے مقدمہ میں گذر چکا وہاں پر ملاحظہ کریں جو چیونٹی کا نبی چیونٹا کے عنوان کے تحت تحریر کیا گیا ہے اور مذہب شیخیہ احقاقیہ کے پہلے رئیس یعنی مرزا حسن قراچہ داغی کا بیان بھی اس کتاب کے مقدمہ میں بیان ہو چکا۔ یعنی بنیادگزار شیخیت کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ کاظم رشتی جانشین اول شیخ احمد احسائی کا عقیدہ بھی یہی ہے اور محمد کریم خان کرمانی رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کا عقیدہ بھی یہی ہے اور مرزا حسن قراچہ داغی رئیس اول مذہب شیخیہ احقاقیہ کا عقیدہ بھی یہی ہے اور مولانا محمد بشیر صاحب انصاری اور ان کی پارٹی کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ اس کو وہ فضیلت سمجھتے ہیں اور اس کے برخلاف محمد و آل محمد کو اشرف المخلوقات کی اشرف ترین واکمل ترین وافضل ترین فرد سمجھنے والوں کو وہ مقصرین کہتے ہیں۔

یہ ہے نور کا چوتھا تصور۔ اب ہم اس موضوع کو یہیں پر ختم کرتے ہیں اور قارئین کو یہ دکھاتے ہیں کہ یہ ہر نوع کے لباس میں انکی شکل وصورت میں ظہور کرانے کی اصل وجہ کیا ہے۔

محمدؐ و آل محمدؐ کے ہر نوع کے لباس میں ظہور کرانے کی اصل وجہ کیا ہے؟

جن لوگوں کو مرزائیوں سے بحث کرنے یا ان کے دعوے کی دلائل سننے یا پڑھنے کا موقع ملا ہے وہ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ مرزائی حضرات کی بحث کا بنیادی نکتہ یہ ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں اور اس کے بعد وہ پیغمبر اکرمؐ کی زبانی حضرت عیسےٰ کی آمد کی نوید سناتے ہیں اور استدلال ان کا یہ ہوتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ سلام مر چکے ہیں تو سرکار رسالت کی یہ حدیث کس طرح پوری ہو گی کہ حضرت عیسےٰ آئیں گے، یہ پیش گوئی تو صرف اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے کہ کوئی ان کی صفات کا آدمی اس امت میں سے نبی بن کر آئے نہ کہ مریم کے بیٹے کی انتظار کریں اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔

گویا عیسےٰ علیہ السلام کی موت کی بحث تمہید تھی اس بات کی کہ حضرت عیسیٰ کی پیش گوئی کو مرزا غلام احمد کی آمد کے ذریعہ پورا ہونا ثابت کیا جائے۔

اسی طرح رؤسائے شیخیہ کا یہ عقیدہ پھیلانا کہ محمد و آل محمد علیہم السلام بشر یا انسان نہیں تھے بلکہ ان کی نوع تمام کائنات سے جداگانہ تھی وہ ہر نوع کی ہدایت کے لئے اسی نوع کی شکل صورت اور لباس میں جاکر اس کی زبان میں تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ نظریہ تمہید ہے اس بات کی کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کا ظہور ثانی شیخ احمد احسائی کی صورت میں ماننے میں کوئی دشواری نہ رہے۔ لہٰذا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے اسمائے گرامی محمد اور احمد سے فائدہ اٹھا کر یہ کہا کہ یہ نام ظہور سرور کونین کے اظہار کی علامت ہیں جب وہ شریعت ظاہری کی تبلیغ کے لئے آئے تو اپنے ارضی نام محمد کے نام سے تشریف لائے اور جس وقت بارہ صدیاں گزر گئیں تو شریعت باطنی کی تبلیغ کے لیے احمد کے نام سے تشریف لائے اور وہ شیخ احمد احسائی ہے۔

شیعہ مجتہد حجۃ الاسلام آیت اللہ آقائے ملا رضا ہمدانی نے شیخیہ کے اس عقیدہ کو اپنی کتاب "ہدیۃ النملہ" میں تناسخ یا حلول کا عقیدہ قرار دیا ہے، لیکن موسیٰ اسکوئی نے اپنی کتاب احقاق الحق میں اس کو کاظم رشتی خلیفہ شیخ احمد احسائی کی نکتہ سنجی قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ کاظم رشتی نے نبی اکرمؐ کے آسمانی نام احمد اور ارضی نام محمد سے آسمان اور زمین کے معنی میں تصرف کر کے اپنی کتاب شرح قصیدہ میں یہ ایک لطیف نکتہ پیدا کیا ہے چنانچہ موسیٰ اسکوئی احقاق الحق کے ص۳۶۲ پر فرماتے ہیں کہ :-

"جس وقت ملا رضا ہمدانی کو سید کاظم رشتی (جانشین شیخ احمد احسائی) کی اس نکتہ کا علم ہوا اور اس نے وقت نظر کے ساتھ اس کو دیکھا تو اس نے اسکی صحیح مراد اور صحیح مفہوم کو نہ سمجھا یا اگر سمجھا تو دانستہ مکر کیا پس اس نے اپنی کتاب "ہدیۃ النملہ" میں سید کاظم رشتی کی طرف مذہب تناسخ اور مذہب حلول کی نسبت دے دی اور یہ کہا کہ سید کاظم رشتی یہ کہتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ نے اپنے آسمانی نام احمد کے ساتھ شیخ احمد میں ظہور کیا ہے پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جتنے بھی لوگ شیخی کہلاتے ہیں انکے بارے میں یہ کہا کہ ان سب کا یہی عقیدہ ہے۔"

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے ص۳۶۲ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے :-

ونكتة ذوقية ، لما اتفق ووقع ؛ ولم يعدها من الاعتقادات على البت والقطع ، وسنذكرها في الفصل الآتي . ولما اطلع عليه الواعظ الهمداني ، ولاحظها بعين السخط : لم يعرف المراد منها ؛ أو عرف وتعشم ؛ فنسب في هديته الى السيد المذكور مذهب التناسخ ، و الحلول ، وقال : ان السيد يقول : بأن الحقيقة

المحمدية ظهرت باسمها السماوي في الشيخ أحمد الاحسائي . ثم ما اكتفى بذلك حتى جعله عقيدة الجميع من سماهم بالشيخية ، وهذه عين عبارته قال :

اس کے بعد موسیٰ اسکوئیؒ نے اپنی کتاب احقاق الحق میں سید کاظم رشتی کی فکر، سمجھ اور مرزا رضا ہمدانی کی نافہمی کو ثابت کرنے کیلئے سید کاظم رشتی کا بیان اسکی کتاب شرح قصیدہ سے ص۲۶۳ سطر آخر ص۲۶۴ سطر ۱ تا ۵ پر یوں نقل کیا ہے کہ :۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے دو نام ہیں ایک نام تو زمینی ہے اور وہ محمد ہے اور ایک نام آسمانی ہے اور وہ احمد ہے ، آپکا اسم یا نام آپ کے ظہور کی علامت ہے ، یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے دو ظہور ہیں ایک ظہور عوالم ظاہری میں جو ظاہری ابدان سے متعلق ہے جس میں ظاہری احکام وافعال وصفات وکینونات کا بیان ہوتا تھا۔ اور اس ظہور کا مظہر اور اس نور کا ظہور محمد کے نام سے ہے اور اس کا ایک دوسرا ظہور ہے جو عوالم باطنی سے متعلق ہے اور اسرار غیبیہ سے تعلق رکھتا ہے اور اس نام کا مظہر وہ ہے جو احمد کے نام سے آیا ہے"

موسیٰ اسکوئیؒ کی کتاب احقاق الحق کے ص۲۶۳ سطر آخر و ص۲۶۴ سطر ۱ تا ۵ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے :۔

، فان له (ص) اسمين ، اسم في الارض وهو محمد ، واسم في السماء وهو أحمد . الاسم هو الظهور ، يعني : له ظهوران : ظهور في العوالم الظاهرية فيما يتعلق بظواهر الابدان من أحكامها وأفعالها وصفاتها وكينوناتها ، ومظهر هذا الظهور وموضع هذا النور المسمى بمحمد . وله ظهور في العوالم الباطنية والاسرار الغيبية ، ومظهر ذلك الاسم هو المسمى بأحمد ، ...

موسیٰ اسکوئیؒ اور سید کاظم رشتی کا مذکورہ بیان پڑھنے کے بعد ہمارے قارئین کو مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کے مکتوب کے الفاظ جو انہوں نے شیعہ علماء اعلام ومجتہدین عظام کے شان میں ارشاد فرمائے ہیں ، سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی کہ : "علمائے شریعت ظاہرہ (مفتی ومجتہد) علوم باطنی کے فہم وادراک سے قاصر ہیں "

بہر حال موسیٰ اسکوئیؒ نے سید کاظم رشتی کی اصل عبارت کو احقاق الحق میں نقل کیا ہے وہ خود کہتا ہے کہ اصل عبارت یوں ہے :۔

"الاسم ھو الظھور یعنی لہ ظہوران"

"یعنی نام ظہور کی علامت ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے دو ظہور ہیں"

ایک محمد کے نام سے اور ایک احمد کے نام سے "

بے شک ملا رضا ہمدانی صحیح مراد کو سمجھے ہوں یا نہ سمجھے ہوں، لیکن صحیح مراد وہ بھی نہیں ہو سکتی جو موسیٰ اسکوئی کہے جس کا کام ہی جھوٹ بول کو شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کے کفریہ اقوال کے ان دھبوں کو دھونا ہے جو کسی طرح نہیں اتر سکتے۔

بہر حال ظہور کا مطلب ومراد ومفہوم صحیح تو وہی ہو سکتا ہے جو خود شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کے اپنے بیان سے ظاہر ہوتے ہیں۔

شیخ احمد احسائی نے اپنی کتاب حیات النفس میں فصل ۱۴ ص ۲۱ پر حلول کے بارے میں یوں لکھا ہے۔

"ویجب ان یعتقد انہ سبحانہ لا یحل فی شیٔ ولا یتحد بغیرہ اما انہ سبحانہ لا یحل فی شیٔ فلان الحلول عبارۃ عن قیام وجود بموجود آخر علی سبیل التبیعۃ کقیام الاعراض بالاجسام او علی سبیل الظھور کقیام الارواح بالاجسام"

شیخ احمد احسائی کے جانشین اول سید کاظم رشتی نے شیخ کی حیات النفس کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے جس کی اصل عبارت یوں ہے:۔

"واجب است کہ اعتقاد کند اینکہ حق تعالیٰ حلول نمی کند در چیزے ومتحد نمی شود بغیر خود اما اینکہ حق تعالیٰ حلول نمی کند در چیزی بعلت اینکہ حلول عبارت است از قیام موجودی بموجود بر سبیل تبیعت مثل قیام اعراض باجسام یا بر سبیل ظہور مثل قیام ارواح باجسام"

شیخی مبلغ ڈاکٹر کاظم علی رسا نے کاظم رشتی کی ترجمہ شدہ حیات النفس کا فارسی زبان سے اردو میں ترجمہ کر کے پاکستان میں شائع کیا ہے اس کے ص ۳۵ پر شیخ وسید کی مذکورہ عبارت کا اردو ترجمہ یوں تحریر ہے:۔

"فصل:۔ واجب ہے کہ یہ عقیدہ رکھے کہ حق تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور کسی دوسری چیز کے ساتھ متحد نہیں ہوتا۔ اور حق تعالیٰ اس لئے

حلول نہیں کرتا کہ حلول کے معنی ہیں۔ موجود چیز میں تابع بن کر ٹھہر جانا جس
طرح جسم کے ساتھ عرض و طول یا ظہور کی مناسبت سے ارواح کا اجسام میں
داخل ہو جانا۔"

شیخ احمد احسائیؒ نے بھی اور سید کاظم رشتی نے بھی اپنی مذکورہ عبارت میں واضح طور پر
ظہور کے معنی یہ بتلاتے ہیں کہ: "جیسے ارواح کا اجسام میں داخل ہو جانا" اور اسی کو حلول
کہتے ہیں یعنی حلول اور ظہور کے ایک ہی معنی ہیں۔ روح کا کسی جسم میں داخل ہو جانا حلول بھی ہے
اور ظہور بھی ہے یعنی حلول کو ہی ظہور کہا ہے اور ظہور کو حلول کہا ہے۔ اب خود شیخ احمد احسائی اور
سید کاظم رشتی کے بتلا دینے کے بعد موسیٰ اسکوئی کا یہ کہنا کہ اس سے ملا رضا ہمدانی صحیح مفہوم و
مراد کو نہ سمجھ سکا صحیح نہیں ہو سکتا۔ جبکہ کاظم رشتی نے صاف کہا ہے کہ:۔

"الاسم هو الظهور يعني له ظهوران"

(یعنی آپ کے یہ نام ظہور کی علامت ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ
کے دو ظہور ہیں۔"

اب شیخ احمد احسائیؒ کے خود ظہور کے معنی سمجھا دینے کے بعد اور سید کاظم رشتی کے
خود معنی بتلا دینے کے بعد جس کا خود یہ کلام ہے موسیٰ اسکوئی کی صفائی کی کوئی وقعت نہیں رہ جاتی۔
علاوہ ازیں اگر شیخ احمد احسائیؒ نے محمد و آل محمد علیہم السلام کے مختلف زمانوں میں صورتیں
بدل بدل کر ظہور کرنے کے بارے میں کہیں اور کچھ نہ لکھا ہو تو پھر بھی شبہ کی کوئی گنجائش ہو
سکتی تھی لیکن شیخ احمد احسائیؒ کی تصانیف علی الخصوص شرح زیارت جامعہ تو محمد و آل محمد علیہم السلام
کی شکل بدل بدل کر ظہور کرنے کے بارے میں بھری پڑی ہے۔ ہم نمونہ کے طور پر شرح زیارت
جامعہ سے چند مقامات کی نشاندہی کرتے ہیں:۔

شیخ احمد احسائیؒ ہر زمانے میں محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کی شکل بدل بدل کر ظہور کرنے کا معتقد تھا۔

جیسا کہ ہم سابقہ اوراق میں بیان کر آئے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی موت کے بارے میں بحث کرنا تمہید تھا اس بات کی کہ وہ خود ظلی یا بروزی
طور سے مسیح موعود بننا چاہتا ہے۔

اسی طرح شیخ احمد احسائی محمد و آل محمد علیہم السلام کے خود میں ظہور ثابت کرنے کے
ان کے نہ صرف جمادات کے لباس میں آنے، نباتات کے لباس میں آنے، حیوانات کے لباس
میں آنے اور انسانوں کے لباس میں آنے کی تبلیغ کر رہا تھا۔ بلکہ اس نے یہ افکار یہ نظریات
اور یہ عقائد بڑی شدت کے ساتھ بیان کیے کہ محمد و آل محمد ہی ہر زمانے میں شکل بدل بدل کر
ظہور کرتے رہے ہیں یعنی بنی آدم میں بھی جو انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے وہ بھی
آل محمد علیہم السلام ہی ان کی شکل و صورت میں آتے تھے۔ ہم شرح زیارت جامع شیخ
احسائی کے صرف چند مقامات قارئین کے ملاحظہ کیلئے پیش کرتے ہیں۔ شیخ احمد احسائی
شرح زیارت کے صـ ۳۲ کی سطر ۱ تا ۲ میں لکھتا ہے کہ:۔

"امام علیہ السلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ قرن قرن و زمن زمن" یہ اس
بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جمیع عوالم میں جو ہزار در ہزار ہیں
حق کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دینے والا بنا کر بھیجا ہے اور وہ تمام زمانوں
میں ہر عالم میں (یعنی عالم جمادات و عالم نباتات و عالم حیوانات و عالم انسانی
وغیرہ میں) ان ہی کی جنس کے اندر ظہور کرتے رہے ہیں۔ یہ ظہور کرنا باعتبار
ظاہر تھا ورنہ سرِ علت کے اعتبار سے باطناً قیوم وہی تھے"

شرح زیارت جامعہ صـ ۳۲ سطر ۱ تا ۲ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے۔

قوله عليه السلام قرن بعد قرن وزمن بعد زمن يشير الى ان الله سبحانه جعلهم الدعاة بالحق في
الالف والف في جميع الاوقات يظهرون في كل عالم من جنسه ظاهراً وبسر علته بقيوميته باطناً

اور شرح زیارت جامعہ کے صـ ۳۶۸ سطر ۳ تا ۵ پر یوں لکھتا ہے کہ:۔

"اور بے شک ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ جب سبب قابلیت کی بنا پر کوئی صارف
"واقع نہ ہو تو وہ احسن صورت میں جلوہ نما ہوتے ہیں۔ جیسے جبرائیل انبیاء
"کے سامنے ظاہر ہوا کرتے تھے یا جیسے مریم کے سامنے ظاہر ہوئے تھے
"پس وہ اس زمانے میں جو سب سے زیادہ خوبصورت ہو اس کی شکل میں
"ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت دحیہ
"بن خلیفہ کلبی کی شکل میں ظہور کیا کرتے تھے کیونکہ دحیہ کلبی اپنے زمانے
"کے خوبصورت ترین آدمی تھے"

شرح زیارۃ کے ص ۳۶۸ سطر نمبر ۳ تا ۵ کا عکس حسب ذیل ہے۔

وانما ان انهم يا بسولحته [illegible] عن الحسن سبب المقابلة
جبرئيل في كل وقت ظهر فيه لاحد من الانبياء او مريم انما ظهر في اجمل صورة في ذلك الزمان كما كان يظهر لمحمد صلى الله عليه وآله في صورة دحية بن خليفة الكلبي لانه اجمل
اهل ذلك الزمان ان لم يكن اجمل صورة وجدت في الظهور تكون اقرب الى تلك الحقيقة الطاهرة الطيبة لا افضل الى اشباهها [illegible] الملك الحقيقية

پھر اس کے بعد اسی ص ۳۶۸ سطر نمبر ۶ سے لکھتا ہے کہ :۔

"اگر محمد و آل محمد یعنی آئمہ علیہم السلام اپنی اصل صورت کے جمال کے مطابق تشریف"
"لے آتے تو نہ تو کسی ملک میں برداشت کرنے کی طاقت تھی اور نہ ہی کسی نبی میں"
"یا کسی اور میں قوت برداشت تھی، اگر وہ اپنی اصلی شکل و صورت میں آتے تو"
"لوگ اسی وقت بے ہوش ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ظہور کو ان"
"لوگوں کی برداشت کے مطابق قرار دیا ہے جن کے لئے وہ ظہور فرماتے تھے"
"اور اس کے بارے میں ہم اس سے پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں"

شرح زیارۃ کے ص ۳۶۸ سطر نمبر ۶ تا ۷ کا عکس حسب ذیل ہے :۔

ولو خرج محمد والائمة على ما هو عليه من جمال صورهم الحقيقية لما راها احد من ملك او نبي او غيرهما الا وصعق لوقته لكن الله سبحانه قدر ظهورهم على
مقادير من يظهرون له [illegible] اليه فقد [illegible] ان نورهم يزيد على الشمس [illegible] الف الف مرة [illegible] الف مرة وسبعين الف مرة وعشرة الاف مرة وانما قلنا اذا

مذکورہ دونوں عبارتوں میں جبرئیل کے انبیاء کے سامنے یا مریم کے سامنے ظاہر ہونے کی مثال اور جبرئیل کے وحیہ بن خلیفہ کلبی کی شکل میں ظہور کرنے کی مثال کے بعد، اور شیخ کی اس عبارت کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ظہور کو ان کی برداشت کے مطابق قرار دیا ہے جن کے لئے وہ ظہور فرماتے تھے، ظہور کے معنی، مراد و مفہوم کو سمجھنے میں کوئی دشواری باقی نہیں رہ گئی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ شیخ احمد احسائی نے یہ نظریہ و عقیدہ پیش کیا ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنے ہادی آئے یا آنے والے ہیں۔ وہ سب کے سب محمد و آل محمد ہی مختلف زمانوں میں مختلف شکلوں اور صورتوں میں شکل بدل بدل کر آتے رہے ہیں، چنانچہ اس موضوع سے متعلق شیخ کی تین عبارتیں بہ یہ قارئین کی جاتی ہیں۔

شیخ احمد احسائی شرح زیارۃ جامعہ کے ص ۱۳۵ سطر ۲ تا ۴ پر لکھتا ہے کہ :۔

"اور یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام سابق نے اور ان کی امتوں نے محمد و آل محمد علیہم السلام"
"کی اس دنیا میں پیدائش سے پہلے اللہ پر ایمان قبول کیا ہو ایسا نہیں ہے بلکہ"

"محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ ہر عالم میں اور ہر زمانے میں جس شکل میں چاہیں"
"اور جس صورت میں چاہیں ظہور کرتے رہتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی مخلوق کیلئے"
"معلم ہیں اور یہ بات کسی طرح بھی جائز نہیں ہے کہ یہ فرض کیا جائے کہ"
"دنیا میں بھی کسی نے امر خیر میں ان پر سبقت کی ہوگی نہ تو اولین میں سے کوئی"
"دنیا میں اللہ پر ایمان لانے میں سابق ہوا نہ آخرین میں سے"

شیخ احمد احسائی کی شرح زیارت کے ص ۱۲۵ سطر ۲ تا ۴ کا عکس حسب ذیل ہے :۔

ان الانبیاء الماضین وممن من المؤمنین قد استجابوا لله قبل ان یوجد محمد وآله صلی الله علیه وآله فی الدنیا فلیس الا هم صلی الله علیه وآله
فی کل عالم ... لا یتم المعلول للخلق ولا یجوز ان یفرض ان احدا سبقهم علی ... فطین الاولین من الآخرین کما سمعت عن جابر بن عبد الله

اس کے بعد اسی ص ۱۲۵ کی سطر ۱۵ تا ۱۶ پر یہ بتایا کہ وہ ہر زمانہ میں کس کس شکل میں ظہور کرتے رہے، اس کے لئے ایک روایت نقل کرتا ہے کہ یہ حضرت علی نے فرمایا ہے کہ :۔

"آدم بھی میں ہی ہوں۔ نوح بھی میں ہی ہوں، ابراہیم بھی میں ہی ہوں موسیٰ"
"بھی میں ہی ہوں، عیسیٰ بھی میں ہی ہوں اور محمدؐ بھی میں ہی ہوں، میں جس"
"صورت میں اور جس شکل میں چاہوں آتا رہتا ہوں، جس نے مجھے دیکھا اس"
"نے انہیں دیکھا، اور جس نے انہیں دیکھا اس نے فی الحقیقت مجھے دیکھا اور"
"اگر میں لوگوں کے سامنے صرف ایک ہی شکل اور ایک ہی صورت میں ظہور"
"کرتا رہتا تو لوگ میرے بارے میں ہلاک ہو جاتے اور یہ کہتے کہ یہ نہ تو بدلتا"
"ہے نہ متغیر ہوتا ہے لہٰذا مجھے خدا سمجھنے لگ جاتے۔ اور میں تو اللہ کے"
"بندوں میں سے ایک بندہ ہوں"

شرح زیارت کے ص ۱۲۵ کی سطر ۱۵ تا ۱۶ کا عکس حسب ذیل ہے ۔

وانا کلمت ... وانا عیسی ابن مریم فی المهد انا آدم وانا نوح وانا ابراهیم وانا موسی وانا عیسی وانا محمد صلی الله علیه وآله انتقل فی الصور کیف اشاء من رآهم
فقد رآنی ومن رآنی فقد رآهم ولو ظهرت للناس فی صورة واحدة لهلک فیّ الناس وقالوا انه لا یزول ولا یتغیر وانما انا عبد من عبید الله لا تسمونا اربابا وقولوا ...

پھر اسی ص ۱۲۵ کی سطر ۲۳ پر اسی حدیث کو جاری رکھتے ہوئے اولنا محمد وآخرنا محمد کے معنی بتلاتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ حضرت علی نے یہ فرمایا ہے کہ :۔

"ہمارے درمیان فرق نہ جانو کیونکہ ہم ہر زمانے میں ہر وقت اور ہر گھڑی

"جس صورت میں ہم چاہتے ہیں اللہ کے حکم سے اسی شکل و صورت میں ظہور کر لیتے ہیں۔"

شرح زیارت کے صـ ۱۴۵ کی سطر ۲۳ کا عکس حسب ذیل ہے :-

الا ان کلنا واحد اولنا محمد واخرنا محمد واوسطنا محمد وکلنا ... هذا اذا اعتبروا ... یعلمون ویفعلون ... والائمة منا وکذا ... بکم ... وانا انا الرحمة
محمد ولا تفرقوا بیننا فانا نظهر فی کل زمان ووقت واوان فی ای صورة شئنا باذن الله عز وجل کنا ونحن اذا شئنا شاء الله واذا کرهنا کره الله الویل

اس مقام پر ہم احسار کے اس راجپال کی محنت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جس طرح راجپال ہندی نے توہین سرکار رسالت سے متعلق وضعی روایات ڈھونڈ ڈھونڈ کر اہل سنت کی کتب احادیث سے اکٹھی کر کے رنگیلا رسول نامی کتاب میں جمع کر دی تھیں اسی طرح احسار کے اس راجپال یعنی شیخ احمد احسائی نے غالیوں، مفوضہ اور نصریوں کی گھڑی ہوئی روایات تلاش کر کر کے اپنے دعوے کی دلیل کے طور پر پیش کر دی ہیں۔ ہم نے شیخی عقائد کا اپنی کتاب الفرق بین الشیعہ والشیخیہ المحرفۃ الضالۃ المضلۃ میں قران واحادیث معصومین اور دلائل عقلی کے ذریعہ رد و ابطال کیا ہے لیکن اس کتاب میں ان کی اصل عبارات ہدیہ قارئین کی گئی ہیں تاکہ وہ خود غور کر کے صحیح فیصلہ تک خود پہنچنے کی کوشش کریں۔

بہر حال یہ ثابت کرنے کیلئے کہ شیخ احمد احسائی قیام دنیا سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر قیامت تک محمد و آل محمد کے شکل بدل بدل کر اور صورت تبدیل کر کر کے مختلف شکلوں میں اور مختلف صورتوں میں اور مختلف ناموں سے ظہور کرتے رہنے کے عقیدہ کا قائل تھا۔ اتنا بیان ہی کافی ہے ہمیں اصطلاح سے بحث نہیں ہے علماء خواہ اس کو حلول کہیں یا تناسخ کہیں یا کوئی اور نام دیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن شیخ احمد احسائی کے بارے میں اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حضرات محمد و آل محمد کے ہر زمانے میں ہر وقت اور ہر گھڑی، جس شکل میں اور جس صورت میں وہ چاہیں ظہور کرنے کا عقیدہ رکھتا تھا۔ پس سید کاظم رشتی کا یہ کہنا کہ :-

" الاسم هو الظهور یعنی لہ ظہوران "

کا مطلب صاف اور واضح ہے، جبکہ حلول کی تعریف میں اور حلول کے معنی بتلاتے ہوئے بھی وہ یہ بیان کر چکے ہیں کہ ظہور کے معنی ہیں روح کا کسی جسم میں حلول کرنا پس ظاہری شریعت کی تبلیغ کے لئے وہ محمدؐ کے نام سے آئے اور باطنی شریعت کی تبلیغ کے لئے احمد کے نام

سے ظہور کیا ہے، اور یہ وہی "باطنی شریعت" ہے جس کا اظہار مولانا محمد بشیر صاحب انصاری اور مولوی محمد اسمٰعیل دیوبندی کے مکتوبات اور رسائل میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

کیونکہ ایران و عراق شیعوں کے گڑھ تھے لہٰذا وہ کربلا و نجف میں یا مشہد مقدس میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ تو نہیں کر سکا۔ لیکن اس نے ایک نئی ترکیب نکالی اور وہ یہ کہ اصول دین کو بدل کر چار ارکان پر ایمان لانے اور چار ارکان کی معرفت کو لازم قرار دیا۔ یعنی

اول توحید، دوسرے نبوت، تیسرے امامت اور چوتھے رکن رابع، جس کے رؤسائے شیخیہ نے مختلف نام رکھے ہیں۔ پھر سید کاظم رشتی نے فرقہ شیخیہ میں اس عقیدہ کو پختہ کیا اور کاظم رشتی کے بعد محمد کریم خان کرمانی رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان نے اپنی کتاب ارشاد العوام میں اس کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا لیکن موسیٰ اسکوئیؒ نے اس کو بھی اپنے حریف محمد کریم خان کرمانی کے سر مڑھ کر شیخ احمد احسائیؒ اور سید کاظم رشتی کا دفاع کرتے ہوئے اس کی صفائی پیش کی ہے اور احقاقی حضرات ان دونوں کو شیعہ مجتہد ظاہر کر کے شیعوں کو دھوکہ دیتے ہوئے ان کے عقائد و افکار کی ابلیسی انداز میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہم ذیل میں موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق سے ہی اس عقیدہ یعنی رکن رابع یا وحدت ناطق کا بیان پیش کرتے ہیں۔

❖ رکن رابع یا وحدت ناطق کا بیان ❖

موسیٰ اسکوئیؒ نے رکن رابع کے مسئلہ میں بھی یہی موقف بیان کیا ہے کہ یہ عقیدہ محمد کریم خان کرمانی نے رواج دیا ہے ورنہ شیخ احمد احسائیؒ اور سید کاظم رشتی کی ذوات اس عقیدہ سے پاک و منزہ ہے۔ چنانچہ موسیٰ اسکوئیؒ اس عقیدہ کو محمد کریم خان کے گلے میں ڈالنے کیلئے احقاق الحق کے ص ۱۶۷ - ۱۶۸ پر المقالۃ الرابعہ میں یوں لکھتے ہیں کہ :۔

"اس (رکن رابع ناطق واحد) سے ان لوگوں (یعنی محمد کریم خان اور انکے اتباع) کی مراد کہ جنہوں نے یہ کہا ہے، یہ ہے کہ :۔ ہر عصر اور ہر زمانہ میں امام زمانہ کے علاوہ ایک اور رجل ناطق کا وجود لازم و ضروری ہے، یعنی یہ بات واجب ہے کہ ہر عصر اور ہر زمانہ میں ایک ایسی ہستی موجود رہے، جو امام زمانہ کے علاوہ ہو، اور وہ جمیع جہات سے مرد کامل ہو کل علوم کا عالم ہو، امور تکوین یعنی خلق و رزق اور موت و حیات وغیرہ پر متصرف ہو اور امام و رعیت کے درمیان واسطہ ہو، تاکہ وہ امام سے تمام امور تشریعی

وتکوینی کے فیوضات حاصل کرے اور ان کو تمام مخلوقات کے پاس پہنچائے اور وہ جمیع مراتب میں یعنی جمادات ونباتات وحیوانات والنان وغیرہ تمام مخلوقات کا مرجع ہو، اور علماء میں سے کسی ایک کے لئے بھی یہ بات جائز نہیں ہے کہ اس کی موجودگی میں استقلال واجتہاد کا دعوے کرے۔ بلکہ ان کے اوپر صرف یہ بات واجب ہے کہ وہ تمام مخلوق کو اس مرد کامل کی طرف دعوت دیں اور تمام مکلفین پر اس مرد کامل کی معرفت واجب ہے اگر کوئی شخص اس حال میں مرجائے کہ وہ اس مرد کامل کی معرفت نہ رکھتا ہو، اور اس نے اس کو اپنی زندگی میں نہ پہچانا ہو، اور اس مرد کامل کی معرفت حاصل نہ کی ہو تو ایسا مرنے والا جاہلیت کی موت مرے گا، یعنی کفر ونفاق کی موت مرے گا اور انہوں نے اس مرد کامل اور واحدِ ناطق کو اپنی کتابوں اور اپنے رسالوں میں بہت سے ناموں کے ساتھ موسوم کیا ہے مثلاً وہ اس کو ناطق امام ونائب الخاص وشیخ وسلطان وحاکم وامام الناطق، ووزیر، ونائب الکلی، ورب، ومرکس الاساس، ومقنن القانون، ورحمٰن، واللہ، وشہید، ونذیر، وباب، ورکن، وقطب، وسلطان الدنیا والآخرہ، والحجۃ الکلیۃ وغیرہ وغیرہ القابات کے ساتھ ملقب کرتے ہیں اور انہوں نے اس اعتقاد کی نشر واشاعت کی ہے، اور انہوں نے ہی اس کی بنیاد ڈالی ہے، اور انکی کتابیں اور رسالے ان اعتقادات سے بھرے پڑے ہیں خصوصاً الحاج محمد خان کی کتاب برہان القاطع اور انہیں کا رسالہ اسحاقیہ بھی اور ان کا وہ رسالہ جو انہوں نے الشیخ الجلیل الشیخ الحسن المزیدی کے سوالات کے جواب میں لکھا ہے، اور انشاء اللہ ہم اگلی فصلوں میں ان کی عبارات نقل کریں گے۔ اور یہ بتلائیں گے کہ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی اور ان کے شاگرد اس سے منزہ اور پاک ہیں۔ پس جس نے اس اعتقاد کو اپنا مذہب قرار دیا ہے وہ اس اعتقاد باطل اور مذہب فاسد کی عبارات دیکھنے کا انتظار کرے:۔

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے ص ۱۶۷، ص ۱۶۸ کا عکس حسب ذیل ہے۔

المقالة الرابعـــة

في بطلان القول بوحدة الناطق

۱ ـــ والمراد بها عند من قال بها : لزوم وجود رجل واحد ناطق غير امام

الزمان في كل عصر وأوان ـ يعني يجب ان يكون في كل عصر وزمان رجل كامل
من جميع الجهات غير امام الزمان عالم بكل العلوم ومتصرف في الكون
وواسطة بين الامام والرعية في ايصال الفيوضات الكونية والشرعية من
الامام الى محاله من الخلق ، ومرجع لتمام المخلوقات من جميع المراتب ، ولا
يجوز لاحد من العلماء مع وجوده ادعاء استقلال واجتهاد ، بل يجب عليهم
ان يدعوا الخلق اليه ، ويجب على جميع المكلفين معرفة ذلك ، ولو ماتوا
ولم يعرفوه ماتوا ميتة جاهلية وميتة كفر ونفاق)، ويسمون هذا الرجل في
كتبهم ورسائلهم بأسماء عديدة : كالناطق ، والامام ، والنائب الخاص ، والشيخ
والسلطان ، والحاكم ، والامام الناطق ، والوزير ، والنائب الكلي ، والرب
ومؤسس الاساس ، ومقنن القانون ، والرحمن ، والاله ، والشهيد ، والنذير ،
والباب ، والركن ، والقطب ، وسلطان الدنيا والآخرة ، والحجة الكلية ،
ومبتكروا هذا الاعتقاد ومؤسسوه قد ملؤا كتبهم ورسائلهم لا سيما كتاب
برهان القاطع للحاج محمد خان والرسالة الاسحاقية له ايضا ، ورسالته في
جواب سؤال الشيخ الجليل الشيخ حسين المزيدي ، وننقل انشاء الله في
الفصول الآتية : عين عباراتهم، وننزه ساحة الشيخ الاوحد الاحسائي والسيد
الامجد الرشتي وسائر تلاميذه ومن شرب مشربه عن رائحة هذا الاعتقاد
الفاسد والمذهب الكاسد ..فانتظر لذلك .

ہمیں اس مذہب کے فاسد ہونے اور اس اعتقاد کے باطل ہونے کو ثابت کرنے کی ضرورت
نہیں ہے کیونکہ موسیٰ اسکوئی ہی نہیں بلکہ معمولی سی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی اچھی طرح جان سکتا
ہے کہ یہ مذہب باطل ہے ۔ یہ اعتقاد فاسد ہے اور بالکل کفر ہی کفر ہے ہم جو بات ثابت کرنا
چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ موسیٰ اسکوئی اس مذہب باطل کو اور اس اعتقاد فاسد کو بالکل اسی طرح
جس طرح لاہوری مرزائی ربوہ کے مرزائیوں کے گلے میں مرزا غلام احمد کے دعووں کو ڈال کر اپنے
بری قرار دیتے ہیں اپنے حریف رئیس شیخیہ رکنیہ کرمان محمد کریم خان کرمانی کے گلے میں ڈال کر
بنیاد گزار شیخیت شیخ احمد احسائی کو اور اس کے جانشین اول سید کاظم رشتی کو بری قرار دے
رہے ہیں لیکن فی الحقیقت اس کا شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی ہی اس مذہب باطل اور اس
اعتقاد فاسد کے اصل بنیاد گزار ہیں لیکن جب کاظم رشتی کے بعد اس منصب کا محمد کریم خان کرمانی
نے دعویٰ کر دیا تو کاظم رشتی کے دوسرے شاگردوں میں سے مرزا حسن قراچہ داغی نے اجتہاد کے
نام سے اپنا علیحدہ سلسلہ شروع کر کے شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی کے افکار و نظریات وعقائد

کی تبلیغ شروع کردی ۔ مرزا حسن قراچہ داغی کے بعد اس کے شاگرد مرزا باقر اسکوئی نے اس سلسلے کو چلایا اور باقر اسکوئی کے بعد اس کے فرزند مرزا موسیٰ اسکوئی نے اس سلسلہ کی تبلیغ کی اور ان دعاوی کا انکار کردیا جن سے ان کے حریف کا منصب ثابت ہوسکے اور شیخ کے فاسدہ باطل وکاسد عقائد کی تائید میں احقاق الحق تصنیف کی جس میں ان دعاوی کو جن کی کوئی تاویل وتوجیہ ممکن نہ ہوسکی ان کو تو اپنے حریف کے گلے میں ڈال دیا اور دوسرے باطل عقائد ونظریات کی تاویل وتوجیہ کا سہارا لے کر تائید کی جیسے کہ اسی کتاب میں ثابت کیا جاچکا ہے کہ مرزا حسن قراچہ داغی نے یہ کہا ہے کہ حجۃ الاسلام آیت اللہ آقائے محمد جعفر استرآبادی نے جو یہ لکھا ہے کہ :-

" انبیاء کا بشر ہونا واجب ہے "

یہ غلط ہے بلکہ انبیاء صرف اس وقت بشر ہوتے ہیں جبکہ انکی امت بشر ہو "

یعنی یہ فرقہ بھی ان ہی عقائد کی تبلیغ کررہا ہے جو بنیاد گزار شیخیت شیخ احمد احسائی نے رائج کئے تھے ۔ موسیٰ اسکوئی کے بعد اس مذہب کو مرزا علی اسکوئی نے آگے بڑھایا اور اب مرزا حسن الاسکوئی الاحقاقی اس فرقے کے سربراہ ورئیس ہیں ۔

بہرحال موسیٰ اسکوئی نے اپنا سارا زور اس بات پر لگایا ہے کہ یہ نظریہ اور عقیدہ انکے حریف رئیس شیخیہ رکنیہ محمد کریم خان کرمانی کا پھیلایا ہوا ہے اور ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ یہ نظریہ خود بنیاد گزار شیخیت شیخ احمد احسائی اور اس کے جانشین اول سید کاظم رشتی کی ایجاد ہے اور محمد کریم خان کرمانی انکا صحیح جانشین ہے ۔

موسیٰ اسکوئی نے احقاق الحق میں ص ۱۶۸ سطر ۱۵ سے لے کر ص ۱۷۴ سطر ۱۱ تک تقریباً پورے چھ صفحات میں محمد کریم خان کرمانی کا ایک خط جو اس نے سید کاظم رشتی جانشین شیخ احمد احسائی کے نام لکھا تھا، نقل کیا ہے، پھر ان کی کتابوں سے وہ عبارات پیش کی ہیں جن سے وحدت ناطق یا رکن رابع کے بارے میں مذکورہ اعتقاد کا بیان ثابت ہوتا ہے، ہم صرف محمد کریم خان کرمانی کے خط کے چند اقتباسات موسیٰ اسکوئی کی احقاق الحق سے اس مقام پر نقل کرتے ہیں تاکہ ہم اپنے موضوع سے متعلق اس خط کے بارے میں جو کچھ موسیٰ اسکوئی الحائری اور دوسرے رؤسائے شیخیہ احقاقیہ کہتے ہیں، استدلال کرسکیں ۔

رئیس شیخیہ رکنیہ کرمان محمد کریم خان کرمانی کا خط سیّد کاظم رشتی جانشین شیخ احمد احسائی کے نام

موسیٰ اسکوئی اپنی کتاب احقاق الحق کے ص ۱۶۸ سطر ۱۵ تا ۲۲ پر لکھتے ہیں کہ :۔

" ہم پر واجب ہے کہ ہم الحاج محمد کریم خان کرمانی اور اس کے بیٹے الحاج محمد خان کے کلمات اس کے رسالوں اور اس کی کتابوں سے نقل کریں تاکہ ہم انکے اعتقادات کو ثابت کریں اور انکار اور اعتراض کے تمام راستوں کو بند کر دیں اور یہ ان کے پیروکاروں اور مریدوں کیلئے حجت ہو۔ (اس کے بعد لکھتے ہیں کہ):۔
الحاج محمد کریم خان کرمانی نے ایک خط سید کاظم رشتی کو لکھا تھا جس کے مطالب یہ تھے کہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ جو شخص حجت سابق کو نہیں پہچانتا اور اس دروازہ کی کہ جس سے تمام فیوض شرعیہ و کونیہ جاری ہوتے ہیں۔ معرفت نہیں رکھتا وہ نہ توحید کا حقیقی عارف ہے نہ نبوت کو پہچانتا ہے اور نہ ہی امامت کا عارف ہے، اور جو شخص یہ معرفت نہیں رکھتا کہ اس کے اور آئمہ علیہم السلام کے درمیان "قری ظاہرہ" (یعنی ظاہری ہادی) ہیں تو وہ نہ موحد ہے، نہ وہ شیعہ ہے اور نہ ہی وہ محب و موالی ہے "

موسیٰ اسکوئی کی کتاب ص ۱۶۸ کی سطر ۱۵ تا ۲۲ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے:۔

الفصل الاول

يجب علينا ان ننقل مقدارا من كلمات الحاج محمد كريم خان وولده الحاج محمد خان من كتبهما ورسائلهما حتى تثبت معتقدهم ونسد طريق الاعتراض والانكار من تابعيهما ومريديهما . قال الحاج محمد كريم خان في خطه الى السيد الامجد أنار الله برهانه : « ومن المطالب ان اعتقادي ان من لم يعرف السابق عليه والباب الذي يجري منه جميع الفيوض التي به قوامه كونا وشرعا اليه لم يعرف شيئا من التوحيد والنبوة والامامة ، ومن لم يعرف ان بينه وبين الائمة عليهم السلام من القرى الظاهرة فليس بموحد ولا ملي ولا شيعي ولا موالي ، وان كان في الشرع الظاهر يسمى بذلك . ولكن كلامي

اس کے بعد موسیٰ اسکوئی نے محمد کریم خان کرمانی کا و..یل خط نقل کیا ہے جس میں

وہ تمام باتیں لکھی ہوئی ہیں جو موسیٰ اسکوئی نے رکن رابع یا وحدت ناطق کے بارے میں
اوپر بیان کی ہیں، ہم یہاں اس طول وطویل خط کے صرف دو اقتباسات ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

۱۔ موسیٰ اسکوئی نے احقاق الحق کے ص۱۷۲ سطر ۱۲ تا ۲۲ پر محمد کریم خان کے خط کے جو
الفاظ نقل کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں :۔

"محمد کریم خان نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ :۔ یقیناً ان صفات سے متصف شیخ
احمد احسائی کے زمانے میں وہ خود تھے، اور ان کے بعد ان اوصاف و القاب
کے حامل سید کاظم رشتی تھے، اور جس شخص کا یہ اعتقاد نہیں ہے۔ پس
وہ شخص نہ تو موحد ہے، نہ محب ہے، نہ وہ شیعہ ہے نہ وہ موالی ہے۔
اور اس کے کل اعمال نماز، وروزہ، زکواۃ وحج وجہاد وغیرہ سب کے سب
اکارت وباطل وبیکار ہیں"

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے ص۱۷۲ سطر ۱۲ تا ۲۲ کا عکس حسب ذیل ہے :۔

ثم يذكر بعد هذه العبارة مطالب قريبة مما ذكرنا فتأمل فيها تريها
صريحة في المدعى حيث صرح بوجوب اعتقاد رجل واسطة بين الخلق
والأئمة في ايصال الفيوضات الكونية والشرعية، وسماه زيادة على ما عددناه
من اسمائه : بشيخ الوقت كما يسمى الصوفية مرشدهم به، وبالباب،
وفوارة الفكر، والعقل، وقطب العقول، وقطب النقباء، "وقال : بأن ذلك
الرجل في زمان الشيخ الاوحد هو، وبعده السيد الامجد، ومن لم يعتقد
بما ذكره من معتقده فليس هو بموحد ولا ملى ولا شيعي، ولا موالي،
وجميع اعماله من الصلوة والصوم والزكوة والحج والجهاد وغيرها هباءاً
منثوراً"، والعمل المنجى له في البرزخ ويوم القيامة محبة هذا الرجل والاقرار
بفضائله وولايته، ومن عرفه فاز وسعد، ومن لم يعرفه او أنكره شقى

۲۔ اور موسیٰ اسکوئی نے احقاق الحق کے ص۱۷۳ کی سطر ۱۲ تا آخر و ص۱۷۴ سطر ۱ تا ۱۱ پر
محمد کریم خان کے خط کے آخری حصہ سے اسکے جو الفاظ نقل کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں :۔
"اور محمد کریم خان کرمانی نے اپنے اس خط کے آخر میں اور خاتمہ کے طور پر یہ کہا
ہے کہ :۔ "جو کچھ آپکی خدمت میں عرض کرنا واجب ہے وہ یہ ہے کہ" :۔
خداوند تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سے فرمایا ہے کہ : "بلا شک وشبہ تم بھی
مرور مروگے اور انہوں نے بھی یقیناً مرنا ہے" اور خداوند تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد

ہے کہ: "ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے" اور یہ ایک ایسا امر ہے جسکا کوئی چارہ نہیں ہے، اور موت سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے، اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حضرت علی اور انکی اولاد نے بھی اس دنیا سے رخصت فرمائی، اور آپ کے شیعان خاص بھی اس دنیا سے سدھار گئے اور یہ امر ایسا ہے کہ ہر صورت ہو کر رہتا ہے پس اگر خدا نہ خواستہ یہ حادثہ آپ کے ساتھ بھی پیش آجائے تو یہ فرما دیجئے کہ آپ کے بعد اولی الامر کون ہو گا اور میرا یہ پختہ اعتقاد ہے کہ جس نے اپنے زمانے کے شیخ کو نہ پہچانا تو یقیناً اس نے اپنے امام کو بھی نہ پہچانا کیونکہ شیخ وقت ہی سبیل انام ہے اور وجہ امام ہے اور اس کی تعریف ہے۔ اور جس نے اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا، اور ہر آنے والے شیخ زمانہ کی معرفت کیلئے لازم ہے کہ اس کے لئے شیخ سابق کی نص یا شیخ زمانہ کی خود اپنے لئے تصریح ہو، اس صورت میں کہ تم کو اس کی صداقت کی معرفت ہو گئی ہو، اور ہم پر اللہ کا یہ احسان ہے کہ جب ہم نے آپ کے ان آثار کا مشاہدہ کیا تو ہم نے آپ کی تصدیق کی یہانتک کہ آپ کے آثار واوصاف ایسے ہیں کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد کسی نبی کا آنا جائز ہوتا اور آپ نبوت کا دعویٰ فرماتے تو ہمیں آپ سے معجزہ طلب کرنے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ بلکہ قسم بخدا باوجود اس کے کہ پیغمبر اکرم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا پھر بھی آپ نبوت کا دعویٰ کر دیں بلکہ نبوت سے بھی بڑھ کر مرتبہ کا دعویٰ کریں تو ہم اس کی تصدیق کریں گے۔ اور آپ سے کسی معجزے کے بھی طالب نہ ہوں گے، جیسا کہ میں نے اس سے پہلے آپ کے بلا ادعا کے لکھا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق فرمائی ہے، اور آپ کو قدرت عطا فرمائی ہے، اور آپ کے امر کی اصلاح کی ہے، اور جادوگر جس طرف سے بھی آئے فلاح نہیں پا سکتا، اور اللہ فساد کرنے والوں کے عمل کی اصلاح نہیں کرتا، اور آپ نے جو دعویٰ کیا ہے، ہم آپ کی اس میں بلا معجزہ تصدیق کرتے ہیں، کیونکہ آپ تو خود بہ نفس نفیس دلیل و برہان ہیں اور معجزہ تو جاہلوں کیلئے ہوا کرتا ہے۔

پس اب میں جناب عالی سے درخواست گزار ہوں کہ آپ اس بات کی نص کر جائیے کہ

آپ کے بعد شیخ زمانہ کون ہوگا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ میں تقدیر الٰہی سے آپ کے بعد
زندہ رہوں تو جاہلیت کی موت نہ مروں۔ اور آپ کے فضل و کرم سے اپنے رب کا عارف
ہوں اور ہمیشہ سے سنت الٰہیہ یہی رہی ہے جو شروع سے آجتک اسی طرح جاری ہے
اور اللہ کی سنت میں تبدیلی نہیں ہوا کرتی، اور اس قسم کے سوال زمانہ سابق میں ہوتے
رہے ہیں، اور اپنے بعد آنے والوں کے بارے میں نص ہوتی رہی ہے، جیکہ آئمہ طاہرین
علیہم السلام نے اپنے بعد آنے والے اماموں کے لئے نص فرمائی اور ہمارے شیخ احمد
احسائی نے نص فرمائی۔ پس میں آپ کے شیخ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، اور
آپ کو وجہ اللہ الاکرم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے آپ نا امید نہیں فرمائیں
گے، اور میں تو آپ کا بندہ ہوں نہ کہ شاگرد اور اگر آپ مجھے اس بات کا حکم دیں گے کہ
میں آپ کی نیابت و جانشینی کے امر کو پوشیدہ رکھوں اور کسی پر ظاہر نہ کروں تو ہم
اللہ کی قوت و طاقت کے بھروسے پر آپ کے اس راز کو افشا نہیں کریں گے، اور میں
آپ کے امر و نہی کا منتظر ہوں، اور یہی میری حاجت ہے، پس میری حاجت کو پورا
فرما دیجئے اور میرے نظام امر کی جس چیز میں صلاح و خیر ہے اس کی دعا کرنے میں
میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی ہے، اب آپ مجھ پر اپنی بارگاہ سے احسان فرمائیے اور یہ
آپ کا فضل و کرم ہوگا کیونکہ بلاشک و شبہ آپ واسع کریم ہیں۔"

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے صـ۱۷۳ کی سطر ۱۲ تا آخر اور صـ۱۷۴ کی سطر ۱ تا ۱۱ پر
کریم خان کرمانی کے آخری حصہ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے:۔

(وبالجملة قال أيضا في آخر خطه وخاتمته : « ومما يجب عرضه عليك :
أن الله سبحانه قال لنبيه صلى الله عليه وآله : انك ميت وانهم ميتون وقال
تعالى : كل نفس ذائقة الموت ، وهو أمر لابد منه ولا مفر عنه وقد مات
محمد صلى الله عليه وآله وعلى وأولاده عليهم السلام وشيعتهم ، وهذا
أمر كائن فاذا كان كائن عليك لا أراك الله ذلك ، فمن ولي الامر بعدك ؟
فاني اعتقد اعتقادا جزما ان من لم يعرف شيخ زمانه لم يعرف امامه يقينا ،
لان الشيخ سبيل الانام الى وجهه وتعرفه ، ومن لم يعرف امام زمانه مات ميتة
جاهلية ، ولابد لمعرفة كل شيخ من نص الشيخ السابق على اللاحق ، او
تصريح نص شيخ الزمان بعلامة تعرف صفته ، ونحن الان فمن الله علينا

بتصديقكم لما رأينا من اثاره ، حتى لو كان يجوز نبي بعد نبينا صلى الله عليه وآله وادعيتم النبوة لم تطلب منكم معجزة ، بل والله مع ذلك لو ادعيت ذلك الآن بل اعظم من النبوة واعظم لصدقتك بلا معجزة ، كما كتبت فيما قبل بلا ادعاء منك ، فان الله صدقك وبـرك واصلح امرك ، ولا يفلح الساحر حيث اتى ، وان الله لايصلح عمل المفسدين ، وانت مصدق فيما ادعيت مطلقا بلا معجزة ، فانك بنفسك برهان والمعجزة للجهال ، فالمرجو منكم ان تنصّوا على الشيخ الذي بعدكم ، فلعلى بمقادير الله بقيت فلا اموتن ميتة الجاهلية ، وأكون بفضلك وجودك عارفاً بربي ، وهذه سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلا ، وقد كانوا يسئلون وينصون كما نص الأئمة والمشايخ وشيخنا الاوحد فاسئلك بجاه شيخك ووجه الله الاكرم لك ان لا تخيبني ، وانا عبدك لا تلميذك ، ان امرتني بالكتمان فلن تفشى بحول الله وقوته ، وانا متوقف أمرك ونهيك ، وهذه حاجتي فأستجب لي ، وما قصرت في الدعاء مما فيه صلاحي ونظام امري من غليّ من عندك فضلا منك فأنك ولنعم كريم الخ » ٠)

موسیٰ اسکوئی کا محمد کریم خان کے خط پر تبصرہ

موسیٰ اسکوئی، محمد کریم خان کا مذکورہ خط نقل کرنے کے بعد احقاق الحق کے ص۱۷۴ سطر ۲۰ تا ۲۳ و ص۱۷۵ سطر ۱ تا ۴ پر تنبیہ کے عنوان کے تحت تبصرہ کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"محمد کریم خان کرمانی نے اپنے خط میں سید الامجد (سیّد کاظم رشتی) (خدا اسکی دلیل کو روشن رکھے) سے جو اس قدر اصرار کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے یہ اجازہ کی درخواست تھی اور اپنے حق میں "نیابت و جانشینی" کے لئے تصریح مطلوب تھی، جس سے [illegible] اپنے عزم کو قوت اور جزم کو مضبوط کرسکے لیکن محمد کریم خان کرمانی کے اس قدر اصرار کامل کے باوجود سید کاظم رشتی نے محمد کریم خان کرمانی کے مذکورہ خط کا کوئی جواب نہیں دیا، جیسا کہ ہم نے سنا ہے ان لوگوں سے کہ جنہوں نے سنا ہے سید محمد خراسانی وغیرہ سے کہ جو شاگرد تھے شیخ احمد احسائی کے اور سید کاظم رشتی کی مجلس میں حاضر ہوتے رہتے تھے ـــــ خاص طور پر اجازہ کے لئے ـــــ حالانکہ احتمال یہ ہے کہ خط کا جواب دینا واجب ہے کیونکہ

بعض احادیث میں آیا ہے کہ خط کا جواب دینا سلام کے جواب دینے کی طرح واجب ہے لیکن اس کے باوجود "سید کاظم رشتی نے محمد کریم خان کرمانی کے خط کا کوئی جواب نہیں دیا، اور جو اجازے محمد کریم خان کرمانی کے پیروکار اور اس کے مرید لوگوں کو دکھاتے پھرتے ہیں وہ سب کے سب جھوٹے ہیں، جعلی ہیں اور گھڑے ہوئے ہیں اور ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔"

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے ص۱۷۴ سطر ۲۰ تا ۲۳ و ص۱۷۵ سطر ۱ تا ۳ پر موسیٰ اسکوئی کے مذکورہ تبصرہ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے:-

تنبیه

۱ الظاهر من اصراره للسيد الامجد (انار الله برهانه) هو الاستجازة منه والتصريح منه (انار الله برهانه) في حقه بما يقوى به عزمه ويشتد به جزمه ، فمع اصراره كله لم يجب خطه ومكتوبه على ما سمعنا ممن سمع من السيد الجليل السيد محمد الخراساني تلميذ الشيخ الاوحد وغيره ممن حضر مجلس السيد الامجد ، فضلا عن الاجازة له ، مع احتمال وجوب الجواب ، لأن جواب الكتاب كرد السلام في بعض الاخبار ، وما يبرزه التابعون والمريدون من الاجازات كذب ومجعول ، ليست مناط الاعتبار ،

محمد کریم خان کے خط پر موسیٰ اسکوئی کی تنبیہ کے نتائج

(۱) موسیٰ اسکوئی نے محمد کریم خان کرمانی کا مذکورہ خط خود اپنی کتاب احقاق الحق کے ص۱۶۸ سے ص۱۷۴ تک تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۲) موسیٰ اسکوئی کو تسلیم ہے کہ یہ خط محمد کریم خان کرمانی نے سید کاظم رشتی کو لکھا تھا اور یہ واقعتاً اسی کا خط ہے اور اصلی خط ہے۔

(۳) موسیٰ اسکوئی کو تسلیم ہے کہ یہ خط سید کاظم رشتی کو مل گیا تھا۔

(۴) موسیٰ اسکوئی کو تسلیم ہے کہ اس خط میں شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کو نہ صرف باب، رکن، قطب، امام، خلق، حجۃ کلیہ وغیرہ لکھا تھا بلکہ نبی اکرمؐ سے بھی مرتبہ میں بڑھ کر مرتبہ کا حامل لکھا تھا اور لفظاً انہیں اِلٰہ، رب اور رحمٰن لکھا تھا

(۵) موسیٰ اسکوئی کو تسلیم ہے کہ اس خط سے محمد کریم خان کرمانی کی مراد یہ تھی کہ سیّد

کاظم رشتی جو اس کے نزدیک بذریعہ نص شیخ احمد احسائی کا جانشین تھا۔ محمد کریم خان کرمانی کے لئے آئندہ اپنی خلافت و جانشینی کی نص کر جائے۔

۲: موسیٰ اسکوئی کو تسلیم ہے کہ اس نے خط کے آخر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر انکی جانشینی کے بارے میں انہوں نے "انکی زندگی میں" جانشینی کے راز کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا تو محمد کریم خان اس کو افشا نہیں کرے گا۔

۳: موسیٰ اسکوئی کو تسلیم ہے کہ محمد کریم خان کرمانی کے مرید سید کاظم رشتی کی طرف سے محمد کریم خان کرمانی کی جانشینی کا اجازہ لوگوں کو دکھاتے پھرتے ہیں۔"

موسیٰ اسکوئی کا بودا استدلال

موسیٰ اسکوئی کہتے ہیں کہ، ہم نے سُنا ہے ان لوگوں سے کہ جنہوں نے سنا تھا سید محمد خراسانی سے کہ جو شیخ احمد احسائی کا بھی شاگرد تھا، اور سید کاظم رشتی کی مجلس میں بھی حاضر ہوتا رہا تھا۔ کہ کاظم رشتی نے محمد کریم خان کرمانی کے مذکورہ خط کا کوئی جواب نہیں دیا حالانکہ خط کا جواب دینا واجب ہے، اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ خط کا جواب دینا سلام کا جواب دینے کی طرح سے واجب ہے لیکن اس کے باوجود سید کاظم رشتی نے محمد کریم خان کرمانی کے خط کا کوئی جواب نہیں دیا، اور وہ اجازے جو محمد کریم خان کرمانی کے پیروکار اور مرید لوگوں کو دکھاتے پھرتے ہیں وہ سب کے سب جھوٹے ہیں اور جعلی ہیں۔ اور انکا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

محمد کریم خان کرمانی کے یہ اجازے جھوٹے ہیں یا سچے ہیں، جعلی ہیں یا اصلی، اس کا تو خود انہوں نے رد سائے شیخیہ احقاقیہ کے اعتراضات پر جواب دیا ہے، لیکن ہم اس مقام پر جو کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ موسیٰ اسکوئی کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ کم ازکم ان کے نزدیک اجازے جھوٹے اور جعلی بن سکتے ہیں، اور یہ وہ حقیقت ہے کہ جس کا احقاقی شیخیوں کو اچھی طرح علم ہے، کیونکہ شیخ احمد احسائی کے جتنے اجازے ہیں وہ سب کے سب جھوٹے اور جعلی ہی بنائے ہوئے ہیں اور بالکل ناقابل اعتبار ہیں جس کا مفصل ثبوت ہم نے اپنی کتاب "ایک پُراسرار جاسوسی کردار" میں پیش کر دیا ہے، جس کا دل چاہے اس میں ملاحظہ کرے لیکن موسیٰ اسکوئی نے کاظم رشتی کے محمد کریم خان کرمانی کو دیئے ہوئے اجازے کے جعلی یا

وضعی یا جھوٹے ہونے کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا ہے جیسا کہ ہم نے ببانگ دُہل شیخ احمد احسائی
کے اجازوں کو جھوٹا اور جعلی ثابت کر دکھایا ہے اور ہمارا چیلنج ہے کہ کوئی شیخی ہمارے اس
دعوے کو رد کر کے دکھائے جو شیعوں کو دھوکہ دینے کے لئے رؤسائے شیخیہ نے بعد میں گھڑے
ہیں۔ بہرحال موسیٰ اسکوئی کہتے ہیں کہ سید کاظم رشتی نے محمد کریم خان کرمانی کے خط کا کوئی جواب
نہیں دیا۔ حالانکہ خط کا جواب دینا واجب تھا اور اس کا علم ان کو ان اشخاص کی معرفت ہوا جن
کا نام انہوں نے نہیں لیا بلکہ یوں کہا کہ ہم نے سنا ہے ان لوگوں سے کہ جنہوں نے سنا تھا سید
محمد خراسانی سے یعنی ... نامعلوم ہیں انہوں نے سید محمد خراسانی سے سنا تھا اور سید
محمد خراسانی کو موسیٰ ... نے دیکھا نہیں تھا کیونکہ وہ موسیٰ اسکوئی کی پیدائش سے پہلے مر چکے
تھے ... نے سید محمد خراسانی سے سنا تھا انہوں نے موسیٰ اسکوئی کو بتلایا تھا۔ کیا
بتلایا تھا؟ کہ سید کاظم رشتی نے محمد کریم خان کرمانی کے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اور
سید محمد خراسانی شیخ احمد احسائیؒ کا شاگرد تھا اور سید کاظم رشتی کی مجلس میں بھی حاضر ہوا
کرتا تھا اور محض سید کاظم رشتی کی مجلس میں حاضری کو دلیل بنا کر دوسروں سے سنی ہوئی بات
کو سنے سنائے آگے بڑھا کر حتماً کہہ دیا کہ کاظم رشتی نے اس کے خط کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

سیّد کاظم رشتی پر محمد کریم خان کے خط کا صرف محمد کریم خان کو ہی جواب دینا واجب نہیں تھا بلکہ اس کی تشہیر بھی ضروری تھی۔

محمد کریم خان کرمانی کا یہ خط ایک عظیم بدعت کے آغاز کا پیش خیمہ تھا، اور اگر شیخ احمد احسائیؒ
اور کاظم رشتی خود کو خط کے مندرجات کے مطابق نہیں سمجھتے تھے تو اس خط سے ان کے بدنام ہونے
کا خطرہ تھا اور ان کے علم میں یہ بات آگئی تھی کہ جو شخص ہمیں اللہ، رب، رحمٰن اور ... لکھ
رہا ہے اور ہماری نیابت و جانشینی کی درخواست کر رہا ہے ہمارے بعد یہ ہمیں ان مناصب کا
منصب دار ظاہر کر کے خود کو ہمارا جانشین کہا کرے گا۔ لہذا کاظم رشتی پر صرف سلام کا جواب
دینے کی طرح ہی یہ امر واجب نہیں تھا بلکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی صحیح حدیث کے مطابق
اس بدعت کے علم میں آجانے کے بعد اپنے علم کا اظہار نہ کر کے لعنت کا مستحق بھی بن جاتا تھا لہذا
کاظم رشتی کا یہ فرض تھا کہ نہ صرف محمد کریم خان کرمانی کو ایک عتاب آمیز خط لکھتے کہ او بیہودہ
آدمی تو نے یہ کیا ... ہے بلکہ اس کو یہ خط لکھنے کے ساتھ ساتھ اس کی تشہیر بھی کرتے

اور جس طرح اور بہت سے سوال کرنے والوں کے مختلف سوالات کے جواب میں رسالے لکھے تھے جن کو پیروان شیخ کتابیں ظاہر کر رہے ہیں۔ محمد کریم خان کرمانی کے خط کے جواب میں بھی ایک رسالہ اس کے مندرجات کی رد میں ضرور لکھتے۔

اس کے علاوہ اپنے تمام شاگردوں کو اکٹھا کر کے یہ اعلان کرتے کہ دیکھو اس میرے شاگرد محمد کریم خان کرمانی کو کیا ہو گیا ہے کہ ہمیں دوسرے خطابات کے علاوہ نبی و نبوت کے مرتبہ سے اعظم مرتبہ کا حامل بنا دیا ہے اور ہمیں اللہ لکھا ہے، رب لکھا ہے، رحمٰن لکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ اپنے زمانے میں شیخ احمد احسائی ان عہدوں کا حامل تھا، اور شیخ احمد احسائی کے بعد میں ان عہدوں کا حامل ہوں اور یہ کہ شیخ احمد احسائی نے اپنی جانشینی کے لئے میرے واسطے نص کر دی تھی اور اب یہ شخص ان عہدوں اور ان القابات کے لئے اپنے واسطے جانشینی اور نیابت کی نص کرنے کی درخواست کر رہا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے نہ شیخ احمد احسائی اللہ کے رتبہ کا تھا نہ رب تھا نہ وہ رحمٰن تھا نہ وہ رکن رابع تھا نہ وہ دوسرے کسی ایسے عہدہ کا حامل تھا اور نہ ہی میں ان القابات کا حامل ہوں نہ میرے لئے کسی قسم کی نص ہے بلکہ وہ بھی ایک سیدھا سادہ عالم تھا اور میں بھی ایک سیدھا سادہ عالم ہوں۔

لیکن کاظم رشتی نے ان تمام باتوں میں سے کوئی بات نہیں کی یعنی نہ اس خط میں لکھی گئی باتوں کا اپنے شاگردوں کے سامنے کوئی رد و ابطال کیا نہ دوسرے سائلین کے جواب میں لکھے گئے رسالوں کی طرح اس کی رد میں کوئی رسالہ لکھا، نہ خود محمد کریم خان کرمانی کو ان القابات کی نفی اور رد و ابطال میں کچھ لکھا نہ کسی اور طرح سے اس کے خط کے برخلاف کچھ تشہیر کی اور چونکہ سید رشتی نے ان مندرجہ تجویزوں میں سے کوئی بھی صورت اختیار نہیں کی لہٰذا اس طرح اُس نے محمد کریم خان کرمانی کے خط کے مندرجات کی اپنے حق میں بھی اور شیخ احمد احسائی کے حق میں بھی تصدیق کر دی ہے۔

پس موسیٰ اسکوئی کا یہ لکھنا کہ ہم نے سنا ہے اُن سے کہ جنہوں نے سنا تھا سید محمد خراسانی سے کہ جو شیخ احمد احسائی کے شاگرد تھے اور کاظم رشتی کی مجلس میں بھی حاضر ہوتے تھے کہ سید کاظم رشتی نے محمد کریم خان کرمانی کے خط کا کوئی جواب نہیں دیا، انتہائی بودی دلیل ہے۔

سیّد کاظم رشتی نے ضرور محمد کریم خان کے خط کے جواب میں اس کی جانشینی کی نص کی ہے۔

چونکہ محمد کریم خان کرمانی نے اپنے خط کے آخر میں یہ لکھ دیا تھا کہ میں آپ کی زندگی میں آپ کی جانشینی کے راز کو افشا نہیں کروں گا، اور رؤسائے شیخیہ احقاقیہ کویت کو یہ بات تسلیم ہے کہ محمد کریم خان کرمانی سید کاظم رشتی کا شاگرد تھا جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب ترجمہ تنبیہ الانام بر مفاسد ارشاد العوام کے گفتار مترجم میں ثابت کیا ہے اور شاگردوں میں سے کون اس کام کے لائق ہے یہ بات استاد ہی جان سکتا تھا، لہٰذا سید کاظم رشتی نے اپنے ان شاگردوں سے پوشیدہ طور پر جو مذہب شیخیہ کی سربراہی و ریاست کی آس لگائے بیٹھے تھے، اور اپنے ان شاگردوں سے مخفی طور پر کہ جن کے محروم رہ جانے کی وجہ سے ناراض ہونے کا خطرہ تھا اپنے محرم راز شاگرد محمد کریم خان کرمانی کو دوسرے شاگردوں کی نظروں سے بچا کر خط لکھا اور ضرور لکھا۔ اور رؤسائے شیخیہ رکنیہ کرمان کے پاس سید کاظم رشتی کے دستخط اور مہر کے ساتھ محمد کریم خان کرمانی کی جانشینی کی یہ نص موجود ہے اور اس نص کی عبارت کا ایک اقتباس انہوں نے ارشاد العوام کے مقدمے میں درج کیا ہے اور رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان محمد کریم خان کرمانی اور اس کے پیرو شیخیہ احقاقیہ کویت کے جواب میں برملا کہتے ہیں کہ جس طرح امیر المومنین کی خلافت کی نص اور وصیت شیعوں پر ثابت ہے، سُنیوں پر ثابت نہیں ہے تو نہ سہی، اسی طرح شیخ احمد احسائی کی خلافت و جانشینی کی نص سید کاظم رشتی کے لئے اور سید کاظم رشتی کی خلافت و جانشینی کی نص محمد کریم خان کرمانی کے لئے محمد کریم خان کرمانی کے پیروکاروں اور مریدوں پر ثابت ہے اگر شیخیہ احقاقیہ کویت اور ان کے مریدوں پر ثابت نہیں ہے تو نہ سہی، اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا جیسا کہ خود موسیٰ اسکوئی نے محمد کریم خان کرمانی کے فرزند اور اس سلسلے کے دوسرے پیشوا محمد خان کی ایک عبارت کو اس کے ایک رسالے سے جو اسی موضوع پر لکھا ہوا ہے۔ اپنی کتاب احقاق الحق کے صـ۱۸۰ ـ صـ۱۸۱ پر یوں نقل کیا ہے:۔

"اور (رکن رابع یا وحدت ناطق سے) مراد یہ ہے کہ شیخ احمد احسائی کے علم کا وارث و حامل (ایک زمانے میں) صرف ایک ہی شخص ہے، کیونکہ شیخ احمد احسائی مرحوم ایک نفرِ عالم تھے اور ان کا ایک نفر ہی نائب ہو سکتا ہے۔ اور امام علیہ السلام کا ارشاد

ہے کہ خداوند تعالیٰ کسی عالم کو اس دنیا سے نہیں اٹھاتا جب تک کہ اس کی جگہ دوسرا عالم اس کا نائب نہ بنادے، اور اس جانے والے عالم کو بھی یہ الہام ہو جاتا ہے کہ اس کا نائب و جانشین کون ہوگا، پس شیخ احمد احسائی کے بعد سید کاظم رشتی سلسلہ (شیخیہ) میں ان کے نائب و جانشین و خلیفہ تھے، اور سید کاظم رشتی کے بعد آقا (محمد کریم خان کرمانی) اعلی اللہ مقامہ انکے نائب و جانشین و (خلیفہ) تھے۔ اور آقا محمد کریم خان کرمانی نے بھی خود یہ ظاہر کردیا تھا کہ ان کا بھی ایک نفر نائب و جانشین و (خلیفہ) ہے (یعنی ان کا فرزند محمد خان راقم رسالہ ہذا)

موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے صـ۱۸۰ رصـ۱۸۱ کی اصل عبارت کا عکس حسب ذیل ہے:-

" ومرادنیست که حامل علم شیخ مرحوم اعلی الله مقامه یکیست چراکه شیخ مرحوم یك نفر عالم بودند ویك نفر نائب دارد وامام میفرماید که خداوند عالم را نمیبرد مگر اینکه نائبي برای او میگذارد وخود اوهم ملهم میشود که نایبش کیست پس بعد از شیخ سید مرحوم اعلی الله مقامه در سلسلة نائب ایشان بود وبعد از سید مرحوم آقا اعلی الله مقامه بودند وخود ایشانهم اظهار میفرمودند که یك نفر نائب دارند الخ ")

یعني : اعلم ان الناطق امام ونبي ولم یکن في وحدتهم کلام أبدا من زمان آدم الی الآن ، فکان الناطق دائما واحدا سواء کان من الائمة او الانبیاء ، الی ان قال : والمراد من الناطق لیس من ینطق فقط بل المراد منه الرجل الذي یکون مرجع [illegible] علق ورئیسا وسائسا ، الی ان قال : الخلاصة فمثل هذا الشخص في مد[illegible] الله الذي هو النائب الخاص للامام موجود وفرض علی الکل تسلیم ام[illegible]ان راوه وعرفوه ، ومن تخلف عنه عند معرفته او لم یکن له محبة [illegible] وتسلیم نوعي عند عدم معرفته فهو خارج من محبة الامام وکافر مثل سا[illegible] الکفار . وهذا النائب الخاص مسلما واحد ، ونحن الحال نصطلح ونس[illegible]یه بالناطق ، وان شئت فسمه بغیر هذا الاسم ، هذا ناطق بالنسبة الی الخلق وان کان صامتا بالنسبة الی امامه (ع) ، الی ان قال : الخلاصة : مطلبنا في مقام ذلك الشخص وفي هذا الیوم ایضا لم یدع أحد هذا المقام ، ونحن ایضا ما عرفناه ، واما في الظاهر بین العلماء ربما تقول : ان الناطق واحد ، ثم المراد ان حامل علم الشیخ اعلی الله مقامه واحد . والشیخ کان عالما واحدا ، ویکون [illegible]ـه واحدا ، والامام (ع) یقول : ان

لا يرفع علماً الا يجعل له نائباً ، وهو أيضا يظهر ان نائبه من هو . فبعد الشيخ كان السيد اعلى الله مقامه في السلسلة نائبه ، وبعد السيد كان [illegible] (١) أعلى الله مقامه ، وهو أيضا كان يظهر ان نائبه واحد انتهى .

حرفِ آخر

ہماری یہ کتاب ان تمام عقائد و افکار و نظریات و دعاوی کے بیان کی متحمل نہیں ہو سکتی جن کو مجتبا دگزار شیخیت اور رؤسائے شیخیہ نے رواج دیا ہے ۔ اس لئے ہماری کتابوں :۔

(۱) : "ایک پر اسرار جاسوسی کردار یعنی شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں"۔

(۲) : "الفرق بین الشیعہ والشیخیۃ المخرفۃ الضالۃ المضلۃ"

(۳) : "آئینہ شیخیت" وغیرہ وغیرہ دوسری کتابوں کا بھی مطالعہ کریں ۔

شیخی افکار و نظریات و عقائد و دعاوی کے بارے میں جو کچھ مختصر طور پر رؤسائے شیخیہ کی کتابوں سے اس کتاب میں نقل کیا گیا ہے ، وہ سب صرف یہ ثابت کرنے کیلئے لکھا گیا ہے کہ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے انسانوں کے بھیس میں یا انسانوں کے پاس انسانوں کے لباس میں اور حیوانوں کے پاس حیوانوں کے لباس میں اور نباتات کے پاس نباتات کے لباس میں اور جمادات کے پاس جمادات کے لباس میں یعنی جیسے جیسے امت بدلتی رہی اس امت کے لباس میں آمارتے کی کیا حکمت تھی ؟ وہ حکمت یہ تھی ! کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا اپنے آسمانی نام یعنی احمد کے نام سے شیخ احمد احسائی میں ظہور کو ماننے میں کوئی قباحت نہ رہے ، یعنی جو نور ہر شے اور ہر چیز میں ظہور کر سکتا ہے ـــ (اور ہر شے میں جو جو چیزیں شامل ہیں ان کے بیان کی یہاں ضرورت نہیں قارئین خود غور کریں) ـــ تو پھر وہ نور شیخ احمد احسائی کی شکل وصورت میں کیوں ظہور نہیں کر سکتا ۔ حد یہی ہے وہ اصل وجہ جس کے لئے شیخ احمد احسائی نے سرورِ کائنات کو اور ان کی آلِ پاک کو اشرف المخلوقات کی نوع سے خارج کر کے اپنے گمان کے مطابق علیحدہ اور جداگانہ نوع بنایا ہے اور اس کے بعد آنے والے رؤسائے شیخیہ اور تمام پیروانِ شیخ اور فریب خوردگان شیخیہ محمد وآلِ محمد علیہم السلام کی جداگانہ نوع کی رٹ لگاتے چلے آرہے ہیں اور ہر ایک اپنے زعم باطل کے مطابق ان کی علیحدہ اور جداگانہ نوع ہونے کے بارے ایک نئی ہی دلیل دیتا ہے [illegible] دوسرا دیکھتا ہے کہ پہلے نے جو دلیل دی تھی وہ تو بودی نکلی

اور رد کر دی گئی ہے تو پھر وہ دوسری دلیل گھڑتا ہے۔ اس طرح دلیلوں پر دلیلیں بدلتی جا رہی ہیں، لیکن اس عقیدہ باطل سے ہاتھ اٹھانے اور دست بردار ہونے کیلئے تیار نہیں ہوتے ہمیں امید ہے کہ ہماری اس کتاب کے پڑھنے کے بعد حق کے متلاشی اور اصل حقیقت سے بے خبر حضرات اس عقیدہ فاسد کو ترک کر دیں گے۔

بہر حال یہ ہے نور کا چوتھا تصور جس کو شیخ احمد احسائی نے رائج کیا اور دوسرے رؤسائے شیخیہ نے پھیلایا اور مولانا محمد بشیر صاحب انصاری اور ان کی پارٹی نے پاکستان میں جس کی تبلیغ کی ہے اور مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے اپنے اقبال کے مطابق انہوں نے شرح زیارۃ سے اخذ کر کے اپنی کتاب حقائق الوسائط میں درج کر کے بنیاد گزار شیخیت کے رائج کردہ اس عقیدہ کی تائید و تسدید کی اور یہ لکھا کہ :۔

نمبر۱: "جس طرح امت تبدیل ہوتی گئی انکی تشکل ظاہری تبدیل ہوتی گئی"۔ حقائق الوسائط ص۱۲۱

نمبر۲: "یعنی صرف ظاہری لباس بدلتا رہا لہذا انکی نوع جداگانہ ہے"۔ حقائق الوسائط ص۱۲۱

نمبر۳: "جب یہ ذوات مقدسہ عالم ناسوت کی ہدایت کے لئے تشریف لائے تو بشکل بشری تشریف لائے"

حقائق الوسائط ص۱۲۶

نمبر۴: "ہر نبی و امام بشر بنکر ہدایت کرتا ہے جبکہ اس کی امت بشر ہو"۔ حقائق الوسائط ص۱۲۷

اور اس بات کا انکار سوائے اس کے کہ جو بالکل بے خبر ہے یا احمق ہے یا بے وقوف اور بالکل ہٹ دھرم ہے اور کوئی بھی نہیں کر سکتا کہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری علی وجہ بصیرت یہ جانتے ہوئے ان عقائد کی تبلیغ کرتے رہے ہیں کہ یہ عقائد مذہب شیخیہ کے عقائد ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہر مذہب اور ہر ملت کے افراد کی طرح وہ ان ہی عقائد کو عقائد حقہ سمجھتے ہیں اور چونکہ جس طرح مرزائی حضرات خود کو سُنی مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ اسی طرح شیخی حضرات خود کو شیعہ مسلمان ظاہر کرتے ہیں لہذا مولانا محمد بشیر صاحب انصاری نے بھی مذہب شیخیہ اور شیخی عقائد کو پاکستان میں شیعہ عقائد ظاہر کر کے پھیلایا ہے اور سادہ لوح اور کم علم حضرات کے دھوکہ کھانے کا سبب بھی یہی ہوا ہے۔

اور اس بات کا ثبوت نہ صرف ان کے وہ مکتوبات ہیں جو انہوں نے شیخی مبلغ کاظم علی رسا کو لکھے تھے اور جن کو اس نے گلدستہ مودت نامی پمفلٹ میں شائع کر دیا ہے اور جن کو ہم نے بھی اپنی کتاب "ایک پُر اسرار جاسوسی کردار" میں شامل کر دیا ہے بلکہ انہوں نے بھی شیفتہ صاحب

کی طرح رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا عبد [illegible] [illegible]

طور پر بھیج کر اُن سے تصدیق حاصل کی ہے تاکہ ان کا ترجمہ کر کے پاکستان میں [illegible]

لہذا رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا عبدالرضا ابراہیمی نے مولانا محمد بشیر صاحب انصاری

کے عقائد کی تصدیق مزید وضاحت کے ساتھ ایک کتاب کی شکل میں کی ہے۔ اور اس کتاب

کا نام انہوں نے عقائد حقہ رکھا ہے اور یہ کتاب چاپ خانہ سعادت کرمان سے چھاپ کر

کر پاکستان بھجوائی گئی ہے اس کتاب کے صہ ۲ و صہ ۳ پر مرزا عبدالرضا ابراہیمی نے پہلے

مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کا خط نقل کیا ہے۔ لہذا مرزا عبدالرضا ابراہیمی کی کتاب

عقائد حقہ کے صفحہ نمبر ۲، نمبر ۳ پر لکھا ہوا مولانا محمد بشیر صاحب انصاری کے خط کی اصل

عبارت کا عکس ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

و بعد چنین گوید بنده اثم عبدالرضا بن ابی القاسم بن زین العابدین

بن کریم که مراسله ای رسید از جناب مستطاب ثقة الاسلام الحاج محمد

بشیر انصاری صدر مجلس علمای پاکستان زید افضاله باین مضمون بحضرت

المحقق المؤلف یاعلی مدد آقای عبدالرضا خان دام افاداتکم سلام جمیل

قبول فرمایند — امید[illegible]رم از حق سبحانه بحق الحق و اهله که مزاج

گرامی مقرون به کمال [illegible]افیت و محفوف به نهایت عافیت بوده و میباشد ٭

یك استفتاء بخدمت ج[illegible]اب عالی ارسال میکنم که خود جنابعالی و دیگران

ک[illegible] از علماء اعلام ابرار میباشند تصدیقش و امضاء بفرمایند ٭

نقل استفتاء پهلوی [illegible]نده هست هرورق دیگر مطابق نمره جوابش ثبت

فرمای[illegible] حبی متشکرم که توجهات بزودی مبذول فرمایند تا ترجمه اش بزبان

پاکست[illegible] [illegible]هم وانله ولی التوفیق یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

والس[illegible] [illegible]حمة الله و ب[illegible]کاته محمد بشیر ٭

مو[illegible] [illegible] انصاری نے پاکستان میں آج تک مذہب شیخیہ کے جتنے عقائد

پھیلائے [illegible] نبی و امام کی جداگانہ نوع کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ اس عقیدہ

کے بیان [illegible] [illegible]شیر صاحب انصاری کے عقیدہ کا [illegible] کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]مریت از ایشان سلب نشده و در ہر عالمی بلباس

اہل آں عالم ظہور فرمودہ اند۔"

ترجمہ: "اس عقیدے کے بارے میں کہ تعلیم وہدایت کا منصب ان سے سلب نہیں ہوا ہے اور انہوں نے ہر عالم (یعنی عالم جمادات وعالم نباتات وعالم حیوانات وعالم انسانی میں اسی عالم کے لباس میں (یعنی جمادات کی ہدایت کے لئے جمادات کے لباس میں نباتات کی ہدایت کے لئے نباتات کے لباس میں حیوانات کی ہدایت کے لئے حیوانات کے لباس میں اور انسانوں کی ہدایت کے لئے انسانوں کے لباس میں) ظہور فرمایا ہے۔"

اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری ان عقائد کو شیخی عقائد اور مذہب شیخیہ کو اصلاً ایک مذہب سمجھتے ہیں۔ ان کے ان خطوط کے عکس جو انہوں نے شیخی مبلغ کاظم علی رہا کو لکھے تھے۔ تازہ حوالے کے طور پر اگلے صفحات پر ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔

ایک پُراسرار جاسُوسی کردار پر تبصرے

روز نامہ جنگ کا تبصرہ

روز نامہ جنگ نے مورخہ ۶ شوال ۱۴۰۵ھ ۲۵ جون ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں ہماری کتاب "ایک پُراسرار جاسوسی کردار پر جو تبصرہ کیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

" یہ کتاب اپنے نام کے اعتبار سے ردِ شخصیت یعنی شیخ احمد احسائی کے افکار و نظریات کی [illegible] نظر آتی ہے لیکن معاملہ یوں نہیں، مصنف نے شیخ احمد احسائی کے عقائد کی بحث کے لیے باقاعدہ کتب مخصوص کی ہوئی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب شیخ احمد احسائی کی اپنی ذات کے بارے میں ہے کہ خود اپنے بارے میں کیا کہتا ہے اور دوسرے رؤسائے شیخیہ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ وہ کیا تھا کیا بنا رہا۔ پاکستان میں اس موضوع پر اگرچہ چند ایک کتب ملتی ہیں لیکن تحقیق و تدقیق کے اعتبار سے [illegible] ھذا کے لیے جس قدر محنت کی گئی ہے دوسری کتب کی تیاری کے لیے اس کا عشر عشیر بھی [illegible] کی گئی۔ مصنف نے نہایت عرق ریزی سے عربی و فارسی کتب کے حوالے تلاش [illegible] اور جیسا کہ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے انہیں پورے سیاق و سباق کے ساتھ [illegible] ہے اور واقعۃً علمی دیانت اس بات کا تقاضا کرتی ہے۔ کئی ایک مواقع پر [illegible] کا عکس لگا دینے سے کتاب کی افادیت دو چند ہو گئی ہے۔

اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے یہ کتاب خاصے کی چیز [illegible]

ہفت روزہ رضا کار کا تبصرہ

جریدۂ فریدہ ہفت روزہ "رضا کار" نے مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۸۵ء کی [illegible] میں اس کتاب پر جو تبصرہ کیا وہ حسب ذیل ہے:

- گذشتہ بیس سال سے پاکستان میں شیخی حضرات زیادہ کھل کر شیخی مذہب کے

لئے کام کرنے لگے ہیں۔ شیعہ علماء نے شروع ہی سے ان کی کارستانیوں کو بھانپ کر عوام کی راہنمائی کا فریضہ ادا کیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب کے مؤلف مولانا سید محمد حسین زیدی برستی، شیخیوں کے مقابلے میں مذہبِ حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کا دفاع کرنے والوں میں بہت نمایاں رہے ہیں۔ زیرِ تبصرہ کتاب ان کی اسی سلسلہ کی ایک تازہ مدلل معیاری اور ضلالت شکن کاوش ہے۔

کتاب ھذا کئی حوالوں سے منفرد ہے۔ اردو میں پہلی جامع تصنیف ہے جس میں مذہب شیخی کے بانی شیخ احمد احسائی کا ہمہ گیر تعارف کرایا گیا ہے۔ اس تعارف کے لئے شیخ کی خود نوشت سوانح۔ سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی کا عربی متن اور اس کا اردو ترجمہ شامل کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ شیخ کے فرزند شیخ عبداللہ کی تصنیف۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی کا پورا متن بھی نقل کر دیا گیا ہے جس میں شیخ احمد احسائی کی تصنیفات اور ذات کا تعارف موجود ہے علاوہ ازیں زیرِ نظر کتاب میں قدیم اور جدید کے شیعہ مجتہدین اور اعلام کے شیخ احمد احسائی کے بارے میں فتاویٰ بھی موجود ہیں۔ پاکستان میں شیخی مراکز اور شیخی علماء کا تعارف بھی شاملِ کتاب ہے بنیادی طور پر یہ کتاب پاکستان میں ممتاز شیخی علامہ شیخ محمد حسنین سابقی کی عربی کتاب عبقریۃ الشیخ الاوحد اور شیخ عبدالحسین سرحدی کی کتاب تذکرۃ الشیخ الاوحد کا جواب ہے۔

شیخ احمد احسائی کی اپنی کتاب سے اس کے عجیب وغریب دعوے سامنے آتے ہیں شیخ کے بارے میں اس کے خلیفے اور شیخی علماء نہایت تعجب خیز عقائد رکھتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ احسائی اپنے بارے میں مامور من اللہ معصوم عن الخطا صاحب وحی والہام۔ عالم الغیب۔ افضل خلائق وغیرہ کا دعویٰ رکھتا تھا۔

یہ کتاب شیخ احسائی کی حقیقت جاننے والوں کے لئے ایک مستند دستاویز ثابت ہوگی۔

مؤلف جواباتِ عالیہ آقائے بلال مہدی اسلام آباد کا تبصرہ

آپ کی تصنیف "ایک پُراسرار جاسوسی کردار" جناب سید محمد ثقلین کاظمی کے ذریعہ موصول ہوئی۔ خدا آپ کو اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آپ نے جس محنت سے اس بازاری

اور مکروہ چہرے کے پردے کو اتار کر اس کے تار تار کو فضا میں بکھیرا ہے۔ بندہ اس پر آپ کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہے۔ اب کوئی اندھا انسان ہی ان کے مکر و فریب میں پھنس سکتا ہے۔ میرے پاس آپ کی پہلی ترجمہ شدہ تصنیف (تنبیہہ الانام) موجود ہے۔ عرصے سے اس کتاب کا تذکرہ چلا آرہا تھا اور اس کے آنے سے پہلے ہی سے شیخیہ کو بتیہ احقاقیہ کے سروں پر موت کے بادل منڈلا رہے تھے، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پاکستان میں اردو زبان میں پہلی عظیم کتاب ہمارے ہاتھوں میں پہنچ گئی ہے۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ نے صرف شیخیت اور اس کے ادعا باطلہ پر بحث کی ہے اور وہ بھی ان کی اپنی تحریرات سے۔ شاید ہمارے ملک کے اچھے خاصے علامہ بھی ان کے عشر عشیر سے بھی واقف نہیں ہوں گے۔ اگر واقف ہوتے تو مفسرِ قرآن جیسی شخصیت احقاقیوں کے دھوکہ میں کیوں آتے۔ خدا کرے کہ اب وہ آپ کی تحقیق کو سامنے رکھ کر اپنی گذشتہ سے رجوع فرمالیں۔ کیوں کہ اُن کے لیۓ اس سے بہتر کوئی راستہ نہیں ہے اور نہ اس کتاب سے بہتر تحقیقی مواد اُن کو مل سکتا ہے۔ پھر آپ نے جس خوبصورت پیرائے میں موجودہ صدی کے ہاں مرزا غلام احمد کے مذہب اور آنجہانی احسائی کے دعوے کی مشابہت ثابت کی ہے وہ صحیح اور حق ہے۔ اس کتاب میں آپ نے جس خوبی اور اثر پذیر انداز میں پاکستانی شیخیوں کے سرغنہ افراد کا تعارف کرایا ہے وہ مومنینِ پاکستان کے لیۓ پہچاننے میں مشعلِ راہ کا کام دے گا۔ انشاءاللہ

شیخیت کے موضوع پر
ہماری تالیفات و تراجم ایک نظر میں

۱۔ ایک پُراسرار جاسوسی کردار — مطبوعہ — ۴۰/- روپے

۲۔ ترجمہ تنبیہ الانام — مطبوعہ — ۲۵/- روپے

۳۔ شیخیت کیا ہے اور شیخی کون ؟ زیر نظر کتاب) مطبوعہ — ۲۰/- روپے

۴۔ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور نوع نبی و امامؑ (زیرِ طبع)
مذہب شیخیہ کے ایک بنیادی عقیدہ یعنی جداگانہ نوع پر کامل ریسرچ اور تحقیقِ انیق اور تفتیشِ دقیق۔ شیخی عقائد کو سمجھنے کے لئے پہلے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے کتابت ہو چکی ہے بعنقریب پریس میں آنیوالی ہے۔

۵۔ الفرق بین الشیعہ والشیخیہ : شیخ احمد احسائی نے تمام اصول دین سے کس طرح انحراف کیا ہے اور دینِ مبینِ حق کی کس طرح بیخ کنی کی ہے اور شیخی ایجنٹ کس طرح پاکستان کے بے خبر کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اس کتاب میں مذہب شیعہ کے عقائد کا مذہب شیخیہ اور دیگر باطل مذاہب کے عقائد کے ساتھ تقابل دستاویزی ثبوت کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔
اگر مومنین نے ہماری طبع شدہ کتابیں خرید کر جلد از جلد تعاون فرمایا تو یہ کتاب بھی بہت جلد طبع ہو سکے گی۔ — غیر مطبوعہ

۶۔ پاکستان میں شیخیت کا تاریخی جائزہ ۔ — غیر مطبوعہ

۷۔ آئینۂ شیخیت : شیخیوں کے باقی عقائد پر بحث — غیر مطبوعہ

۸۔ مکائد الشیخیہ : شیخیوں کی مکاریوں کا بیان۔ غیر مطبوعہ

۹۔ عالین کون ہیں ؟ شیخیوں نے عالین کے لفظ سے کس طرح غلط استدلال کیا۔

۱۰۔ عالین کا جغرافیہ : شیخیوں نے عالین کے لفظ سے کس طرح غلط استدلال کیا۔

ہماری آیندہ پیشکش

الفرق بین الشیعہ والشیخیّہ

المنحرفۃ الضالّۃ المضلّۃ

اگر آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ شیخی عقائد کیا ہیں اور شیخی عقائد اور شیعہ عقائد میں کیا فرق ہے؟

تو پھر یہ بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ شیخی حضرات پاکستان میں بے خبر، کم علم اور سادہ لوح شیعوں کو کس طرح گمراہ کر رہے ہیں. شیخیوں کے فاسد و کاسد اور باطل عقائد سے بچنے اور صحیح شیعہ عقائد کو اختیار کرنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ پاکستان کے ہر شیعہ کی انتہائی اہم ضرورت ہے۔

شیخیت کے موضوع پر ہماری سابقہ مطبوعہ کتابوں کی خرید کے سلسلہ میں مومنین کا جتنا جلد تر تعاون حاصل ہوگا اتنی ہی جلد تر اس کتاب کی طباعت و اشاعت ممکن ہو سکے گی۔

طباعت کا انتظار کیجیے

خادم العلماء

سید محمد حسین زیدی برستی